مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

کراس کلب

ناشران .... اشرف قریشی
.... یوسف قریشی
پرنٹر .... محمد یونس
طابع .... ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت .... -/40 روپے



چند باتیں

محترم قارئین !
ایک انتہائی دلچسپ اور قہقہہ انگیز ناول آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ عمران اس بار ایک بالکل ہی مختلف اور منفرد روپ میں سامنے آتا ہے اور یہ روپ ہے پرائیویٹ جاسوس حشر ترکی کا۔ اور سیکرٹ سروس کے ممبران حشر ڈیٹیکٹو ایجنسی کے کارکنوں کے روپ میں سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتے نظر آتے ہیں۔
حشر ترکی ایک ایسا کردار ہے جو قدم قدم پر قہقہوں کی پھلجھڑیاں چھوڑتا دکھائی دیتا ہے۔ مگر یہ پھلجھڑیاں اس وقت آتش فشاں کا روپ دھار لیتی ہیں جب دنیا کی سب سے خطرناک تنظیم "کراس کلب" کا ماسٹر بلگرام میدان میں کود پڑتا ہے۔ مگر جب حشر ترکی اور ماسٹر بلگرام کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو یقیناً عمران حشر ترکی کے روپ میں ماسٹر بلگرام کو اپنے تازہ اشعار سنا سنا کر بیہوش ہونے پر مجبور کر دیتا ہے جیسے بات ! ——— شاعری اور وہ بھی عمران کی۔ ماسٹر بلگرام کی کیا جرأت ہے کہ وہ بیہوش نہ ہو۔ مگر کراس کلب جیسی بین الاقوامی تنظیم جسے کا دعویٰ تھا کہ اسے کا مشن کبھی ناکام نہیں ہوا ——— بھلا اتنی آسانی سے کیسے شکست تسلیم کر لیتی ———؟
اور پھر وہی ہوا۔ عمران نے سیکرٹ سروس اور کراس کلب کے

درمیان ایک اہم راز کے لیے جان لیوا اور خوفناک کشمکش شروع ہو گئی اور بلیک زیرو اس راز کی خاطر اپنی ناک تڑوا بیٹھا ـــــ مگر کراس کلب عمران کی آنکھوں کے سامنے راز لے اُڑنے میں کامیاب ہو گیا مگر عمران سوائے بے بسی سے دیکھنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکا۔ پاکیشیا کا اہم ترین راز عمران کے سامنے موجود تھا لیکن عمران آخر وقت تک اُسے تلاش ہی کرتا رہا۔

ایک ایسی کہانی جس میں ایکشن اور سسپنس کے ساتھ ساتھ قہقہوں کا حسین ترین امتزاج موجود ہے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ کہانی بے حد پسند آئے گی۔ پڑھ کر دیکھ لیجئے۔

والسلام

منظہر کلیم۔ ایم۔ اے

عمران نے نئے ماڈل کی شیورلٹ کار کو یوں آنکھیں موند کر دیکھا جیسے قصائی بکری کا جائزہ لے رہا ہو۔ کبھی وہ جھک کر اُسے نیچے سے دیکھتا۔ کبھی وہ گھوم کے آگے سے ایک مخصوص زاویے سے اس کا جائزہ لیتا۔

"آپ نے کار خریدنی ہے جناب ـــــ یا صرف دیکھنی ہے ـــــ؟" سیلزمین نے انتہائی اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"خریدنی بھی ہے ـــــ اور دیکھنی بھی ہے ـــــ دیکھو میاں سیلزمین! ـــــ ہماری آج تک شادی اس لئے نہیں ہو سکی کہ لوگ لڑکی نہیں دیکھنے دیتے ـــــ اور بغیر دیکھے ہم شادی کر نہیں سکتے" ـــــ عمران نے منہ میں دبے ہوئے پان کی پیک سڑک کی طرف اچھالتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ لڑکی کو بھی اسی طرح دیکھتے ہوں گے ـــــ جس طرح پچھلے دو گھنٹوں سے اس کار کو دیکھ رہے ہیں" ـــــ سیلزمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب دیکھو میاں سیلزمین! ـــــ شادی روز روز تو ہوتی نہیں۔

اس لئے کم ازکم اتنا تو مجھے حق ہے کہ میں دو چار روز تک ہر زاویے سے دیکھ بھال کرلوں ـــــ مگر یار لوگ دو چار منٹوں بعد ہی جوتے مار کر گھر سے بھگا دیتے ہیں ــــ کیا زمانہ آگیا ہے" ـــــ عمران نے مسمی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

اور سیلزمین نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی اکتاہٹ اور بوریت جو عمران کی وجہ سے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تھی یکلخت دور ہو گئی۔ ورنہ اس سے پہلے وہ مرنے کی حد تک بور ہو چکا تھا۔

عمران دو گھنٹے قبل شو روم میں داخل ہوا تھا۔ اس نے تنگ موری کے پاجامے کے اوپر کڑھا ہوا کرتا اور اس پر کوٹ پہن رکھا تھا اور سر پر پھندنے والی سرخ رنگ کی ترکی ٹوپی تھی۔ منہ میں پان کی شائد تین چار گلوریاں دبی ہوئی تھیں اور آتے ہی وہ اس کار کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔

سیلزمین پہلے تو کافی دیر تک اس کار کی خوبیاں بتاتا رہا لیکن بعد ازاں خود ہی چپ ہو گیا کیونکہ عمران نے اس کی کسی بات پر ذرا سی توجہ تک نہ دی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ بہرہ ہو۔ وہ بس مختلف زاویوں سے کار کو ہی دیکھتا رہا۔

پھر سیلزمین نے اس سے بات کر کے اس کی حیثیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے اس کی کسی بات کا جواب تک نہ دیا تھا اور پھر تنگ آکر سیلزمین واپس کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھ گیا۔ لیکن وہاں بھی اسے چین نہ آیا۔ اس کی سیلزمین شپ کی رگ بار بار پھڑک اٹھتی اور وہ پھر عمران سے آکر مخاطب ہو جاتا۔

مگر عمران نے تو جیسے اس کی بات نہ سننے کی قسم کھا رکھی تھی اور سیلزمین تنگ آکر دوبارہ بیٹھ جاتا۔ وہ عمران سے زیادہ سخت لہجے میں بھی بات نہ کر سکتا تھا کیونکہ اس شو روم میں بیٹھ کر اسے کئی بار تلخ تجربے ہوتے تھے کہ بظاہر پھٹیچر سے نظر آنے والے لوگ بعد میں کروڑ پتی بلکہ ارب پتی نکلے اور جو لوگ لباس اور رویے سے کروڑ پتی لگتے تھے وہ بس کار دیکھ کر ہی دل بہلانے والوں میں سے تھے۔

عمران کی ظاہری حالت سے سیلزمین نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ کوئی بگڑا ہوا نواب ہے۔ جو چاہے تو ایک لمحے میں دس کاریں خرید لے۔ اور اگر نہ چاہے تو ایک رومال خریدنے سے بھی قاصر رہ جائے۔ اب خدا خدا کر کے عمران نے اس کی بات کا جواب دیا اور بات ہی ایسی کی تھی کہ سیلزمین کی ساری بوریت دور ہو گئی۔

"آپ کی تعریف جناب" ـــــ؟ سیلزمین نے پوچھا۔

"میاں اپنے منہ سے خود تعریف کرنا شریفوں کا شیوہ نہیں ہے" ـــــ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر کار کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔

سیلزمین جھینپ کر خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں بعد عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ڈھیلے ڈھالے قدم اٹھاتا کاؤنٹر کے قریب پڑی ہوئی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔ سیلزمین نے جلدی سے اپنی کرسی سنبھال لی۔

"آپ کو یقیناً کار پسند آئی ہو گی" ـــــ سیلزمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ویسے تو ٹھیک ہے ۔۔۔ گزارا کر جائے گی ۔۔۔ لیکن اس کا پچھلا دروازہ اگلے دروازے سے چھوٹا ہے ۔۔۔ بس یہی اس میں بہت بڑی خامی ہے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی ! ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔۔۔ ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ کاریں خود کار مشینوں میں بنتی ہیں ۔۔۔ اس لئے ان میں آدھے انچ کا بھی فرق نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ سیلزمین نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس ناپنے والا فیتہ ہے" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ہے" ۔۔۔ سیلزمین نے جواب دیا۔

"نکالو ۔۔۔ اور چلو اسے ناپو ۔۔۔ ابھی معلوم ہو جاتا ہے" ۔۔۔ عمران نے چیلنج والے انداز میں کہا۔ اور سیلزمین بھی شاید اب تفریح پر اتر آیا تھا۔ اس نے کاؤنٹر کی دراز سے فیتہ نکالا اور کار کی طرف چل پڑا۔ اور پھر کار کی ناپ ہونی شروع ہو گئی۔

"دیکھئے جناب ! ۔۔۔ بالکل برابر ہے" ۔۔۔ سیلزمین نے فاتحانہ انداز میں کہا۔

"کہاں برابر ہے ۔۔۔ ؟ میاں حقیقت پسند بنو ۔۔۔ آگے والا دروازہ پچھلے دروازے سے انچ کا دسواں حصہ چھوٹا ہے" ۔۔۔ عمران نے غصیلے انداز میں کہا۔

"انچ کا دسواں حصہ ! ۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی" ۔۔۔ ؟ سیلزمین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یعنی کوئی بات ہی نہیں ہوئی ۔۔۔ میاں سیلزمین ! یہاں کار

میں عیب لگ گیا ہے ۔۔۔ اور اب لوگ کیا کہیں گے کہ حشر تک عیب دار کار پر چڑھا بیٹھا ہے" ۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب ! ۔۔۔ آپ نے کار نہ خریدنی ہو تو اور بات ہے ۔۔۔ ورنہ یہ انچ کے دسویں حصے والی بات بس آپ کا وہم ہے" ۔۔۔ سیلزمین نے بڑی مشکل سے منہ پر آئے ہوئے سخت الفاظ کو بدلتے ہوئے کہا۔

"خریدنی تو ہے میاں ! ۔۔۔ مگر یہ عیب ۔۔۔ یہی انچ کا دسواں حصہ تو اب تک ہمیں کنوارہ رکھے ہوئے ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب ! ۔۔۔ اس طرح تو قیامت تک نہ آپ شادی کر سکتے ہیں ۔۔۔ اور نہ کار خرید سکتے ہیں ۔۔۔ مجبوری کا ہے" سیلزمین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے منہ میں گھی شکر ۔۔۔ چلو قیامت کے بعد کا تو سکوپ بن ہی گیا" ۔۔۔ عمران نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔ اور سیلزمین بے بسی سے عمران کو دیکھتا رہ گیا۔ ظاہر ہے۔ اب وہ کیا جواب دے سکتا تھا۔

"اپنے فیصلے میں تھوڑی سی ترمیم کر لو تو تمہاری ہم پر بڑی کرم نوازی ہو گی۔ ورنہ مجبوری ہے ۔۔۔ قیامت کا انتظار کرنا ہی پڑے گا" ۔۔۔ عمران نے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیا۔

"جی کیسی ترمیم" ۔۔۔ ؟ سیلزمین نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بس اتنی سی کہ قیامت سے پہلے ہم کار لے لیں ۔۔۔ شادی چلو قیامت کے بعد کر لیں گے" ۔۔۔ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"تو میں نے آپ کو کب منع کیا ہے کار خریدنے سے" ۔۔۔ سیلزمین

نے چونکتے ہوئے کہا۔

"شکریہ شکریہ! ——— آپ جیسے لوگوں کی وجہ سے تو یہ دنیا قائم ہے کتنے مہربان لوگ ہیں آپ ——— فرمائیے! اس عیب دار کار کی کیا قیمت پیش کروں" ——— عمران نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"جی اس کار کی قیمت صرف دو لاکھ روپے ہے" ——— سیلزمین نے دو لاکھ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی رعایت نہیں ہو سکتی ——— دیکھو میاں! ——— دو لاکھ کی تو خیر کوئی بات نہیں ——— مگر یہ "صرف" ——— یہ شاید ہمارے پاس نہ ہو" ——— عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"جی میں دو لاکھ ہی تو کہہ رہا ہوں" ——— سیلزمین نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"مگر تم نے تو صرف ۲ لاکھ روپے کہے ہیں ——— بس اتنی رعایت کردو کہ دو لاکھ لے لو ——— اور صرف چھوڑ دو ——— اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دیگا" ——— عمران نے مسکین سا لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— کردی رعایت" ——— سیلزمین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھی تھیں۔ اُسے اپنا بھاری کمیشن جیب میں پڑا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

"شکریہ شکریہ! ——— ایک بار نہیں ——— ہزار بار شکریہ ——— ! تم بے فکر رہو ——— میں تمہارے مالک کو بالکل نہیں بتاؤں گا کہ تم نے میرے ساتھ اتنی بڑی رعایت کردی ہے" ——— عمران نے کہا اور پھر

اس نے اپنے کُرتہ کے بٹن کھولے اور اندر پہنی ہوئی بنیان کی اندرونی جیب سے ایک پھولدار بٹوہ نکالا۔ بٹوے کو اس نے بڑی احتیاط سے کھولا اور پھر اس میں سے چیک بک باہر نکالی۔

سیلزمین نے چیک بک دیکھ کر برا سا منہ بنالیا، مگر خاموش رہا۔

عمران نے ایک چیک پھاڑا اور پھر جیب سے پین نکال کر اس پر فرم کا نام اور دو لاکھ روپے کی رقم لکھ کر اس نے لمبے سارے دستخط کر دیئے اور چیک بڑے مودبانہ انداز میں سیلزمین کی طرف بڑھا دیا۔

سیلزمین نے چیک لیا اور پھر اس پہ بنک کا نام پڑھ کر اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا کریڈل اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو! ——— میں موٹر سیلز سے بول رہا ہوں ——— اکاؤنٹ نمبر سات ہزار چار سو چالیس کی طرف سے دو لاکھ کا چیک ہمیں دیا گیا ہے ——— آپ اس کے کیش ہونے کی گارنٹی دیتے ہیں" ——— سیلزمین نے رابطہ قائم ہوتے ہی پوچھا۔

"کیا اکاؤنٹ نمبر بتایا آپ نے" ——— منیجر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اکاؤنٹ نمبر سات ہزار چار سو چالیس" ——— سیلزمین نے غور سے چیک پر لکھے ہوئے اکاؤنٹ نمبر کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"محترم! ——— اتنا بڑا نمبر تو شاید دنیا کے کسی بھی بنک میں نہ ہو ——— ہمارے بنک میں تو دو ہزار سے اوپر نمبر ہی نہیں ہیں" ——— منیجر نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ـــــ سیلز مین نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر زور سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اُسے منیجر کی بات سُن کر آگ لگ گئی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کسی فراڈی سے ٹکرا گیا ہے خواہ مخواہ وقت ضائع کیا۔

"معاف کیجئے ـــــ ہم یہ چیک نہیں لے سکتے ـــ اگر آپ کیش رقم دے سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ـــــ ورنہ تشریف لے جایئے"۔ سیلز مین نے چیک عمران کی طرف پھینکتے ہوئے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

"کیوں ـــــ اس چیک کی ناک بہہ رہی ہے" ـــــ عمران نے بھی جواب میں برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بنک میں یہ اکاؤنٹ ہی موجود نہیں ہے ـــــ کیش کہاں سے ہوگا" ـــــ سیلز مین نے ناگوار سے لہجے میں جواب دیا۔

"اکاؤنٹ ہی موجود نہیں ہے ـــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ـــــ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ابھی آپ کے سامنے منیجر سے بات ہوئی ہے" ـــــ سیلز مین نے کاٹتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مگر تم تو سات ہزار چار سو چالیس نمبر اکاؤنٹ کی بات کر رہے تھے" ـ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے چیک پر یہی اکاؤنٹ نمبر درج ہے" ـــــ سیلز مین نے کہا اور عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے چیک کو دیکھنے لگا۔

"مگر اس چیک پر تو ایک ہزار چار سو چالیس لکھا ہوا ہے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــــ میں نے خود دیکھا ہے ـــــ یہ دیکھئے

سات (7) لکھا ہوا ہے ـــــ آپ مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں" ـــــ سیلز مین نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا ـــــ تم اسے سات پڑھ رہے ہو ـــــ ضرور بہت زیادہ پڑھے لکھے معلوم ہوتے ہو ـــــ تبھی تو سیلز مین ہو ـــ اگر اتنا نہ پڑھے ہوتے ہوتے تو یقیناً اس شوروم کے مالک ہوتے ـــ بھئی یہ سات نہیں ـــ ایک ہے ـــ یہ ایک کے ساتھ جو چھوٹی سی لکیر ہے۔ یہ تو دراصل سٹارٹنگ پوائنٹ ہے" ـــــ عمران نے سیلز مین کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"صاف سات لکھا ہوا ہے ـــــ بہرحال میں یہ چیک نہیں لے سکتا" ـــــ سیلز مین نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا ـــــ اچانک ایک خوش پوش نوجوان شوروم میں داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر سیلز مین جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا بات ہے اکرم" ـــــ اس نوجوان نے سیلز مین کے قریب آکر پوچھا۔

"جناب ـــــ یہ صاحب شیورلیٹ خریدنا چاہتے ہیں ـــ انہوں نے چیک دیا ہے جس پر اکاؤنٹ نمبر سات ہزار چار سو چالیس لکھا ہوا ہے میں نے بنک منیجر سے بات کی تو اس نے کہا کہ اس نمبر کا اکاؤنٹ ہی نہیں ہے ـــــ اور اب یہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ سات نہیں ایک ہے۔ بس ایک کے ساتھ لکیر لگ گئی ہے" ـــــ سیلز مین نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"دکھایئے مجھے" ـــــ نوجوان نے عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چیک کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیوں دکھاؤں ـــــ ؟ آپ نے کوئی چیک خریدنا ہے ـــــ ؟" عمران نے ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ شوروم کے مالک سیٹھ اسحاق ہیں" ـــــ سیلزمین نے جلدی سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"سیٹھ اسحاق ـــ اچھا اچھا" ـــــ عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے یوں جھک کر آداب کیا جیسے کوئی مقدس ہستی سامنے آگئی ہو۔

"چیک مجھے دکھایئے" ـــــ سیٹھ اسحاق نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے ہاتھ سے چیک خود ہی اچک لیا۔

"سات بھی ہوسکتا ہے ـــــ اور ایک بھی ـــــ آپ کی تعریف؟" سیٹھ اسحاق نے چیک سے نظریں ہٹاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے لوگ حشر ترکی کہتے ہیں" ـــــ عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اکرم! ـــ دوبارہ منیجر کو ٹیلیفون کرو ـــ میں خود بات کرتا ہوں" ـــــ سیٹھ اسحاق نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ دلچسپ نظروں سے عمران کا جائزہ لے رہا تھا جو کرسی پر اس طرح شرمایا ہوا بیٹھا تھا جیسے بر دکھاوے کے لئے آیا بیٹھا ہو۔

سیلزمین نے بڑی پھرتی سے نمبر ملائے اور پھر رابطہ قائم ہوتے ہی رسیور سیٹھ اسحاق کی طرف بڑھا دیا۔

"میں موٹر سیلز سے سیٹھ اسحاق بول رہا ہوں" ـــــ سیٹھ اسحاق نے کہا۔

"جی فرمایئے" ـــــ ؛ دوسری طرف سے منیجر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے بنک میں جناب حشر ترکی صاحب کا اکاؤنٹ ہے ـــــ ؟" سیٹھ اسحاق نے پوچھا۔

"جی ہاں ہے ـــ کیوں" ـــــ ؛ منیجر نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"دراصل وہ خود اس وقت ہمارے شوروم میں تشریف رکھتے ہیں ـــــ انہوں نے ہمیں دو لاکھ کا چیک دیا ہے ـــــ مگر اس پر اکاؤنٹ نمبر سات ہزار چار سو چالیس پڑھا جاتا ہے ـــــ میرے سیلزمین نے ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ سے کنفرم کیا تو آپ نے کہا کہ اس نمبر کا اکاؤنٹ نہیں ہے ـــــ جناب حشر ترکی صاحب کہتے ہیں کہ یہ سات ہزار چار سو چالیس نہیں ـــ بلکہ ایک ہزار چار سو چالیس ہے" ـــــ سیٹھ اسحاق نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے ـــ میں چیک کر لیتا ہوں" ـــ دوسری طرف سے منیجر نے جواب دیا۔

اور پھر چند لمحوں کے انتظار کے بعد اس کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو! ـــ ایک ہزار چار سو چالیس صحیح نمبر ہے ـــ اور اس جیسے پچاس چیک کیش ہو سکتے ہیں" ـــ منیجر نے کہا۔

"اوہ! ـــ تھینک یو" ـــــ سیٹھ اسحاق نے دل ہی دل میں حساب

کرتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ منیجر کی بات کا مطلب تھا کہ اکاؤنٹ میں ایک کروڑ روپے موجود ہیں۔ اور جس کا بنک میں ایک کروڑ کیش پڑا ہوا ہو۔ وہ بھلا چھوٹی موٹی آسامی تو نہیں ہو سکتی۔

"آپ کو تکلیف ہوئی جناب! ——— ہم معذرت خواہ ہیں ——— آپ کار لے جائیے" ——— سیٹھ اسحاق نے مودبانہ لہجے میں کہا اور چیک سیلزمین کی طرف بڑھا دیا۔ جو اب تیزی سے کیش میمو کاٹنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

"پورا پتہ جناب" ——— سیلزمین کا لہجہ بھی اس بار بے حد مودبانہ تھا۔

"حشر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی" ——— عمران نے پتہ بتلاتے ہوئے کہا۔

"پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی ——— تو کیا اب ہمارے ملک میں بھی ایسی ایجنسیاں بن گئی ہیں" ——— سیٹھ اسحاق نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ——— حکومت نے ہمیں خصوصی لائسنس عطا کیا ہے۔ کیونکہ ہم مجرموں کا حشر نشر کر دینے کے ماہر ہیں" ——— عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

سیٹھ اسحاق چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ عمران سے مزید بات کرے یا نہیں ——— لیکن پھر اس نے اپنا سر فیصلہ کن انداز میں جھٹکا اور پھر وہ تیزی سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جناب! ——— ذرا ایک منٹ میرے ساتھ آئیے" ——— سیٹھ اسحاق نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے سیٹھ اسحاق کے چہرے پر عجیب سی سنجیدگی نظر آ رہی تھی۔

اور پھر وہ عمران کو لئے شوروم کے اندر کی طرف ایک چھوٹے سے

کمرے میں لے گیا۔

"تشریف رکھیئے! ——— میری صاف گوئی معاف کیجئے ——— آپ کا حلیہ تو مجھے اس بات سے روک رہا تھا ——— کیونکہ آپ جاسوس کم اور مسخرے زیادہ نظر آتے ہیں ——— لیکن آپ کی آنکھوں کی مخصوص چمک بتاتی ہے کہ آپ وہ نہیں جو نظر آتے ہیں ——— اس لئے میں نے آپ سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے" ——— سیٹھ اسحاق نے میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— آپ تو ہمارے ہی قبیلے سے لگتے ہیں ——— یعنی قیافہ شناسی کے ماہر ہیں ——— لفافہ دیکھ کر مضمون پڑھ لیتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاروبار اس قسم کی قیافہ شناسی سکھا دیتا ہے حشر صاحب! ——— بہرحال یہ دیکھئے" ——— سیٹھ اسحاق نے میز کی دراز کھولی اور ایک چھوٹا سا کارڈ نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

یہ سفید رنگ کا کارڈ تھا جس پر سرخ رنگ سے بڑا سا کراس پڑا ہوا تھا۔ کارڈ کے کونے میں ایک سانپ کی چھوٹی سی تصویر بنی ہوئی تھی عمران نے غور سے اس کارڈ کو دیکھا۔

"یہ کسی سانپ کا تعارفی کارڈ ہے ——— جس کا نام کراس ہے ——— لیکن حیرت ہے کہ اب سانپ بھی تعارفی کارڈ چھپوانے لگ گئے ہیں۔ پہلے تو چپکے سے آ کر کاٹ لیتے تھے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

سیٹھ اسحاق نے برا سا منہ بناتے ہوئے کارڈ اٹھا کر واپس دراز میں رکھا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تشریف لایئے ــــ اور کار لے جایئے ــــ یہ آپ کے بس کا روگ نہیں ہے" ــــ سیٹھ اسحاق نے حتی الوسع لہجے کو نرم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید عمران کے فقرے سے بے حد مایوسی ہوئی تھی۔

"پہلے یہ بتایئے کہ آپ نے کراس کلب کیوں ــــ اور کب چھوڑا" ــــ؟ عمران نے بڑے لاپرواہ سے انداز میں پوچھا۔ اور سیٹھ اسحاق یوں اچھل پڑا جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو۔

"اوہ! ــــ اوہ! ــــ آپ کراس کلب کے متعلق جانتے ہیں" ــــ وہ دوبارہ جھٹکے سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات تھے۔

"میری بات کا جواب دیجئے" ــــ عمران کے چہرے پر یکلخت گہری سنجیدگی چھا گئی۔

"یہ دو سال پہلے کی بات ہے ــــ میں غیر ملک کے دورے پر گیا تھا ــــ وہاں ایک دوست کی معرفت کراس کلب کے ایک اجلاس میں شرکت کا موقع ملا ــــ میرے دوست نے بتایا تھا کہ یہ کلب خفیہ طور پر صرف عیاشی کے لئے بنایا گیا ہے ــــ اور واقعی تھا بھی ایسا ــــ میں دو چار بار ان کے اجلاسوں میں شریک ہوا ــــ جہاں سوائے شراب و شباب کے اور کچھ نہ ہوتا تھا ــــ اس کے بعد میں واپس چلا آیا اور اسے بھول گیا ــــ لیکن چند روز پہلے مجھے ایک لفافہ ملا ــــ جس میں میرے ایسے فوٹو تھے کہ اگر ان میں سے ایک فوٹو بھی میرے رشتہ داروں یا کاروباری رقیبوں کو دکھا دیا جاتا تو سوائے خودکشی کے میرے سامنے اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔

چنانچہ میں بے حد پریشان ہو گیا ــــ اور میں سمجھا کہ شاید مجھے بلیک میل کرنے کے لئے یہ فوٹو اتارے گئے ہیں ــــ لیکن کل مجھے ایک پُراسرار سی ٹیلیفون کال ملی ــــ اور کراس کلب اور فوٹوؤں کا حوالہ دے کر مجھے ملٹن ہوٹل میں بلایا گیا ــــ میں جب وہاں گیا تو وہاں میری ملاقات ایک دراز قد غیر ملکی سے ہوئی۔ اس نے پہلے تو مجھے طرح طرح کے لالچ دیئے ــــ لیکن آخر میں اس نے ایک ایسی بات کی کہ میرے ہوش اڑ گئے" ــــ سیٹھ اسحاق کسی ٹیپ ریکارڈر کی طرح مسلسل بولے چلا جا رہا تھا۔

"انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا ہو گا کہ آپ کسی اہم سرکاری عمارت کا نقشہ مہیا کریں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سیٹھ اسحاق یوں چونک کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اس کے سامنے عمران کی بجائے کوئی بھوت بیٹھا ہو۔

"آ ــــ آپ! ــــ آپ کہیں کراس کلب کے آدمی تو نہیں" ــــ؟ سیٹھ اسحاق کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

"ارے نہیں! ــــ میرا نام عشترکی ہے ــــ اور میں پرائیویٹ جاسوس ہوں ــــ تم گھبراؤ نہیں ــــ کراس کلب کے متعلق ہمارے پاس مکمل فائل موجود ہے" ــــ عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور پھر بڑی مشکل سے سیٹھ اسحاق کا رنگ معمول پر آیا۔

"ہاں! ــــ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں وزارت دفاع کے ریکارڈ روم کا نقشہ حاصل کر کے دوں ــــ نجانے انہیں کہاں سے پتہ چل گیا تھا کہ وزارت دفاع کا ایک اعلیٰ افسر میرا بے حد گہرا دوست ہے ــــ اس

نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے یہ کام نہ کیا ۔۔۔ یا کسی کو بتایا تو مجھے کوبرا کارڈ بھیج دیا جائے گا ۔۔۔ اور پھر میری خوفناک موت یقینی ہو جائے گی" ۔۔۔ سیٹھ اسحاق نے جواب دیا۔

"ہوں! ۔۔۔ پھر تم نے کیا جواب دیا" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"یہ کوبرا کارڈ میرا جواب بتا سکتا ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ میں بڑا صنعتکار ہوں ۔۔۔ لیکن اپنے ملک کے خلاف کسی سازش میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اس کی بجائے مجھے موت قبول ہے" ۔۔۔ سیٹھ اسحاق کے لہجے میں ٹھوس اعتماد تھا۔

"بہت خوب سیٹھ اسحاق! ۔۔۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے ایک صحیح محب الوطن کا کردار ادا کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے صاف انکار کر دیا۔ جس پر مجھے دھمکیاں دی گئیں ۔۔۔ لالچ دیئے گئے ۔۔۔ لیکن میں اپنی بات پر ڈٹا رہا ۔۔۔ اور ابھی دو گھنٹے قبل ایک آدمی مجھے یہ کارڈ دے کر چلا گیا ۔۔۔ مجھے یقین تھا کہ یہ لوگ اب مجھے نہیں چھوڑیں گے ۔۔۔ اس لئے میں اپنے وکیل کے پاس گیا تھا تاکہ اپنی جائیداد کے بارے میں وصیت لکھوا دوں ۔۔۔ اور اب سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کروں کہ اتفاق سے آپ سے ٹکراؤ ہو گیا اور اب مجھے یقین ہے کہ اگر آپ مجھے موت سے نہ بچا سکے ۔۔۔ تو کم از کم اس سازش کے خلاف کام تو کریں گے" ۔۔۔ سیٹھ اسحاق نے طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"اس دراز قد غیر ملکی کا حلیہ اور دیگر تفصیلات" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

سیٹھ اسحاق نے اس کا تفصیلی حلیہ بتا دیا اور عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ وہ شاید اس آدمی کو پہچانتا تھا۔

"یہ کارڈ مجھے دے دو ۔۔۔ اور تم کسی ایسی جگہ چھپ جاؤ، جہاں کم از کم ایک ہفتہ تک تمہیں کوئی تلاش نہ کر سکے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مگر یہ لوگ بہت خطرناک ہیں ۔۔۔ مجھے ہر قیمت پر تلاش کر لیں گے ۔۔۔ اور ہو سکتا ہے اب بھی میری نگرانی ہو رہی ہو" ۔۔۔ سیٹھ اسحاق نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ۔۔۔ پھر میں بندوبست کرتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو! ۔۔۔ میں عشرتر کی بول رہا ہوں ۔۔۔ عشرت پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی سے" ۔۔۔ عمران نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"اوہ ہو! ۔۔۔ عشرتر کی صاحب! ۔۔۔ سنائیے! آپ کی ایجنسی کیسی جا رہی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"بہت اچھی جا رہی ہے ۔۔۔ اب تک تو بیویوں اور شوہروں کے تعاقب تک ہی معاملہ محدود رہا تھا ۔۔۔ لیکن اب ایک اچھا کیس ملا ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ مال روڈ پر موٹر سیلز کے شوروم میں مع میک اپ باکس کے فوراً آ جاؤ" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"آپ کیا کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔ ؟ کچھ تو بتائیے" ۔۔۔ سیٹھ اسحاق نے پوچھا۔

"کچھ نہیں! ۔۔۔ صرف تمہارا تبادلہ کروں گا" ۔۔۔ عمران نے

جواب دیا اور سیٹھ اسحاق منہ پھاڑے بیٹھا رہا۔

"تم اپنے سیلز مین سے کہہ دو کہ وہ آنے والے کو اندر بھیج دے" — عمران نے کہا اور سیٹھ اسحاق نے سر ہلاتے ہوئے انٹرکام پر ہدایات دے دیں۔

اور پھر دس منٹ بعد صفدر کمرے میں داخل ہوا۔

"صفدر! — تم نے سیٹھ اسحاق کا میک اپ کرنا ہے" — اور پھر اس نے کراس کلب کے متعلق مختصر سا بتا دیا۔ اور صفدر سچویشن سمجھ کر سر ہلانے لگا۔

عمران نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر اس نے صفدر کے ہاتھ میں پکڑا ہوا میک اپ باکس اس سے لیا اور باکس کھول کر اس میں سے ٹیوبیں نکال کر میز پر رکھ دیں۔ اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے صفدر کے چہرے پر میک اپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

دس منٹ بعد صفدر کا چہرہ سیٹھ اسحاق کا چہرہ بن گیا۔ سیٹھ اسحاق حیرت سے آنکھیں پھاڑے یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی سنسنی خیز فلم دیکھ رہا ہو۔

"اوہ! — مجھے یقین نہیں آرہا — آپ تو جادوگر ہیں" — سیٹھ اسحاق نے کہا۔

"آؤ اب تمہاری جان بھی بچا دوں — تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کس سے پالا پڑا ہے" — عمران نے کہا اور پھر اس نے سیٹھ اسحاق کے چہرے پر صفدر کا میک اپ شروع کر دیا۔ اور جب وہ فارغ ہوا تو اس نے ان دونوں کو لباس بدلنے کے لئے کہا۔ اور ان دونوں نے وہیں لباس اتار کر تبدیل کئے۔

"ہاں تو سیٹھ اسحاق! — اب کیا خیال ہے — کار لے جاؤں؟" عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سارا شوروم ہی آپ کا ہے — جو چاہے لے جائیے" — صفدر نے جواب دیا۔

اور سیٹھ اسحاق اپنا ہی لہجہ صفدر کی زبان سے سن کر ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"صفدر! — کسی ہوٹل میں کمرہ لے کر رہ پڑو" — عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"آؤ میرے ساتھ" — عمران نے سیٹھ اسحاق سے جو صفدر کے میک اپ میں تھا۔ مخاطب ہو کر کہا اور سیٹھ اسحاق سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ اور وہ دونوں دفتر سے نکل کر شوروم میں آگئے۔

"کار لے جاؤں جناب سیلز مین صاحب" — عمران نے سیلز مین سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جناب! — میں نے پٹرول اور موبل آئل ڈال دیا ہے — کار تیار ہے" — سیلز مین نے مودبانہ انداز میں کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر چابیوں کا سیٹ دراز سے نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے چابیاں سنبھالیں اور پھر وہ سیٹھ اسحاق کو لئے کار میں سوار ہو گیا۔ دوسرے لمحے کار شوروم سے نکل کر سڑک پر دوڑنے لگی۔

سیلز مین سیٹھ اسحاق کو پہچاننے سے قاصر رہا تھا۔ اس لئے سیٹھ اسحاق کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

"اب میں نے کیا کرنا ہے" — سیٹھ اسحاق نے پوچھا۔

"میں تمہیں ہوٹل ملٹن میں اتار دیتا ہوں ــــ وہاں کمرہ بک کرالینا ــــ بس تم نے صرف ایک کام کرنا ہے کہ جب بھی وہ غیر ملکی تمہیں نظر آئے ــــ تم نے فون نمبر تین صفر تین دو پر ٹیلیفون کر کے صرف اتنا کہہ دینا ہے کہ مال آگیا ہے" ــــ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور سیٹھ اسحاق نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد عمران نے ہوٹل ملٹن کے سامنے گاڑی روک دی اور سیٹھ اسحاق کو کار سے اتارا۔ اور پھر کار لے کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ یہ بس اتفاق ہی تھا کہ سیٹھ اسحاق نے اس سے کراس کلب کی بات کر دی تھی۔

عمران کراس کلب کے متعلق جانتا تھا کہ یہ ایک خوفناک بین الاقوامی تنظیم ہے جو اہم رازوں کی چوری کا دھندہ کرتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وزارت دفاع کی عمارت کا نقشہ حاصل کرنے کا مطلب یہی تھا کہ اس بار وہ کسی دفاعی راز کے حصول کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اگر عمران عشرت ڈیکٹیو ایجنسی کے لئے کار لینے موٹر سیلز پر نہ جاتا تو شاید اسے کراس کلب کے متعلق اطلاع ہی نہ ملتی۔ کیونکہ یہ تنظیم اطلاعات کے مطابق انتہائی خفیہ طریقے سے کام کرتی ہے اور لوگوں کو بلیک میل کر کے اپنا کام نکال لیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر شخص سیٹھ اسحاق کی طرح جرأت مند اور محب الوطن تو نہیں ہوگا۔

سیٹھ اسحاق نے جس دراز قد غیر ملکی کا حلیہ بتایا تھا وہ کراس کلب کا مخصوص ایجنٹ ماسٹر بگرام تھا۔ انتہائی خطرناک اور چالاک شخص۔ جو پوری دنیا کی خفیہ ایجنسیوں کو مطلوب تھا۔ لیکن سوائے ایک بار کے جب وہ شوگران سیکرٹ سروس کے ہاتھوں میں پھنسا تھا اور کسی نے اس کی پرچھائیاں بھی نہ

دیکھی تھی۔

اور عمران کو بھی کراس کلب کے متعلق اور ماسٹر بگرام کے حلیے کی تفصیلات شوگران نے ہی مہیا کی تھیں۔



ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کمرے میں بیٹھے ہوئے شخص نے بڑی پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ماسٹر سپیکنگ" ــــ اس شخص نے کرخت سے لہجے میں کہا۔

"باس! ــ راڈنی سپیکنگ ــــ سیٹھ اسحاق اپنے وکیل کے پاس گیا ــ اور پھر واپس اپنے شوروم میں آگیا ــــ جہاں اس نے ایک کار فروخت کی اور پھر سیلزمین کو چھٹی دے کر اس نے شوروم بند کیا اور خود واپس اپنی کوٹھی جانے کی بجائے ہوٹل شوبرا میں کمرہ نمبر دو سو بائیس بک کرالیا ہے اور اب وہ اسی کمرے میں موجود ہے" ــــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل شوبرا میں چھپ کر وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہماری نظروں سے چھپ جائے گا" ــــ ماسٹر نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے ـــــ ؟ کیا اس کا جھٹکا کر دیا جائے" ـــــ ؟ دوسری طرف سے راڈنی نے پوچھا۔

"جھٹکا تو بہرحال اس کا ہونا ہی ہے ـــــ کیونکہ اُسے کوبرا کارڈ بھجوایا جا چکا ہے ـــــ لیکن اب میرے ذہن میں ایک اور تجویز آ رہی ہے" ـــــ ماسٹر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا ماسٹر" ـــــ ؟ راڈنی نے چونک کر پوچھا۔

"تم ایسا کرو کہ مارکوتیس کو بلا لو اور سیٹھ کو ہوٹل سے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر یہاں میرے پاس لے آؤ ـــــ مارکوتیس کا قد و قامت اس سیٹھ سے ملتا جلتا ہے اور مارکوتیس مقامی زبان و لہجے پر پورا عبور بھی رکھتا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مارکوتیس کو سیٹھ اسحاق کا روپ دے کر اس کے ذریعے وہ نقشہ حاصل کیا جائے" ـــــ ماسٹر نے جواب دیا۔

"اوہ گڈ آئیڈیا ـــــ ماسٹر! میں مارکوتیس کو بلا لیتا ہوں اور اُسے پستول کی نوک پر لے کر ابھی آپ کے پاس پہنچ جاتا ہوں" ـــــ راڈنی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــــ لیکن کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے"۔ ماسٹر نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ایک قوی ہیکل نوجوان دروازے میں نمودار ہوا۔

"مائیکل! ـــــ گیسٹ پر اطلاع کر دو کہ راڈنی اور مارکوتیس ایک آدمی کو اغوا کر کے لے آ رہے ہیں ـــــ انہیں آنے دیا جائے ـــــ اور اس آدمی کو ڈارک روم میں پہنچا دیا جائے" ـــــ ماسٹر نے آنے والے

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوکے ماسٹر! ـــــ حکم کی تعمیل ہو گی" ـــــ مائیکل نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

ماسٹر نے اس کے جانے کے بعد میز پر پڑی ہوئی کتاب اٹھائی اور اس کے مطالعہ میں دوبارہ مصروف ہو گیا۔

ابھی اس نے چند ہی سطریں پڑھی ہوں گی کہ کمرے میں ایک تیز سیٹی کی آواز گونجی۔ ماسٹر نے چونک کر کتاب میز پر پھینکی اور تیزی سے اٹھ کر کمرے کی دیوار میں لگی ہوئی الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیٹی کی آواز اسی الماری سے نکل رہی تھی۔

ماسٹر نے الماری کھولی اور اس کے خانے میں رکھا ہوا ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر اٹھا کر میز پر رکھا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سیٹی کی آواز غائب ہو گئی اور چند لمحے ایسی آوازیں نکلتی رہیں جیسے سمندر کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا رہی ہوں۔ پھر ایک چیختی ہوئی آواز ان آوازوں پر غالب آ گئی۔

"ہیلو چیف ماسٹر ـــــ کراس کلب سپیکنگ اوور" ـــــ بولنے والے کا لہجہ کاٹ کھانے والا تھا۔

"یس ـــــ ماسٹر بگرام فرام پاکیشیا سپیکنگ اوور" ـــــ ماسٹر بگرام نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے ماسٹر اوور" ـــــ ؟ دوسری طرف سے اسی لہجے میں سوال کیا گیا۔

"سر! ـــــ کام جاری ہے ـــــ ٹرنپ کارڈ سیٹھ اسحاق نے کام سے انکار کر دیا تھا ـــــ اس لئے اُسے تنظیم کے اصولوں کے

مطابق تو بڑا کارڈ جاری کر دیا گیا ہے ــــــــ میرے آدمی اسے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر لا رہے ہیں ــــــــ میں نے پروگرام بنایا ہے کہ مارکونیس کو سیٹھ اسحاق کا روپ دے کر نقشہ حاصل کیا جائے اور پھر کام آگے بڑھایا جائے۔ اوور" ــــــــ ماسٹر بلگرام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اچھی پلاننگ ہے ــــــــ لیکن کام کی رفتار بے حد سست ہے۔ اوور" ــــــــ چیف ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

" جناب! ــــــــ بس نقشہ حاصل کرنے کی دیر ہے ــــــــ اس کے بعد کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اوور" ــــــــ ماسٹر بلگرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن تم نے براہِ راست اس عمارت کے کسی آدمی پر ہاتھ کیوں نہیں ڈالا ــــــــ یہ سیٹھ اسحاق کی معرفت نقشہ حاصل کرنے کی کیا تُک ہے۔ اوور" ــــــــ چیف ماسٹر نے بگڑے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جناب! ــــــــ براہِ راست ہاتھ ڈالنے سے راز آؤٹ ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے سیٹھ اسحاق کا سہارا لینا پڑا ــــــــ کیونکہ اس کے خلاف ہمارے پاس میٹریل موجود تھا ــــــــ لیکن وہ شخص انتہائی ڈھیٹ نکلا ــــــــ ورنہ اب تک کام ہو چکا ہوتا۔ اوور" ــــــــ ماسٹر بلگرام نے اپنی حکمت عملی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس طرح وقت ضائع ہو رہا ہے ــــــــ تم اپنا پلان مکمل کرو ــــــــ لیکن اگر اس طرح دیر ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر براہِ راست اقدام کرو۔ اوور" ــــــــ چیف ماسٹر نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" بہتر جناب! ــــــــ میں آپ کی ہدایت کا خیال رکھوں گا۔ اوور" ــــــــ ماسٹر بلگرام نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او کے! ــــــــ نقشہ حاصل ہوتے ہی فوراً مجھے اطلاع کرو۔ تاکہ اصل منصوبے پر کام کی ہدایات تمہیں دی جا سکیں۔ اوور" ــــــــ چیف ماسٹر نے جواب دیا۔

" بہتر باس! ــــــــ ایسا ہی ہوگا۔ اوور" ــــــــ ماسٹر بلگرام نے جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل" ــــــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ماسٹر بلگرام نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر واپس الماری میں رکھ دیا۔

وہ ٹرانسمیٹر رکھ کر دوبارہ کرسی پر آ بیٹھا۔ لیکن اس بار اس نے میز پر پڑی ہوئی کتاب کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ اس کے چہرے پر سوچ کی گہری لکیریں پھیل گئی تھیں۔ اُسے چیف ماسٹر کی کال سننے کے بعد اس بات کا خیال آ رہا تھا کہ اس نے سیٹھ اسحاق کے پیچھے لگ کر واقعی وقت ضائع کیا ہے۔ ورنہ اس دفتر کے کسی بھی اعلیٰ عہدیدار پر براہِ راست ہاتھ ڈال کر بھی یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا تھا۔

چنانچہ کچھ دیر وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ سیٹھ اسحاق کے میک اپ میں مارکونیس کو استعمال کرنے والا آئیڈیا ڈراپ کر دے اور سیٹھ اسحاق کو قتل کرنے کے بعد وہ براہِ راست کسی اعلیٰ عہدیدار پر ہاتھ ڈال دے۔ تاکہ کام جلد سے جلد ہو سکے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے خیال آ گیا کہ سیٹھ اسحاق بھی جس دوست سے وہ نقشہ لیتا

اسے براہ راست قابو کیا جائے۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی وہ مطمئن ہو گیا اور اس نے دوبارہ کتاب کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازے میں مائیکل نمودار ہوا۔

"ماسٹر! ــــــ راڈنی اور مارکو میں اس آدمی کو لے آئے ہیں۔" مائیکل نے کہا۔

"او کے! ــــــ اس کو ڈارک روم میں بھیج کر ان دونوں کو میرے پاس بھیج دو۔" ــــــ ماسٹر بلگرام نے کہا اور پھر اس نے کتاب اٹھا کر میز کی دراز میں رکھی اور دراز بند کر کے ان دونوں کے انتظار میں دروازے کی طرف نظریں جما دیں۔

عمران نے شیورلیٹ کار دوڑاتا ہوا مختلف سڑکوں سے گزر کر شہر کی اہم کاروباری سڑک مال روڈ پر پہنچ گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد مال روڈ کی ایک بڑی سی عمارت کے دروازے پر اس نے کار روک دی۔ عمارت کے اوپر ایک جہازی سائز کا وسیع و عریض بورڈ نصب تھا۔ جس پر فاسفورس کلرز سے حشر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی کے الفاظ چمک رہے تھے۔

عمران نے گزشتہ دنوں ہی بیٹھے بٹھائے اس ایجنسی کا آئیڈیا سوچا اور پھر باقاعدگی سے اس پر عمل کر ڈالا۔ مال روڈ کی یہ عمارت پہلے سے ہی سیکرٹ سروس کے قبضے میں تھی۔ اس لئے جگہ کے انتخاب میں کوئی تکلیف نہ ہوئی اور باقاعدہ پرائیویٹ ایجنسی کا دفتر قائم ہو گیا۔ ایک بڑا سا سرٹیفکیٹ بھی فریم کروا کر مین گیٹ کے سامنے والے برآمدے میں لٹکا دیا گیا تھا۔ یہ سرٹیفکیٹ مرکزی حکومت کی طرف سے جاری کیا گیا تھا اور اس کے مطابق حشر ایجنسی کو پرائیویٹ جاسوسی کا باقاعدہ لائسنس دیا گیا تھا

مین گیٹ سے داخل ہوتے ہی ایک چھوٹا سا کمرہ آتا تھا جس میں ایک خوبصورت سی میز کے پیچھے جولیا براجمان تھی۔ میز کے اوپر پرائیویٹ سیکرٹری کی تختی چمک رہی تھی۔ اس کمرے کے بعد ایک دروازہ تھا جس کی دوسری طرف ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا۔ اس کمرے میں مختلف میزیں تھیں جن پر سرخ رنگ کی فائلیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میزوں پر سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران کرسیوں پر بیٹھے باقاعدہ کام میں مصروف تھے۔ ہر میز پر مختلف تختیاں رکھی ہوئی تھیں۔ کسی پر طلاق ____ کسی پر بلیک میل ____ کسی پر اغوا ____ اور کسی پر قتل لکھا ہوا تھا۔

ہال کی شمالی دیوار میں ایک دروازہ تھا جس پر لگی ہوئی ایک بڑی سی نیم پلیٹ پر پیتل کے موٹے موٹے حروف میں ____ حشر ترکی چیف ڈیٹیکٹو کے الفاظ چمک رہے تھے۔

دروازے کے باہر تنویر خاکی وردی پہنے دونوں سائیڈوں پر ہولسٹر لٹکائے بڑے چوکنے انداز میں پہرہ دے رہا تھا۔ اس کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ دیکھنے والے پر خواہ مخواہ رعب پڑ جاتا تھا۔ اور ظاہر ہے آخری کمرہ عمران کا دفتر تھا جو حشر ترکی کے نام سے اس ایجنسی کا مالک تھا اور ایجنسی کا سب سے بڑا جاسوس بھی۔ اس ایجنسی کا بظاہر تو کوئی مقصد نہ تھا۔ بس عمران کے ذہن پر سنک سوار ہوئی تو اس نے دفتر کھول ڈالا۔ اور پھر ظاہر ہے ایکسٹو کے حکم پر جولیا، تنویر، نعمانی، صدیقی اور کیپٹن شکیل کو اس ایجنسی میں ملازمت کرنی پڑی۔ جولیا تو پرائیویٹ سیکرٹری تھی۔ تنویر کے ذمہ طلاق کے متعلق کیسز کا ڈیسک تھا۔ عمران نے اسے جان بوجھ کر یہ ڈیسک دیا تھا۔ نعمانی کے پاس بلیک میل ____ صدیقی کے پاس اغوا اور کیپٹن شکیل کے پاس قتل کے کیسز کا ڈیسک تھا۔ اس کا مطلب

یہ تھا کہ ایجنسی کے پاس جس ڈیسک کا کام آتا۔ اس ڈیسک والا ہی وہ کام سرانجام دیتا۔ اور جب سے ایجنسی قائم ہوئی تھی۔ زیادہ تر بار طلاق والے کیسز ہی آتے تھے ان کیسز میں کبھی کوئی شوہر اپنی بیوی کے خلاف مواد اکٹھا کرانا چاہتا تھا اور کبھی کوئی بیوی اپنے شوہر کے خلاف ____ تاکہ عدالت میں اس مواد کی بنا پر طلاق حاصل کی جا سکے۔

اور تنویر بیچارے کا برا حال تھا۔ وہ کبھی کسی عورت کے پیچھے جوتیاں چٹخاتا پھرتا ____ اور کبھی کسی مرد کی نگرانی میں مصروف رہتا۔ جبکہ باقی ممبران بس سارا دن گپ شپ کرنے اور چائے پینے کے بعد اپنے فلیٹس میں چلے جاتے۔

صفدر کو ایجنسی سے متعلق نہ کیا گیا تھا۔ بلکہ اس کے ذمہ جنرل ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔

عمران نے کار کو لاک کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اندر داخل ہو گیا۔ سر پر پہنی ہوئی ترکی ٹوپی کا پھندنا بڑے انداز سے دائیں بائیں جھول رہا تھا۔ جولیا نے اسے دیکھا تو برا سا منہ بنا لیا۔ اسے عمران کا ایسے حلیئے میں رہنا قطعاً پسند نہ تھا۔ لیکن وہ مجبور تھی۔ ظاہر ہے عمران کو اپنی مرضی پر چلانا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

"ہیلو مس جولیانا فٹز واٹر ____ پرائیویٹ سیکرٹری آف حشر پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی! ____ آپ کے مزاج سلامت ہیں ____ یا کہیں سے ٹوٹ پھوٹ تو نہیں گئے ____؟" عمران نے میز کے سامنے رکتے ہوئے بڑے مہذبانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران! ____ مجھے یہ بچوں والے چونچلے پسند نہیں ____ اس

نے مجھ سے بات کرتے وقت تمیز کے دائرے میں رہا کرو" ——— جولیا نے لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"مس جولیانا فٹز واٹر! ——— سب سے پہلی بات تو یہ کہ میرا نام عمران نہیں ——— حشر ترکی ہے ——— دوسری بات یہ کہ اگر تمہیں بچوں کے چونچلے پسند نہیں تو بچوں کے پوتڑوں سے کام چلا لو ——— تیسری بات یہ کہ تمیز کا دائرہ مجھے کہیں نظر نہیں آ رہا ——— اب یا تو میری نظر کمزور ہو گئی ہے ——— یا پھر وہ چاک ہی ملاوٹ والا ہوگا ——— جس سے تم نے دائرہ کھینچا ہوگا۔ اس لئے نظر نہیں آتا ہوگا" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ! ——— میں یہاں کام نہیں کر سکتی ——— میں استعفیٰ دے دوں گی" ——— جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"استعفیٰ ترکی زبان میں لکھ کر دینا ——— حشر ترکی صرف ترکی زبان ہی پڑھ سکتا ہے ——— اور ظاہر ہے اگر تم نے کسی اور زبان میں استعفیٰ لکھا تو ایسا نہ ہو کہ میں اسے تمہاری طرف سے شادی کی رضامندی کا اقرار نہ سمجھ لوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ انتہائی پھرتی سے دوڑتا ہوا اندرونی کمرے کی طرف بڑھا کیونکہ اس نے جولیا کا ہاتھ میز پر پڑے ہوئے بھاری سے ایش ٹرے کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ لیا تھا۔

ہال میں اس وقت تنویر کے علاوہ باقی تمام ممبرز موجود تھے اور ظاہر ہے ایک دوسرے کے ساتھ گپ شپ جاری تھی۔

"ہیلو دوستو! ——— کام ہو رہا ہے ——— شاباش! ——— اسی

طرح خوب محنت سے کام کیا کرو ——— اگر تم اسی طرح محنت سے کام کرتے رہے تو ایجنسی کو چند ہی روز میں چار چاند تو کیا چار سورج لگ جائیں گے" عمران نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور ہال ممبروں کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔

"کیپٹن شکیل! ——— ذرا مارچ کرتے ہوئے میرے پاس آیئے" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ہی کیپٹن شکیل کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ حسب معمول سپاٹ تھا۔ البتہ آنکھوں سے مسکراہٹ بھری شوخی جھلک رہی تھی۔

"فرمایئے جناب حشر ترکی صاحب" ——— کیپٹن شکیل نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل! ——— کراس کلب کے بارے میں تمہاری معلومات کیا کہتی ہیں" ——— عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"کراس کلب" ——— کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے کہا اور اس کی آنکھوں میں سختی ابھر آئی۔

"ہاں! ——— کراس کلب ہی میں نے کہا ہے ——— اور اردو میں کہا ہے ——— ترکی زبان میں نہیں کہا" ——— عمران کا لہجہ قدرے ناخوشگوار تھا۔

"اوہ عمران صاحب! ـــــ کراس کلب ـــــ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، ایک بین الاقوامی تنظیم ہے ـــــ جو ملکی رازوں کی خرید و فروخت کا کام کرتی ہے ـــــ انہوں نے بڑے بڑے ملکوں میں عیاشی کے اڈے کھول رکھے ہیں۔ جہاں ہر آنے والے کے خلاف بلیک میلنگ کا مواد اکٹھا کیا جاتا ہے ـــــ اور پھر اس مواد کی بنا پر ان لوگوں کو اپنے مطلب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ـــــ ملٹری سیکرٹ سروس میں رہتے ہوئے ایک بار میرا واسطہ اس تنظیم سے پڑا تھا ـــــ انتہائی خطرناک ـــــ چالاک ـــــ اور عیار لوگ ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کراس کلب کے کسی خاص آدمی کے بارے میں جانتے ہو" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! ـــــ اس کا ایک ایجنٹ ماسٹر بگرام مشہور ہے۔ عام طور پر وہی سامنے آتا ہے ـــــ انتہائی خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ مگر آپ کو بیٹھے بٹھائے کراس کلب کیسے یاد آگیا" ـــــ؟ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"کراس کلب نے ہمارے ملک میں کارروائی شروع کر دی ہے ـــــ اور ماسٹر بگرام یہاں پہنچ چکا ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ اگر ایسا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا کوئی اہم راز اس وقت خطرے میں ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور پھر عمران نے سیٹھ اسحاق سے ہونے والی گفتگو مختصر طور پر بتا دی۔

اس کے ساتھ ہی صفدر کے متعلق بھی بتا دیا۔

"صفدر اس وقت کونسے ہوٹل میں ہے" ـــــ؟ کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے اُسے کسی خاص ہوٹل میں جانے کے لئے تو نہیں کہا تھا ـــــ کسی نہ کسی ہوٹل میں ہوگا ـــــ وہ خود ہی فون کرے گا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب! ـــــ صفدر اس وقت شدید خطرے میں ہے۔ کیونکہ کوبرا کارڈ جاری ہونے کے بعد وہ پہلی فرصت میں ہی شکار کا خاتمہ کر دیتے ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ اس میں فکر والی کوئی بات نہیں ـــــ صفدر اپنی حفاظت بخوبی کر سکتا ہے ـــــ میں نے تمہیں یہاں اس لئے بلایا ہے کہ تم ہوٹل بلش میں سیٹھ اسحاق کی نگرانی کرو ـــــ وہ صفدر کے میک اپ میں ہے ـــــ میں نے اُسے یہاں کا نمبر تو دے دیا تھا کہ اگر ماسٹر بگرام نظر آئے تو وہ فون کر دے ـــــ لیکن اس کے باوجود اس کی نگرانی ضروری ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں اس کی نگرانی کر لیتا ہوں ـــــ لیکن میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ آپ صفدر کا خیال رکھیں ـــــ یہ لوگ ضرورت سے زیادہ ہی چالاک اور خطرناک ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے اٹھتے ہی میز پر رکھا ہوا فون بج اٹھا اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"آپ کی کال ہے مسٹر حشر ترکی" ـــــ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ جولیا نے براہ راست رابطہ کرد یا ہے۔

"یس ـــــ حشر ترکی چیف ڈیٹیکٹو آف حشر پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی سپیکنگ" ـــــ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب! ـــــ میں نے ہوٹل شوبرا میں کمرہ بک کرالیا ہے ـــــ کمرہ نمبر دو سو بائیس ـــــ میرا خیال ہے کہ میری نگرانی ہو رہی ہے" ـــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ظاہر ہے ہونی چاہیئے ـــــ ویسے صفدر! ذرا احتیاط کرنا۔ یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں" ـــــ عمران نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی حشر ترکی بن گئے ہیں عمران صاحب! ـــــ ورنہ ظاہر ہے عمران ایسی بات نہیں کہہ سکتا ـــــ بہرحال آپ مطمئن رہیں ـــــ میں احتیاط کروں گا" ـــــ دوسری طرف سے صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے وہ تم پر ہوٹل میں وار نہ کریں ـــــ بلکہ اغوا کر کے کہیں لے جائیں ـــــ ایسی صورت میں تم نے بڑی شرافت سے اغوا ہو جانا ہے ـــــ اور پھر اگر تم ان کے ہاتھوں مرنے سے بچ جاؤ ـــــ تو کسی کو زندہ سلامت دانش منزل پہنچا دینا" ـــــ عمران نے کہا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے ـــــ زندہ رہا تو ضرور ایسا کروں گا" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اگر مر گئے تو ایک مہربانی کرنا کہ مرنے سے پہلے اپنی جائیداد ضرور میرے نام کر جانا ـــــ میں بڑا غریب سا پرائیویٹ جاسوس ہوں۔ میرے پاس تنخواہیں دینے کو بھی رقم نہیں ـــــ اور یہاں کے لوگ دو چار سو سے زیادہ فیس دینے کی استطاعت نہیں رکھتے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ضرور ضرور ـــــ فلیٹ کی چابی معہ ایک سال کے کرایہ کے بل آپ کے پاس پہنچ جائے گی" ـــــ دوسری طرف سے صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور عمران نے یوں رسیور کریڈل پر پٹخ دیا جیسے اسے صفدر کی جائیداد کی تفصیلات سن کر بے حد مایوسی ہوئی ہو۔

رسیور رکھ کر عمران نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پھر نعمانی، چوہان اور صدیقی کو انٹرکام پر ہی ہدایات دے دیں کہ وہ وزارت دفاع کی عمارت کی خفیہ طور پر نگرانی کریں۔ کسی بھی مشکوک آدمی کی صورت میں اسے اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دیا جائے۔ اس کام سے فارغ ہو کر عمران نے جولیا کو فون کیا۔

"مس جولیا نافٹز واٹر! ـــــ تمہارا استعفیٰ ایک ہفتے کیلئے منظور کیا جاتا ہے ـــــ جب میرے پاس تنخواہوں کی رقم اکٹھی ہو جائے گی تو تمہیں دوبارہ بلا لیا جائے گا ـــــ فی الحال خدا حافظ" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے کمرے سے باہر

آگیا۔

"آؤ جوزف میرے ساتھ" ______ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پچھلے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جولیا کا سامنا کر کے مزید وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔



صفدر نے ہنستے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا۔ اور پھر اطمینان بھرے انداز میں کمر کرسی کی پشت سے لگا دی۔ اس کے ذہن میں بار بار عمران کی طرف سے محتاط رہنے کی ہدایت پر خلش سی ہو رہی تھی۔ کیونکہ عمران نے کبھی اس انداز میں اسے ہدایات نہ دی تھیں۔ لیکن ظاہر ہے وہ فی الحال خاموشی سے کسی طرف سے ہونے والے وار کا انتظار ہی کر سکتا تھا۔

اس کی پشت چونکہ دروازے کی طرف تھی۔ اس لئے وہ بے آواز طور پر کھلنے والے دروازے کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ دروازے میں سے پہلے ایک سائلنسر لگے ریوالور کی نال نے جھانکا اور پھر ایک دیو نما آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر دھاری دار چست بنیان تھی اور گلے میں اس نے سرخ رنگ کا رومال باندھ رکھا تھا۔ وہ بڑی احتیاط سے قدم اٹھاتا ہوا اندر

داخل ہوا۔

اور پھر صفدر کو جو اطمینان سے آنکھیں بند کئے کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ اس کی آمد کا اس وقت احساس ہوا جب وہ صفدر کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ صفدر پھرتی سے اٹھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا آنے والے نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے صفدر کے سر پر دے مارا۔ ضرب اتنی قوت سے لگائی گئی تھی کہ صفدر جیسا سخت جان آدمی بھی پہلے ہی وار میں ڈھیر ہو گیا۔ وہ لڑکھڑا کر فرش پر گر گیا تھا اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے تھے۔

آنے والے نے جھک کر نیچے گرے ہوئے صفدر کے سر پر دستے سے ایک اور وار کیا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے ریوالور پتلون کی جیب میں ڈالا اور جھک کر صفدر کو یوں اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔ جیسے صفدر گوشت پوست کی بجائے کاغذ کا بنا ہوا ہو۔

صفدر کو کاندھے پر لادے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا۔ دروازے کے باہر ایک نوجوان بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ اس کا ہاتھ جیب میں تھا۔

"کام ہو گیا" ______ ؟ نوجوان نے اسے باہر نکلتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں ___ آؤ جلدی" ______ صفدر بردار نے تیز لہجے میں کہا اور وہ دونوں تیزی سے راہداری میں دوڑتے ہوئے ایک چھوٹے سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

نوجوان نے دروازے کے لاک کو مخصوص انداز میں گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف لوہے کی سیڑھیاں نیچے گلی تک جا رہی تھیں۔

یہ فائر بریگیڈ والوں کے لئے مخصوص طور پر لگائی گئی تھیں۔ وہ دونوں تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد وہ عقبی گلی میں پہنچ گئے اور پھر گلی کراس کرتے ہی وہ دونوں مین روڈ کے قریب کھڑی ایک سرخ رنگ کی کار تک پہنچے۔ نوجوان نے تیزی سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور دوسرے نے صفدر کو دونوں سیٹوں کے درمیان دھکیل دیا اور خود بھی پچھلی سیٹ پر اچھل کر بیٹھ گیا۔ نوجوان نے دروازہ بند کیا اور بڑی تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

"سیدھے ہیڈ کوارٹر چلو ——— ماسٹر کے لئے ایک اہم ترین اطلاع ہے میرے پاس" ——— پیچھے بیٹھے ہوئے دیو نما غنڈے نے کہا اور نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ شہر کو پیچھے چھوڑتے ہوئے ایک مضافاتی کالونی میں داخل ہو گئے اور چند لمحوں بعد نوجوان نے کار ایک نئی تعمیر شدہ وسیع و عریض کوٹھی کے گیٹ پر روک دی۔ گیٹ بند تھا۔ نوجوان نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو پھاٹک کی ذیلی کھڑکی سے آدمی باہر آ گیا۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے نوجوان کو دیکھتے ہی بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر تیزی سے واپس ذیلی کھڑکی میں غائب ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ہی پھاٹک کھلتا چلا گیا اور نوجوان کار کو اندر پورچ کی طرف تیز رفتاری سے چلاتا ہوا لے گیا۔ پورچ میں اس نے جیسے ہی کار روکی دو مسلح افراد تیزی سے ان کے قریب پہنچ گئے۔

"آپ ماسٹر کے پاس جائیں ——— اس آدمی کو ڈارک روم میں پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے" ——— ایک نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

اور نوجوان اور دیو نما غنڈہ سر ہلاتا ہوا کار سے باہر آ گیا اور پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے عمارت میں داخل ہو گئے۔

مسلح افراد نے کار میں بیہوش پڑے ہوئے صفدر کو کھینچ کر باہر نکالا اور اسے کاندھے پر لاد کر عمارت کی سائیڈ پر سے ہوتے ہوئے پشت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ وہ دونوں مختلف کمروں سے گزر کر ایک دروازے پر رکے اور نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"یس کم ان" ——— اندر سے کرخت سی آواز سنائی دی اور وہ دونوں دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

"شکار آ گیا! ——— کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی" ——— میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ماسٹر بنگرام نے پوچھا۔

"نہیں ماسٹر! ——— سب کام اچھی طرح ہو گیا" ——— نوجوان نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔

"بیٹھو" ——— ماسٹر بنگرام نے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ——— ایک اہم ترین اطلاع ہے ——— آپ کا شکار سیٹھ اسحاق نہیں بلکہ کوئی نامعلوم آدمی صفدر ہے" ——— دیو نما غنڈے نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو راڈنی! ——— کیا تم کسی غلط آدمی کو پکڑ لائے ہو"؟ ماسٹر بنگرام نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب! ——— بظاہر یہ سیٹھ اسحاق ہی ہے ——— لیکن ایک فون کال کی وجہ سے اس کا بھانڈہ پھوٹ گیا ——— میں نے آسٹر ڈک کا فون

سے یہ کال ٹیپ کی ہے" ـــــ راڈنی نے جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نما آلہ نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ" ـــــ ماسٹر بگرام کے چہرے پر شدید تشویش کے آثار ابھر آئے۔ اس نے جھپٹ کر وہ بٹن اٹھایا اور اسے الٹا کر کے انگوٹھے کی مدد سے اس کا کونہ دبایا تو کمرے میں ٹیلیفون کا ڈائل گھمانے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"یس ـــــ حشر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی" ـــــ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔

"مسٹر حشر ترکی سے بات کرائیں" ـــــ ایک بھاری آواز سنائی دی

"ایک منٹ ہولڈ کیجیے" ـــــ اسی نسوانی آواز نے جواب دیا اور پھر ایک لمحے کی خاموشی کے بعد ایک اور آواز ابھری۔

"یس ـــــ حشر ترکی چیف ڈیٹکٹو آف حشر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی سپیکنگ" ـــــ ایک باوقار آواز سنائی دی۔

"صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب! ـــــ میں نے ہوٹل شوبرا میں کمرہ بک کرا لیا ہے ـــــ کمرہ نمبر دو سو بائیس ـــــ میرا خیال ہے کہ میری نگرانی ہو رہی ہے" ـــــ پہلی آواز نے کہا اور پھر کافی دیر تک ان کے درمیان گفتگو ہوتی رہی۔ اور جب رسیور کریڈل پر رکھنے کی آواز سنائی دی تو ماسٹر بگرام نے دوبارہ کونہ دبا دیا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار نمایاں تھے۔

"ماسٹر! ـــــ میں نے احتیاطاً یہ ڈکٹا فون کی ہول میں لگا دیا تھا" راڈنی نے کہا۔

"اوہ! ـــــ یہ کیسے ہو گیا ـــــ؟ یہ پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی

کہاں سے درمیان میں ٹپک پڑی ـــــ اصل سیٹھ اسحاق کہاں ہے" ـــــ؟ ماسٹر بگرام نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ـــــ میرا خیال ہے کہ سیٹھ اسحاق نے اس پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی کو ہمارے خلاف کام پر لگا دیا ہے ـــــ اور جہاں تک میرا آئیڈیا ہے شوروم میں یہ تبادلہ ہوا تھا ـــــ وہیں سیٹھ اسحاق کے میک اپ میں یہ شخص بیٹھ گیا ـــــ اور سیٹھ اسحاق اس کے میک اپ میں نکل گیا" ـــــ راڈنی نے خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ حشر ترکی کون ہے ـــــ جس کا نام عمران بھی ہے" ـــــ؟ ماسٹر بگرام نے کہا۔

"ماسٹر! ـــــ بجائے اس کے کہ ہم خود بیٹھے پریشان ہوتے رہیں ـــــ شکار سے ہی کیوں نہ پوچھ لیں" ـــــ نوجوان نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ مارکونیس! ـــــ تم نے ٹھیک کہا ہے ـــــ ابھی چٹکی بجاتے ہی سب پتہ لگ جاتا ہے" ـــــ ماسٹر بگرام نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مارکونیس اور راڈنی بھی اس کے ساتھ ہی اٹھے اور پھر ماسٹر کے پیچھے چلتے ہوئے وہ کمرے سے باہر آ گئے۔

"یہ چابی لو اور کار ادھر لے آؤ" ــــــــ عمران نے عقبی دروازے کے سامنے رکتے ہوئے جوزف سے کہا۔ اور جوزف سر ہلاتا ہوا تیزی سے دائیں طرف مڑ گیا۔

عمارت کا عقبی دروازہ ایک اور مین روڈ پر کھلتا تھا اور کار کے آنے تک عمران دروازے پر ہی کھڑا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہر آنے والے کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار اس نے لوگوں کو دیکھا ہو۔ ادھر لوگ اس کا حلیہ دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیتے اور عمران جواب میں اپنے دانت نکال دیتا۔

چند لمحوں بعد جوزف کار لئے وہاں آ پہنچا اور عمران نے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور یوں اکڑ کر پچھلی نشست پر بیٹھ گیا جیسے کار میں بیٹھنے کی بجائے گھوڑا سواری کر رہا ہو۔

"کہاں چلنا ہے باس" ــــــــ جوزف نے سر گھما کر پیچھے دیکھتے

ہوئے پوچھا۔

"جہاں تیرا جی چاہے لے چلو" ــــــ عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔ اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ اور نئی کار سڑک پر پانی کی طرح بہتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

جوزف نے کار کا رخ ساحل سمندر کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس سنسان سڑک پر چلتے ہوئے ساحل سمندر پر پہنچ گئے۔ آج ساحل سمندر پر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی رش تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے آدھا شہر وہاں اکٹھا ہو گیا ہو۔

"ارے یہاں کوئی میلہ لگا ہوا ہے" ــــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میلہ نہیں باس! ــــــ نمائش لگی ہوئی ہے" ــــــ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"نمائش لگی ہوئی ہے ــــــ ارے نمائش کرنا تو سنا تھا ــــــ یہ نمائش لگنا کیا ہوتا ہے" ــــــ عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ بھی ہے باس! ــــــ بہرحال ہے خوب" ــــــ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ہجوم میں شامل ہو گئے۔

اچانک عمران چلتے چلتے ٹھٹھک گیا۔ اس کی نظریں ایک جھولے پر جمی ہوئی تھیں۔ جھولا اوپر نیچے آنے جانے والا تھا اور جھولے کی ٹرالیوں میں عورتیں مرد بھرے ہوئے تھے۔

عمران کی نظریں ایک ٹرالی پر جمی ہوئی تھیں جس پر ایک غیر ملکی عورت

اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔

غیر ملکی عورت کے چہرے پر عجیب سی خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنے بچپن میں پہنچ گئی ہو۔

"باس! ـــــ درج ڈاکٹر راکاشاکی کا کہنا ہے کہ عورتوں کو گھورنے والے کے سر پر سینگ اُگ آتے ہیں" ـــــ جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس نے عورتوں کے متعلق کہا ہے ـــــ اور میں تو صرف ایک عورت کو گھور رہا ہوں ـــــ اور ایک عورت کو گھورنے والے کے ساتھی کے سر پر سینگ اُگ آتے ہیں ـــــ یہ بھی تمہارے درج ڈاکٹر کا ہی قول ہے" ـــــ عمران نے بھی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ گاڈ! ـــــ پھر تو باس سب عورتوں کو گھورو ـــــ میرے سینگ اُگ آئے تو مجھے تمہاری طرح کی ٹوپی پہننی پڑے گی" ـــــ جوزف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جوزف! ـــــ تم کار کے پاس پہنچو ـــــ میں آ رہا ہوں" ـــــ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے ہجوم میں راستہ بناتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور جوزف بُرا سا منہ بناتے ہوئے واپس مڑ گیا۔ ظاہر ہے وہ تفریح کے لئے آیا تھا اور عمران نے اپنی ہی ڈفلی بجانی شروع کر دی تھی۔ لیکن بہرحال عمران کا حکم ٹالا بھی نہ جا سکتا تھا۔ اس لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کار کے پاس آکر رُک گیا۔

کوئی پندرہ منٹ بعد عمران ہجوم میں سے راستہ بناتا ہوا واپس آتا دکھائی دیا۔

"باس! ـــــ میں نے تو سمجھا تھا کہ آپ مستقل طور پر سینگ اگانے کے لئے اُسے ساتھ ہی لے آئیں گے" ـــــ جوزف نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے تو کہا تھا ـــــ لیکن وہ کہتی ہے کہ مجھے افریقی پسند ہیں افریقیوں کے سر پہ سینگ مڑے ہوئے ہوتے ہیں" ـــــ عمران نے جواب دیا اور جوزف بے اختیار جھینپ گیا۔

"کار موڑ کر کھڑی کر دو" ـــــ عمران نے جوزف کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کار موڑ دی۔

چند لمحوں بعد ہی ایک سرخ رنگ کی ٹیوٹا تیزی سے ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی اور جوزف نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا کہ ٹیوٹا کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہی غیر ملکی عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس نے عمران کے بولنے سے پہلے ہی کار اس کے پیچھے بڑھا دی اور عمران یوں اطمینان سے سر ہلانے لگا جیسے کسی شاگرد کے صحیح جواب دینے پر استاد خوش ہو کر سر ہلاتے ہیں۔

دونوں کاریں آگے پیچھے چلتی ہوئی اس سنسان سڑک پہ آگئیں جوزف نے جان بوجھ کر فاصلہ بڑھانا شروع کر دیا۔ تاکہ اس عورت کو تعاقب کا احساس نہ ہو سکے۔

"ویسے باس! ـــــ کیا یہ تمہیں پسند آگئی ہے" ـــــ؟ جوزف شاید آج خاصے خوشگوار موڈ میں معلوم ہوتا تھا۔

"ہاں! ـــــ خاصی خوبصورت ہے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں باس! ـــــ اس سے زیادہ تو اپنی مس جولیا جی خوبصورت ہے ـــــ" جوزف نے کہا۔

"اوہ! ـــــ اب تمہیں جولیا خوبصورت لگنے لگ گئی ہے۔ ماشاءاللہ ماشاءاللہ ـــــ چلو بچہ بالغ تو ہوا ـــــ لیکن ایک بات بتا دوں کہ تنویر بڑا خطرناک رقیب ثابت ہوگا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کے لئے کہہ رہا ہوں باس! ـــــ ورنہ مجھے تو عورتیں چڑیلیں ہی لگتی ہیں" ـــــ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ چڑیلیں ہیں تو پھر سیانے عورتیں کیسی ہوتی ہوں گی" ـــــ عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا اور جوزف بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

ٹیوٹا کار ایک چوک پر پہنچ کر مضافاتی کالونی کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ گئی اور جوزف نے بھی کار اسی طرف موڑ دی۔

تھوڑی دیر بعد ٹیوٹا کار ایک نئی تعمیر شدہ کوٹھی کے پھاٹک پر جاکر رک گئی اور جوزف کی کار جب اس کوٹھی کے سامنے سے گزری تو پھاٹک کھل رہا تھا اور وہ عورت کار اندر لے جا رہی تھی۔

"اب کیا پروگرام ہے باس" ـــــ؟ جوزف نے کار کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہیں اتار دو ـــــ اور خود کار لے کر کوٹھی کی عقبی سمت پر آجاؤ" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــــ اگر کوئی گڑبڑ ہو تو میں ساتھ چلوں" ـــــ؟ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا۔

"ابے شرم نہیں آتی ـــــ گڑبڑ کے وقت تو آدمی کو اکیلا ہونا چاہئے اور تم ساتھ چلنے کو کہہ رہے ہو" ـــــ عمران نے بڑے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا اور جوزف عمران سے زیادہ جھینپ گیا۔

تھوڑی دور جاکر جوزف نے کار سائیڈ میں روک دی اور عمران دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

عمران کے باہر آتے ہی جوزف نے کار آگے بڑھا دی۔

عمران نے سر پہ پہنی ہوئی ترکی ٹوپی سنبھالی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کوٹھی کی طرف چل پڑا جس میں وہ عورت کار لے کر گئی تھی۔ اس نے جس وقت سے اس عورت کو دیکھا تھا اس کے ذہن میں کھچڑی سی پک رہی تھی۔ اس عورت کی تصویر اس نے کراس کلب فائل میں دیکھی تھی۔ اور فائل کے مطابق یہ عورت ماسٹر بگرام کی ساتھی بتائی جاتی تھی۔ یہ دونوں اکثر اکٹھے ہی کام کرتے تھے اور اسے مادام ہوشیاری کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ بذاتِ خود مادام ہوشیاری انتہائی خطرناک مجرم مانی جاتی تھی۔

آج ساحل سمندر پر اسے اچانک جھونپڑے میں بیٹھے دیکھ کر عمران ٹھٹھک گیا اور اسی لمحے خیال آگیا کہ یہ یقیناً ماسٹر بگرام کے ہمراہ آئی ہوگی اور ظاہر ہے اس کا تعاقب کر کے ماسٹر بگرام کا ٹھکانہ آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس کے تعاقب میں یہاں تک چلا آیا تھا۔

کار سے اترتے ہی اس نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ عقبی سمت سے عمارت میں داخل ہو۔ لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اور پرائیویٹ جاسوس کے تعارف سے براہ راست بات چیت کرنے کو ترجیح دی۔ کیونکہ اس طرح وہ زیادہ آسانی سے انہیں بیوقوف بنا سکتا تھا۔ اور پھر وہ اچھی طرح

ماحول کا جائزہ بھی لینا چاہتا تھا۔

چونکہ اُسے معلوم تھا کہ کراس کلب والوں نے کبھی پاکیشیا کا رُخ اس سے پہلے نہیں کیا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے اُسے کسی بھی طور نہ پہچان سکیں گے۔ چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔



سیٹھ اسحاق صفدر کے میک اَپ میں ہوٹل ہلٹن میں موجود تھا۔ اس میک اَپ میں وہ بڑا مطمئن اور خوش تھا کیونکہ اُسے یقین تھا کہ کوئی بھی اُسے پہچان نہ سکے گا۔

اس وقت بھی وہ ہوٹل کے ہال میں بیٹھا کافی سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ اچانک ایک غیر ملکی لڑکی ہوٹل میں داخل ہوئی۔ اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں سیٹھ اسحاق پر پڑیں وہ نہ صرف چونک پڑی بلکہ دوسرے لمحے وہ تیز تیز قدم اٹھاتی سیدھی اس کی میز کی طرف بڑھتی چلی آئی۔

"ہیلو صفدر! —— کیا ہو رہا ہے" —— ؟ غیر ملکی لڑکی نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں دوسری کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا اور سیٹھ اسحاق آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہ گیا۔

"آج میں عمران کی ایکسٹو سے ضرور شکایت کروں گی —— اب یہ حد سے بڑھتا جا رہا ہے" —— غیر ملکی لڑکی نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کک —— کون عمران" —— ؟ سیٹھ اسحاق کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

اور اس کی آواز سنتے ہی لڑکی اس بُری طرح چونکی جیسے اس کے پیروں کے نیچے بم پھٹ پڑا ہو۔ وہ یوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے سیٹھ اسحاق کو دیکھ رہی تھی جیسے اُسے انسان کی بجائے اچانک بھوت نظر آگیا ہو۔

"تم کون ہو" —— ؟ غیر ملکی لڑکی نے چند لمحوں بعد اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی سختی نمایاں تھی۔

"میرا نام صفدر ہے —— مگر آپ کون ہیں" —— سیٹھ اسحاق نے مجبوراً جواب دیا۔ ظاہر ہے اس کے علاوہ وہ اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

"اوہ! —— تم بھول گئے مجھے —— ویسے تمہارا قصور بھی نہیں کافی عرصے بعد ملاقات جو ہو رہی ہے —— میرا نام روشی ہے" —— غیر ملکی لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور سیٹھ اسحاق نے اطمینان کی سانس لی۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق خطرہ ٹل گیا تھا۔

"اوہ! —— اچھا اچھا —— بالکل ٹھیک ہے —— مجھے یاد آگیا۔ بڑی خوشی ہوئی —— بہرحال کیا پینا پسند کرو گی" —— سیٹھ اسحاق نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ میں عام ہوٹلوں میں بیٹھ کر پینا پسند نہیں کرتی۔

آؤ ٹیپی کلب چلیں ——— وہاں اطمینان سے بیٹھ کر پئیں گے بھی سہی اور پھر ——" غیر ملکی لڑکی نے باقی فقرہ ادھورہ چھوڑ کر نظریں جھکا لیں اور سیٹھ اسحاق کا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔ وہ ویسے بھی خوبصورت عورتوں کا رسیا تھا۔ اور اسی چکر میں وہ کراس کلب کے چنگل میں پھنس گیا تھا اور اب ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی غلط فہمی میں آ کر دادِ عیش کی دعوت دے رہی تھی تو سیٹھ اسحاق ایسا موقع بھلا کیسے چھوڑ سکتا تھا۔

"اوہ ہاں! —— چلو ٹھیک ہے" ——— سیٹھ اسحاق نے فوراً اٹھتے ہوئے کہا۔

"صرف دو منٹ بیٹھو ——— میں نے ایک ضروری فون کرنا ہے اسی لئے میں یہاں آئی تھی۔ تمہیں دیکھ کر ادھر چلی آئی ——— میں فون کر لوں —— پھر چلتے ہیں" ——— غیر ملکی لڑکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ معذرت آمیز تھا۔

"اوہ! —— اچھا ٹھیک ہے —— کر لو فون —— میں انتظار کر لیتا ہوں" ——— سیٹھ اسحاق نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

غیر ملکی لڑکی تیزی سے مڑ کر گیلری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جدھر پبلک کال بوتھ بنے ہوئے تھے۔

اس نے بوتھ کا دروازہ کھولا اور پھر پرس سے سکے نکال کر فون میں ڈالے اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر! —— میں جولیا بول رہی ہوں ہوٹل ملٹن سے" ——— جولیا

نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہوں! —— کیا بات ہے" ——— ؟ ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"سر! —— میں دفتر سے اٹھ کر کھانا کھانے یہاں آئی تو ہال میں مجھے صفدر بیٹھا ہوا نظر آیا ——— میں اس کے پاس گئی تو وہ مجھے پہچان نہ سکا —— جس پر میں چونک پڑی ——— اور پھر جب میں نے بات کی تو وہ صفدر کے میک اپ میں کوئی اور آدمی نکلا" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے اس کی شکل صفدر سے ملتی جلتی ہو" ——— ایکسٹو نے جواب دیا۔

"اس نے اپنا نام بھی صفدر بتایا ہے ——— اور جناب! آج صبح صفدر میرے پاس دفتر آیا تھا ——— اس نے جو لباس پہنا ہوا تھا۔ وہی لباس اس آدمی نے پہن رکھا ہے ——— اور سر! یہ میک اپ بھی انتہائی مہارت سے کیا گیا ہے۔ اگر اس کا لہجہ دوسرا نہ ہوتا تو میں کبھی بھی نہ پہچان سکتی" ——— جولیا نے دلائل دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! —— پھر تو ظاہر ہے معاملہ مشکوک ہے —— تم چند لمحے ہولڈ کرو —— میں صفدر کو فون کرتا ہوں" ——— ایکسٹو نے کہا۔ اس بار اس کے لہجے میں الجھن موجود تھی۔

جولیا رسیور لئے خاموش کھڑی رہی۔ اور پھر دو منٹ بعد ایکسٹو کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو جولیا" ——— ایکسٹو کا لہجہ اس بار قدرے نرم تھا۔

"یس سر" —— جولیا نے جواب دیا۔

"صفدر اپنے فلیٹ میں موجود نہیں ہے —— تم اس آدمی کو لیکر دانش منزل پہنچو —— مگر تعاقب کا خیال رکھنا —— کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کوئی چال ہو" —— ایکسٹو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسی آئیڈیئے پر اُسے پہلے ہی ایک کلب کا نام لیکر چلنے کو کہا ہے —— اور وہ فوراً راضی ہوگیا —— بہرحال میں خیال رکھوں گی"۔ جولیا نے جواب دیا۔

"اوکے —— اسے تم گیسٹ روم میں بند کر کے واپس چلی جانا۔ باقی میں خود ہی معلوم کر لوں گا" —— ایکسٹو نے کہا۔

"بہتر سر" —— جولیا نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے" —— ایکسٹو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

جولیا نے تیزی سے رسیور رکھا اور پھر بوتھ سے باہر نکل آئی۔ گیلری سے مڑ کر اس نے سیٹھ اسحاق کی طرف دیکھا اور جب اُسے میز پر بیٹھے پایا تو اطمینان کی طویل سانس لی۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ وہ اس دوران کہیں غائب نہ ہوجائے۔ لیکن اُسے بدستور اپنی جگہ پر موجود پاکر اُسے اطمینان ہوگیا تھا۔

"آؤ چلیں" —— جولیا نے اس کے قریب جاکر کہا اور سیٹھ اسحاق سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر جولیا کے ساتھ چلتا ہوا وہ ہوٹل کے گیٹ سے باہر آگیا۔ اس کی چال بھی صفدر کی طرح نہ تھی۔

"تم اس سوٹ میں پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت لگ رہے ہو" جولیا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اس پر دل وجان سے عاشق ہوگئی ہو۔

"اوہ! —— شکریہ! میں نے یہ سوٹ پچھلے دنوں فرانس میں خریدا تھا" سیٹھ اسحاق نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ فرانس کا نام لینے سے اس کا مقصد یہی تھا کہ لڑکی کچھ اور زیادہ مرعوب ہو جائے۔

"آؤ میری کار میں بیٹھ جاؤ" —— جولیا نے کمپاؤنڈ میں کھڑی ہوئی اپنی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور سیٹھ اسحاق نے سر ہلا دیا۔ اس کے خیال کے مطابق اس طرح اس کا ایک اور بڑا مسئلہ حل ہوگیا تھا۔ کیونکہ اُسے ہپی کلب کے متعلق علم نہ تھا اور لڑکی کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ صفدر کے ساتھ اکثر ہپی کلب آتی جاتی رہتی ہے۔ اس لئے ظاہر ہے اگر وہ اپنی کار میں جاتا تو لڑکی مشکوک ہو جاتی۔

جولیا نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور سیٹھ اسحاق اس کے ساتھ والی سیٹ پر براجمان ہوگیا۔ جولیا نے کار آگے بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ جولیا نے کار گیٹ پر روکی اور پھر مخصوص انداز میں ہارن بجایا۔

ہارن بجتے ہی بڑا گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا اور جولیا کار بڑھائے اندر داخل ہوگئی۔

سیٹھ اسحاق حیرت سے اس وسیع وعریض عمارت کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ بول اس لئے نہ سکتا تھا کہ کہیں لڑکی مشکوک نہ ہو جائے۔

جولیا نے بڑے اطمینان سے کار برآمدے کے سامنے روکی اور دروازہ

کھول کر نیچے اتر آئی۔ سیٹھ اسحاق نے بھی اس کی پیروی کی۔

"آؤ" ——— جولیا نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی گیسٹ روم کے دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے آٹومیٹک لاک کو مخصوص انداز میں دبا کر دروازہ کھولا۔

"تم اندر بیٹھو ——— میں آرڈر دے آؤں" ——— جولیا نے دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور سیٹھ اسحاق سر ہلاتا ہوا داخل ہو گیا۔

اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ اس کی پشت پر بند ہو گیا اور سیٹھ اسحاق پہلی بار بُری طرح چونکا۔ کیونکہ اس کمرے میں سوائے قالین کے فرنیچر نام کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس نے تیزی سے مڑ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ہوش اڑ گئے جب باوجود کوشش کے وہ دروازہ نہ کھول سکا۔ اس کی آنکھوں میں یکدم خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ اُسے فوراً خیال آیا کہ وہ کراس کلب کے ہتھے چڑھ گیا ہے اور وہ اسے اس میک اپ میں بھی پہچان گئے ہیں۔ اب وہ اپنا آپ پر لعنتیں بھیج رہا تھا کہ غیر ملکی لڑکی کو دیکھتے ہی اُسے سمجھ جانا چاہئے تھا۔

وہ ابھی کھڑا خوف سے لرز رہا تھا کہ اچانک دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور دوسرے لمحے ایک سٹین گن کی نال اس کے سینے پر جم گئی۔ آنے والا ایک طویل القامت نقاب پوش تھا۔ نقاب میں اس کی آنکھیں زخمی چیتے کی طرح چمک رہی تھیں۔

"مم ——— مجھے معاف کر دو" ——— سیٹھ اسحاق نے موت کے

خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔ جب تک موت اس کے اتنے قریب نہ آئی تھی وہ مرنے کے لئے تیار تھا۔ لیکن اب موت کو سر پہ دیکھ کر اس کی تمام حب الوطنی ہوا کی طرح اُڑ گئی تھی۔

"تمہیں معافی نہیں مل سکتی" ——— نقاب پوش نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے یہ نقاب پوش بلیک زیرو خود تھا۔

"مم ——— مم ——— مجھ سے غلطی ہو گئی ——— میں نقشہ لا دوں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں نقشہ لا دوں گا" ——— سیٹھ اسحاق کا لہجہ بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا تھا۔

"مگر تم نے میک اپ کیوں بدلا" ——— بلیک زیرو نے کہا۔ وہ سیٹھ اسحاق کے پہلے ہی فقرے سے سمجھ گیا تھا کہ چکر کچھ اور ہے۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر اس سے براہ راست صفدر کے متعلق سوال نہ کیا تھا۔ وہ اصلیت جاننا چاہتا تھا۔

"وہ دراصل غلطی ہو گئی ——— یہ ساری شرارت اس حشر ترکی کی ہے ——— اُسے پتہ نہیں کہاں سے خبر مل گئی کہ تم لوگ مجھ سے نقشہ مانگ رہے ہو ——— اس نے مجھے ڈرایا ——— اور پھر اپنا ایک آدمی بلا کر اس کا میک اپ مجھ پر کر دیا ——— اور میرا میک اپ اُس پر کر دیا" ——— سیٹھ اسحاق نے لرزتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور بلیک زیرو کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گئی۔ حشر ترکی کے نام سے وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ سارا چکر عمران کا ہے۔ اور

پتہ نہیں کہ عمران کیا کرتا پھر رہا ہے۔
"حشر ترکی تمہیں کہاں ملا تھا" ——— ؟ بلیک زیرو نے
پوچھا۔
"وہ میرے شوروم میں کار خریدنے آیا تھا" ——— سیٹھ اسحا
نے جواب دیا۔
"او۔کے! ——— ابھی تم یہیں رہو گے ——— جب تک میں تمہا
بیان کی تصدیق نہ کر لوں" ——— بلیک زیرو نے کہا اور پھر ایک با
سے دروازہ کھول کر وہ باہر نکل گیا۔ اور اس کے باہر نکلتے ہی درو
خود بخود دوبارہ بند ہو گیا۔
دروازہ بند ہوتے ہی سیٹھ اسحاق کے چہرے پر رونق آگئی۔ ا
یقین آگیا تھا کہ کراس کلب نے اُسے معافی دے دی ہے۔ چنانچہ
اطمینان سے قالین پر بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے اب اس کے سوا وہ اور
کیا سکتا تھا۔

صفدر کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک چوڑے سے
تختے کے ساتھ چمڑے کی بیلٹوں کے ساتھ جکڑا ہوا پایا۔ تختہ افقی رُخ پر
دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا اور صفدر اس تختے کے ساتھ بندھا ہوا کھڑا تھا
تختے کو دیوار کے ساتھ آہنی کنڈوں کی مدد سے جکڑ دیا گیا تھا۔ اس لئے صفدر
کے لئے حرکت کرنا ناممکن ہو گیا تھا۔
یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دیواروں کے ساتھ مختلف قسم کی
بڑی چھوٹی مشینیں نصب تھیں۔ سامنے چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔
صفدر سمجھ گیا کہ وہ اس وقت کراس کلب والوں کے قبضے میں ہے
ظاہر ہے وہ لوگ سیٹھ اسحاق کے دھوکے میں بیہوش کر کے یہاں لے
آئے تھے۔

ابھی وہ اسی سوچ بچار میں تھا کہ آئندہ پیش آنے والے حالات میں
کیا لائحہ عمل اختیار کرے کہ کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور تین افراد اندر

داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک غیر ملکی تھا۔ اور اُسے دیکھتے ہی صفدر سمجھ گیا کہ یہ ماسٹر بگرام ہے۔ کیونکہ اس کا حلیہ سیٹھ اسحاق نے تفصیل سے بتایا تھا۔ اس کے پیچھے ایک دیو نما لحیم شحیم غنڈہ تھا اور دوسرا اس کے اپنے قدو قامت جیسا نوجوان تھا۔ یہ دونوں مقامی معلوم ہوتے تھے۔ ماسٹر بگرام آگے آگے تھا اور وہ دونوں اس کے پیچھے تھے۔

اور پھر وہ تینوں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے صفدر کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ ماسٹر بگرام بڑی گہری نظروں سے صفدر کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کی کھال کے نیچے گوشت کی تہوں کا جائزہ لے رہا ہو۔

صفدر خاموش کھڑا تھا۔ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ خود کوئی بات نہ کرے گا۔

"ہاں تو سیٹھ اسحاق! ــــ تم نے ہماری بات ماننے سے انکار کر دیا ــــ اور یہ سمجھ لیا کہ ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے۔" ــــ ماسٹر بگرام نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"میں محب وطن ہوں ــــ میرا ذاتی کردار جو کچھ بھی ہو۔ لیکن میں اپنے ملک کے خلاف کسی سازش میں حصہ نہیں لے سکتا۔" ــــ صفدر نے سیٹھ اسحاق کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! ــــ مجھے تمہاری اس حب الوطنی پر بے پناہ خوشی محسوس ہو رہی ہے ــــ لیکن ایک بات بتاؤ کہ اگر تم کام نہ کرنا چاہتے تھے تو یہ دوسری بات تھی ــــ لیکن تم نے ہماری مخبری کیوں کی" ماسٹر بگرام نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مخبری! ــــ کیسی مخبری ــــ؟ میں سمجھا نہیں" ــــ صفدر نے ہیجان ظاہر ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ عشرت پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی کیا ہے" ــــ؟ ماسٹر بگرام نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ! ــــ یہ میرے دوست ہیں ــــ اس کے سوا اور کچھ نہیں" ــــ صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے ذہن میں یہ چھپکلی سی رینگ رہی تھی کہ آخر انہیں اس کے متعلق اطلاع کیسے ملی۔

"اور یہ صفدر کون ہے ــــ؟ کیا یہ اس ایجنسی کا ملازم ہے؟" ماسٹر بگرام نے صفدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور صفدر نہ چاہنے کے باوجود اپنا نام سن کر چونک پڑا۔

"صفدر! ــــ کون صفدر ــــ؟ میں کسی صفدر کو نہیں جانتا۔" صفدر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"یہ ایجنسی کون چلا رہا ہے" ــــ؟ ماسٹر بگرام نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"عشرت ترکی اس کا چیف ہے" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اس کا اصل نام بتاؤ ــــ فرضی ناموں سے میرا کوئی تعلق نہیں۔" بگرام کا لہجہ یکدم کرخت ہو گیا۔

"اصل نام ــــ یہی اس کا اصل نام ہے" ــــ صفدر نے جواب دیا۔ لیکن اب اس کے ذہن میں یہ خدشہ واضح ہوتا جا رہا تھا کہ کہیں گڑبڑ ضرور ہو گئی ہے۔ جبھی ماسٹر بگرام کو ان سب تفصیلات کا علم ہے۔ یا تو اصل سیٹھ اسحاق پہلے ہی ان کے ہتھے چڑھ گیا ہے اور یہ تمام معلومات انہوں نے اس سے حاصل کی ہیں یا پھر کوئی اور بات ہے۔

"اچھا —— اب سوچ سمجھ کر میرے سوال کا جواب دینا —— کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ جوابات تم آرام سے بتا سکتے ہو —— وہ تمہاری شہ رگ کاٹ کر معلوم کی جائے" —— ماسٹر بگرام نے کہا۔

"تم پوچھو —— کیا پوچھنا چاہتے ہو" —— ؟ صفدر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سیٹھ اسحاق کہاں ہے" —— ماسٹر بگرام نے کہا اور صفدر یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی پر بم کا دھماکہ ہوا ہو۔

"سیٹھ اسحاق کہاں ہے —— تمہارے سامنے کھڑا ہے" —— صفدر نے اپنے آپ کو بڑی مشکل سے سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔

"تم سیٹھ اسحاق کے میک اپ میں صفدر ہو —— اور تمہارا تعلق حشر پرائیویٹ ایجنسی سے ہے —— اور حشر ترکی کا اصل نام عمران ہے —— یہ تمام معلومات ہمیں پہلے سے حاصل ہیں —— اس لئے ان کے متعلق انکار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں —— اب تم شرافت سے ہمیں بتا دو کہ سیٹھ اسحاق کہاں ہے —— ؟ اور یہ حشر ترکی عرف عمران کون ہے —— ؟ وہ کہاں پایا جاتا ہے" —— ؟ ماسٹر بگرام نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا ۔ اچانک کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک غیر ملکی عورت اندر داخل ہوئی۔

"کیا ہو رہا ہے ماسٹر" —— عورت نے بڑے ناز بھرے انداز میں کہا۔

"اوہ! —— مادام ہوشیاری تم آگئیں —— یہ شخص سیٹھ اسحاق

کے میک اپ میں ہے —— اس کا اصل نام صفدر ہے اور اس کا تعلق ایک پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی سے ہے —— جس کا چیف حشر ترکی عرف عمران ہے —— بس اس سے پوچھ گچھ کر رہا ہوں" —— ماسٹر بگرام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو یہ کیسا احمقانہ طریقہ ہے پوچھ گچھ کا —— کہ وہ اطمینان سے کھڑا ہے اور تم سوال کر رہے ہو —— مجھے تو یوں لگ رہا ہے —— جیسے کسی ملازمت کے لئے انٹرویو کر رہے ہو —— اس کی ہڈیاں علیحدہ کر دو —— جبڑے توڑ ڈالو —— آنکھیں پھوڑ ڈالو —— ناک کاٹ ڈالو —— تب سوال کرو —— اور پھر دیکھو یہ بتاتا ہے —— یا نہیں" —— مادام ہوشاری نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ مادام! —— تم اپنی تشدد پسندانہ فطرت سے باز نہیں آسکتیں —— جب گھی سیدھی انگلی سے نکل آئے تو اُسے ٹیڑھا کرنے کی کیا ضرورت ہے" —— ماسٹر بگرام نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا —— پھر کر لو پوچھ گچھ —— میں دیکھتی ہوں کہ کیسے سیدھی انگلی سے تم گھی نکال لیتے ہو" —— مادام نے ایک کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! —— مادام درست کہہ رہی ہیں —— یہ لوگ سیدھی طرح جواب نہیں دیتے" —— راڈنی نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو مسٹر صفدر! —— اب ووٹ تمہارے خلاف ہوتے جا رہے ہیں —— اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی ٹوٹ پھوٹ کروانے کی بجائے

"میرے سوالوں کے جواب دے دو" ۔۔۔۔۔ ماسٹر بلگرام نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ درست ہے کہ میرا نام صفدر ہے ۔۔۔۔۔ اور میں حشر پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی کا ملازم ہوں ۔۔۔۔۔ اس کا چیف عمران ہے ۔۔۔۔۔ جو حشر ترکی کہلاتا ہے ۔۔۔۔۔ سیٹھ اسحاق نے ہماری ایجنسی کو یہ کیس دیا تھا ۔۔۔۔۔ اس لئے حشر ترکی کے کہنے پر میں نے اس کا میک اپ کر لیا تھا ۔۔۔۔۔ یہ ایجنسی ابھی حال ہی میں کھلی ہے ۔۔۔۔۔ اور حشر ترکی نے باقاعدہ انٹرویو لے کر مجھے ملازم رکھا تھا ۔۔۔۔۔ اس لئے اس کے متعلق مزید تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے" ۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ذمہ کیا کام لگایا گیا تھا" ۔۔۔۔۔ ؟ ماسٹر بلگرام نے پوچھا۔

"صرف اتنا کہ میں سیٹھ اسحاق کے میک اپ میں ہوٹل بلٹن میں کمرے کر رہوں ۔۔۔۔۔ اور اگر تم وہاں نظر آ جاؤ تو ایجنسی کو فون پر مطلع کر دوں اور اگر تم مجھے اغوا کرنا چاہو تو تمہارے کسی آدمی کو اغوا کر کے ایجنسی پہنچا دوں ۔۔۔۔۔ لیکن اس کی نوبت نہ آئی ۔۔۔۔۔ اور تمہارے آدمیوں نے مجھ پر اچانک وار کر کے مجھے اغوا کر لیا" ۔۔۔۔۔ صفدر نے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہم کون ہیں" ۔۔۔۔۔ ؟ ماسٹر بلگرام نے پوچھا۔

"صرف تمہارا حلیہ مجھے بتایا گیا تھا ۔۔۔۔۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا" ۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ماسٹر بلگرام کچھ کہتا۔ کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک شین گن بردار تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے مائیکل" ۔۔۔۔۔ ؟ ماسٹر بلگرام نے چونک کر پوچھا۔

"جناب! ۔۔۔۔۔ ایک عجیب و غریب حلیئے کا آدمی مادام سے ملنے آیا ہے ۔۔۔۔۔ وہ اپنا نام حشر ترکی بتاتا ہے" ۔۔۔۔۔ مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حشر ترکی! ۔۔۔۔۔ وہ یہاں بھی پہنچ گیا" ۔۔۔۔۔ ماسٹر بلگرام نے بُری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں موجود سب افراد چونک پڑے۔

"یہ وہی حشر ترکی ہے ۔۔۔۔۔ جس کا یہ آدمی ہے" ۔۔۔۔۔ مادام نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے راڈنی تم نے احتیاط نہیں کی ۔۔۔۔۔ وہ تمہارا پیچھا کرتا ہوا یہاں تک آیا ہوگا" ۔۔۔۔۔ ماسٹر بلگرام کا لہجہ یکدم سخت ہو گیا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا باس! ۔۔۔۔۔ ہم نے پوری طرح احتیاط کی ہے۔ اور اگر وہ اس طرح آیا ہوتا تو یقیناً پھر اطلاع دے کر اندر نہ آتا" ۔۔۔۔۔ راڈنی نے فوراً اپنے بچاؤ کے لئے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ۔۔۔۔۔ تمہاری بات درست ہے ۔۔۔۔۔ کیا وہ اکیلا ہے مائیکل" ۔۔۔۔۔ ماسٹر بلگرام نے کہا۔

"ہاں باس! ۔۔۔۔۔ اکیلا ہے ۔۔۔۔۔ میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے ۔۔۔۔۔ پہلے تو میں نے اسے ٹالنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ تو عجیب سا احمق آدمی ہے ۔۔۔۔۔ پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہا تھا" ۔۔۔۔۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"لیکن وہ مجھے کیسے جانتا ہے —— ؟ اس نے کیا کہا ہے" —؟ مادام نے مائیکل سے پوچھا۔

"اس نے کہا ہے کہ وہ مادام ہوشاری سے ملنا چاہتا ہے —— ایک انتہائی ضروری کام ہے —— اور کام بھی مادام ہوشاری کے فائدے کا ہے" —— مائیکل نے جواب دیا۔

"اوہ! —— وہ میرا اصل نام جانتا ہے —— یہ کیسے ہو سکتا ہے —— یہاں کسی کو میرے نام کا علم نہیں ہے —— یہ معاملہ تو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی خطرناک ہوتا جا رہا ہے" —— مادام نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اُسے یہیں لے آؤ —— اور سنو! پہلے اس کی تلاشی لے لینا —— اور اس کے علاوہ عمارت کے ارد گرد مکمل نگرانی کرو —— کہیں اس کے ساتھی موجود نہ ہوں" —— ماسٹر بلگرام نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور مائیکل سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"اُسے یہاں کیوں بلوایا ہے" —— ؟ مادام ہوشاری نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا —— یہاں سے اس نے زندہ تو واپس جانا نہیں" —— ماسٹر بلگرام نے جواب دیا اور پھر وہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور عمران اپنے مخصوص حلیئے میں اندر داخل ہوا۔ وہ یوں آنکھیں گھما گھما کر اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ جیسے اُلو کو اچانک دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو۔

"السلام علیکم! یا حاضرین کرہ" —— عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے احمقانہ سے انداز میں کہا۔ اس کی نظریں تختے سے بندھے ہوئے صفدر پر پڑی تھیں۔ لیکن اس نے یوں منہ پھیر لیا تھا جیسے اس کی اس سے ذرا سی بھی شناسائی نہ ہو۔

ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری سمیت سب افراد حیرت سے اس عجیب و غریب حلیئے کے شخص کو دیکھ رہے تھے۔

"آؤ مسٹر حشر ترکی! —— میرا نام مادام ہوشاری ہے" —— مادام نے آگے بڑھ کر باقاعدہ مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مم —— معاف کیجئے! —— میں آپ سے ہاتھ نہیں ملا سکتا۔ کیونکہ ہمارے ہاں عورتوں سے ہاتھ ملانا تہذیب کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ ویسے آپ سے مل کر مجھے یقین جانیئے بے حد خوشی ہو رہی ہے" —— عمران نے بڑے مودبانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیئے" —— مادام نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران بڑے اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا جبکہ باقی لوگ اس کے ارد گرد پھیلتے چلے گئے۔ ماسٹر بلگرام نے راڈنی اور مارکوتیس کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا اور وہ دونوں خاموشی سے کھسکتے ہوئے عمران کی کرسی کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔

"فرمایئے! —— آپ مجھے کیسے جانتے ہیں" —— ؟ مادام نے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے مطمئن انداز میں پوچھا۔

"آپ کو کون نہیں جانتا مادام! —— میں بھی آپ کا پرانا نیازمند

ہوں ـــــ آج اتفاق سے ساحل سمندر پر آپ نظر آگئیں ـــــ میں نے سوچا چلو ملاقات ہی کر لیں" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ـــ تو تم مادام کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آئے ہو" ـــ ماسٹر بگرام نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے راڈلی اور مارکوتیس جو اس کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے اچانک عمران پر ٹوٹ پڑے۔

" ارے ارے ـــ یہ کیا ہو رہا ہے ـــ یہ کونسا طریقہ ہے مہمان سے مذاق کرنے کا" ـــ عمران نے ہاتھ پیر مارنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ مگر ان دونوں نے اُسے بُری طرح پکڑ لیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی عمران کو رسیوں کی مدد سے ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔

" ہاں تو مسٹر حشر ترکی عرف عمران! ـــ تمہاری موت تمہیں خود ہی یہاں کھینچ لائی ہے" ـــ ماسٹر بگرام نے عمران کے قریب کھڑے ہو کر بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

" اچھا تو تم عزرائیل کے نمائندے ہو ماسٹر بگرام! ـــ مگر میں تو مادام ہوشیاری سے ملنے آیا تھا ـــ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تم سے بھی یہاں ملاقات ہو جائے گی" ـــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر اتنا گہرا اطمینان تھا کہ جیسے اُسے ذرا برابر بھی کسی چیز کی پرواہ نہ ہو۔

" اوہ! ـــ تو تم میرا نام بھی جانتے ہو" ـــ ماسٹر بگرام نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

" نہ صرف تمہارا نام جانتا ہوں ـــ بلکہ تمہارا پورا شجرہ نصب بتا سکتا ہوں ـــ آخر میں چیف ڈیٹیکٹو ہوں ـــ کوئی گھسیارہ تو نہیں" ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" یہ تو بہت کچھ جانتا ہے ماسٹر! ـــ اس لئے اس کا زندہ رہنا اب ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے" ـــ اچانک مادام ہوشیاری نے جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکالتے ہوئے کہا۔

" ٹھہرو مادام! ـــ پہلے اس سے مزید معلومات حاصل کر لیں ـــ اس کے بعد بیشک اس پر سارا پستول خالی کر دینا" ـــ ماسٹر بگرام نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

" دیکھو ماسٹر! ـــ اگر تم مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر تمہیں ہماری ایجنسی میں کیس بک کرانا ہوگا" ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" راڈلی" ـــ ماسٹر نے راڈلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس ماسٹر" ـــ راڈلی نے چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

" حشر ترکی تمہارا منتظر ہے ـــ اسے اپنے فن سے محظوظ کرو" ـــ ماسٹر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

" یس ماسٹر! ـــ ابھی اس کا حشر کر دیتا ہوں" ـــ راڈلی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا عمران کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" میں خود حشر ترکی ہوں راڈلی صاحب" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی راڈلی اس کے قریب آیا۔ راڈلی نے اپنا ہاتھ تیزی

سے فضا میں بلند کیا۔ وہ شاید عمران کو تھپڑ مارنا چاہتا تھا کہ اچانک عمران انتہائی تیز رفتاری سے نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ اس کا جسم رسیوں کے درمیان سے یوں کھسک گیا تھا جیسے صابن میں سے تار گزر جاتا ہے۔ اور جب نیچے بیٹھتے ہی وہ تیزی سے اٹھا تو راڈنی ہوا میں اچھل کر کسی گیند کی طرح ماسٹر بلگرام کے اوپر جا گرا۔

ماسٹر بلگرام، مادام بوشاری کے بالکل قریب ہی کھڑا تھا اس لئے راڈنی کا لحیم شحیم جسم ان دونوں کو لے کر فرش پر جا گرا۔

"خبردار! ـــــ اگر کسی نے حرکت کی تو گولیوں سے بھون ڈالوں گا"۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ریوالور چمک رہا تھا۔ اور وہ سب یوں حیرت سے منہ پھاڑے اٹھ کھڑے ہوئے جیسے ان کے سامنے عمران کی بجائے کوئی بھوت کھڑا ہو۔

"تمہارے آدمی تلاشی لینے کے فن میں ابھی اناڑی ہیں ماسٹر بلگرام"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا چند لمحوں بعد وہ صفدر کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

"میری جیب میں ہاتھ ڈال کر کٹر نکال لو" ـــــ عمران نے آہستہ سے کہا۔

اور صفدر نے اپنا ہاتھ عمران کی سائیڈ جیب میں ڈال دیا۔ اس کے ہاتھ کلائی تک بندھے ہوتے تھے۔ اس لئے وہ بازو کو تو حرکت نہ دے سکتا تھا لیکن اس کا ہاتھ حرکت کر سکتا تھا۔ اور عمران کی جیب چونکہ اس کے ہاتھ کے بالکل قریب تھی اس لئے اس نے آسانی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے ایک چھوٹا سا مگر تیز کٹر جیب کے خفیہ خانے سے نکال لیا۔

اسی لمحے مادام بوشاری نے پھرتی سے ریوالور جیب سے نکالنے کی کوشش کی۔ مگر دوسرے لمحے عمران کے ریوالور نے شعلہ اگلا اور مادام بوشاری چیخ مار کر سیدھی ہو گئی۔ اس کے ہاتھ کے قریب سے گولی نکلتی چلی گئی تھی۔ اور اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ سیدھا کر لیا تھا۔

"ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری! ـــــ ایک بات بتا دوں کہ میرا نام عشر ترکی ہے ـــــ اس لئے اگر تمہیں اپنی جانیں عزیز ہیں تو براہِ کرم بالکل ساکت کھڑے رہیں ـــــ ورنہ دوسری گولی اپنے آپ تمہارے دل کو تلاش کر لے گی" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اتنی دیر میں صفدر اس کٹر کی مدد سے بیلٹیں کاٹنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اب وہ آزاد تھا۔

"سب لوگ ہاتھ اٹھا کر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ ـــــ جلدی کرو" ـــــ عمران نے ریوالور کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر مادام بوشاری اور ماسٹر بلگرام کے مڑتے ہی مارکوٹس اور راڈنی بھی خود بخود مڑتے چلے گئے۔

"ستون سے رسی کھولو ـــــ اور ان سب کے ہاتھ باندھ دو" ـــــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر تیزی سے حرکت میں آ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے ان سب کے ہاتھ ان کی پشت پر اچھی طرح باندھ دیئے۔

"اب تم سیدھے ہو سکتے ہو" ـــــ عمران نے بڑے اطمینان سے ریوالور جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ ادھر صفدر مادام بوشاری کا ریوالور لئے گیٹ پر جا کھڑا ہوا تھا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو" ——— ؟ ماسٹر بگرام نے بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"صرف چند نئی غزلیں سنانا چاہتا ہوں ماسٹر بگرام! ——— در اصل اس شاعری نے مجھے عذاب میں ڈال رکھا ہے ——— کوئی میرا کلام سننے پر ہی تیار نہیں ہوتا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو! ——— ہمارا تم سے کوئی جھگڑا نہیں ہے ——— اگر تم سیٹھ اسحاق کے کیس کو ڈیل کر رہے ہو ——— تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ سیٹھ اسحاق کو کچھ نہیں کہا جائیگا ——— بلکہ اس کے خلاف تمام میٹریل بھی تمہارے حوالے کر دیا جائے گا" ——— ماسٹر بگرام نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے گولی مارو سیٹھ اسحاق کو ——— تم بس میرا تازہ کلام سنو" ——— عمران نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب! ——— کوئی آرہا ہے" ——— اچانک صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا

"آنے دو یار! ——— اچھا ہے سامعین کی تعداد بڑھ جائے گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور مائیکل تیزی سے اندر داخل ہوا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ صورت حال کو دیکھ کر کچھ رد عمل کا اظہار کرتا۔ صفدر کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس نے بڑی پھرتی سے مائیکل کی گردن کی پشت پر کھڑی ہتھیلی کا وار کیا تھا اور پہلی ہی ضرب اتنی جچی تلی تھی کہ مائیکل بغیر کوئی آواز نکالے فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کی بغل میں لٹکی ہوئی سٹین گن دور جا گری تھی اور صفدر نے بڑی پھرتی سے سٹین گن جھپٹ لی۔

"صفدر! ——— باہر جا کر دیکھو اور کتنے سامعین موجود ہیں ——— جو میرا کلام سننے پر راضی ہو جائیں ——— انہیں معاف کر دینا۔ باقیوں کو ہماری توہین کی سخت ترین سزا دی جائے" ——— عمران نے بڑے تحکمانہ انداز میں کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا سٹین گن سنبھالے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"ہاں تو دوستو! ——— کیا خیال ہے ——— اب تمہیں پہلے قصیدہ سنایا جائے ——— غزل سنائی جائے ——— یا پھر کوئی نظم عرض کروں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مسٹر ترکی! ——— میں اب تک اس لئے خاموش ہوں کہ تمہارا ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے ——— ورنہ تم جانتے ہو کہ یہ رسیاں ماسٹر بگرام کا راستہ نہیں روک سکتیں" ——— ماسٹر بگرام نے اس بار قدرے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم ہے ماسٹر بگرام ——— یقین جانو ——— میں نے یہاں صرف اس لئے باندھی ہیں تاکہ تم میرا کلام سننے کی بجائے بھاگ نہ جاؤ ——— مجھے سامعین کا بڑا تلخ تجربہ ہے ——— اس لئے اب میں یہی کرتا ہوں کہ پہلے اپنے سامعین کو رسیوں سے باندھ دیتا ہوں پھر انہیں کلام سناتا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آخر تم ہو کیا چیز ——— ؟ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہا کہ تم ان رسیوں سے آزاد کیسے ہو گئے" ——— مادام ہوشاری نے کہا۔

"جس طرح رسیاں ماسٹر بگرام کا راستہ نہیں روک سکتیں مادام ——— اسی طرح وہ مسٹر ترکی کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتیں" ——— عمران نے جواب دیا۔

اور پھر اس نے اپنے کوٹ کے بٹن کھولنے شروع کر دیئے۔ اس نے کرتے کے اوپر ہی کوٹ پہن رکھا تھا۔ کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"حشر ترکی بول رہا ہوں۔ اوور" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی عمران نے کہا۔

"یس اوور" ـــ دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ جو یقیناً ایکسٹو کی تھی۔

"میں شالیمار کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں موجود ہوں ـــ یہاں ابھی ابھی کچھ لوگ میرا کلام سن کر بیہوش ہونے والے ہیں۔ ان کی طبی امداد کے لئے ایمبولینس بھجوا دیجئے۔ اوور اینڈ آل" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈال لیا۔

اسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔

"چار آدمی باہر موجود تھے ـــ ان سب نے آپ کا کلام سننے سے معذوری کا اظہار کیا تھا ـــ اس لئے انہیں سزا دے دی گئی ہے"۔ صفدر نے بڑے نیازمندانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ صفدر! ـــ اب تم پھاٹک پر جاؤ ـــ میں نے ایمبولینس کے لئے کہہ دیا ہے ـــ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ بھی میرا کلام سنتے سنتے ضرور بے ہوش ہو جائیں گے" ـــ عمران نے کہا اور صفدر مسکراتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ہاں تو دوستو! ـــ اب جگر تھام کے بیٹھو ـــ بلکہ کھڑے رہو کہ میری باری آئی" ـــ عمران نے باقاعدہ کان پر ہاتھ رکھ کر سر

نے کہا۔

"ماسٹر! ـــ کیا یہ آدمی اسی طرح بکواس کرتا رہے گا" ـــ اچانک مارکونیس نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے اپنے دونوں ہاتھ سر کی طرف بلند کئے۔ وہ شاید جھٹکا دے کر رسیاں توڑنا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے کہ اس کے ہاتھ سر تک پہنچتے، عمران بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکال چکا تھا اور پھر اس کے ریوالور نے شعلہ اگلا اور مارکونیس کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکلی۔ گولی ٹھیک اس کے دل پر لگی تھی اور وہ پہلے اچھل کر دیوار سے ٹکرایا اور پھر منہ کے بل زمین پر آگرا۔

راڈنی نے اچانک گرتے ہوئے مارکونیس کو جھپٹ کر اپنے آگے کرنا چاہا تھا لیکن عمران کے ریوالور نے دوسرا شعلہ اگلا اور راڈنی بھی چیخ مار کر نیچے آگرا۔ گولی اس کی کھوپڑی توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی تھی۔

"یہ ابھی پہلا شعر ہے ـــ اگر کہو تو پوری غزل سنا دوں" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا!

لیکن ماسٹر بگرام اور مادام بوشاری دانت بھینچے کھڑے رہے انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

"ماسٹر بگرام! ـــ تم نے یہ سمجھا تھا کہ یہ احمقوں کا ملک ہے ـــ یہاں بھلا تمہیں روکنے والا کون ہو سکتا ہے ـــ لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہاں ایک سے ایک بڑا شاعر موجود ہے ـــ جو دو غزلے سہ غزلے ـــ بلکہ پورا دیوان بیک وقت کہنے کی ہمت رکھتا ہے" ـــ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"لیکن ہم نے کچھ بھی نہیں کیا ـــ سیٹھ اسحاق نے جو کچھ کہا ہے

غلط کہا ہے" ـــــ ماسٹر بگرام نے کہا۔

"سنو ماسٹر بگرام! ـــــ میں کراس کلب کے متعلق اچھی طرح جانتا ہوں ـــــ یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہارے بٹنے سے چیف ماسٹر نے مشن نہیں چھوڑ دینا ـــــ اس لئے وہ تمہاری بجائے کوئی اور ماسٹر بھیج دے گا ـــــ اور میں کہاں تک ہر ماسٹر کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس کو اپنا کلام سناتا رہوں گا ـــــ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں خود ہی ماسٹر بگرام بن جاؤں اور مادام ہوشاری کے لئے میری سیکرٹری ٹھیک رہے گی" ـــــ عمران نے انہیں یوں سمجھاتے ہوئے کہا جیسے استاد بچوں کو سمجھاتا ہے۔

"چیف ماسٹر ایک لمحے میں تمہاری حقیقت سمجھ جائے گا ـــــ اور پھر تمہیں موت سے کوئی نہ بچا سکے گا ـــــ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم ہمیں چھوڑ دو ـــــ ہم خود ہی اس ملک سے نکل جائیں گے ـــــ اور یہ میرا وعدہ رہا کہ چیف ماسٹر کو میں اس بات پر راضی کر لوں گا کہ وہ اس مشن کو ڈراپ کر دے" ـــــ ماسٹر بگرام نے پیشکش کرتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، صفدر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کیپٹن شکیل، نعمانی اور صدیقی تھے۔

"ان دونوں کو ہیڈ کوارٹر پہنچا دو ـــــ تاکہ میں اطمینان سے انہیں اپنا پورا دیوان سنا دوں ـــــ اور انہیں حسرت نہ رہے کہ اتنے بڑے شاعر کے کلام سے محروم رہ گئے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر ان سب نے بڑے اطمینان سے ماسٹر بگرام اور مادام ہوشاری کو رسیوں سے علیحدہ کر کے دوبارہ جکڑا اور پھر وہ انہیں اٹھا کر کمرے سے باہر

نکل گئے۔

صفدر اور عمران وہاں رہ گئے۔

"صفدر! ـــــ تم اس ساری کوٹھی کی مکمل تلاشی لو ـــــ اور کوئی کام کی چیز ملے تو اسے دانش منزل پہنچا دینا ـــــ میں جا کر سیٹھ اسحاق کو کہوں کہ وہ اب ہوٹل یاترا چھوڑ کر واپس اپنے گھر چلا جائے اور اس سے کیس کی فیس بھی وصول کر لوں ـــــ آخر ایجنسی کے ملازمین کو تنخواہیں بھی دینی ہیں" ـــــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور صفدر نے سر ہلا دیا

عمران ریوالور جیب میں ڈالے تیزی سے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چھوٹا سا کمرہ سیٹی کی تیز آواز سے گونج اٹھا اور آرام کرسی پر بیٹھا ہوا ایک خوش پوش نوجوان آواز سنتے ہی چونک پڑا۔ اس نے بڑی پھرتی سے سامنے رکھی ہوئی میز کی دراز کھولی اور پھر اس میں سے ایک چپٹا سا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھ دیا۔ سیٹی کی تیز آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔ اور اس کے ڈائل پر ایک نکتہ تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ نکتے کو دیکھتے ہی نوجوان کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے ایک بٹن دبایا تو سیٹی کی آواز پر ایک انسانی آواز غالب آگئی۔

"ہیلو ہیلو ــــ سی ون سپیکنگ اوور" ــــ بولنے والے کے لہجے میں ہلکی سی گھبراہٹ تھی۔

"یس ــــ ماسٹر بگرام سپیکنگ اوور" ــــ نوجوان نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر ــــ زیرو پوائنٹ پر کسی پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی کے لوگوں نے

حملہ کر دیا ہے ــــ وہاں موجود تمام کارکن مارے گئے ہیں ــــ البتہ سیکنڈ ماسٹر بگرام اور مادام ہوشاری کو وہ لوگ زندہ اغوا کر کے لے گئے ہیں اوور" ــــ سی ون نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ــــ تفصیل بتاؤ۔ اوور" ــــ ماسٹر بگرام کے چہرے پر پریشانی کے آثار یکلخت ابھر آئے۔

"ماسٹر! ــــ میں چیکنگ روم میں موجود تھا ــــ اور حسب معمول زیرو پوائنٹ کی ٹیلی چیکنگ جاری تھی کہ پتہ چلا کہ راڈنی اور مارکوتیس کسی سیٹھ اسحاق کو اغوا کر کے لے آئے ہیں ــــ مگر بعد میں پتہ چلا کہ وہ سیٹھ اسحاق نہیں ــــ بلکہ اس کے میک اپ میں عشر پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی کا ایجنٹ صفدر ہے ــــ مادام اس وقت باہر تھی ــــ اس دوران وہ بھی آگئی ــــ اور ان سب نے ڈارک روم میں اس ایجنٹ سے پوچھ گچھ شروع کی کہ ایک نوجوان جس نے عجیب و غریب قسم کے کپڑے پہن رکھے تھے ــــ اور شکل سے قطعاً احمق لگتا تھا۔ کوٹھی میں آیا اور مادام سے ملنے کے لئے کہا ــــ سیکنڈ ماسٹر بگرام نے اُسے ڈارک روم میں بلوا لیا ــــ اور پھر راڈنی اور مارکوتیس کی مدد سے اُسے بھی رسیوں سے باندھ دیا گیا ــــ وہ عشر پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی کا چیف ڈیٹیکٹو عشر تھا ــــ پھر اچانک اس احمق نے پانسہ پلٹ دیا ــــ اور راڈنی مارکوتیس اور مائیکل مارے گئے ــــ اس کے ساتھی نے پوائنٹ کے دوسرے چار آدمیوں کو بھی بڑی خاموشی سے ٹھکانے لگا دیا۔ اس کے بعد ایک ویگن میں چار افراد آئے اور وہ سیکنڈ ماسٹر بگرام اور مادام ہوشاری کو بے ہوش کر کے لے گئے ــــ وہ احمق پیدل ہی کوٹھی سے نکلا اور پھر

ایک سیاہ رنگ کی نئی شیورلیٹ کار میں جسے ایک لحیم شحیم حبشی چلا رہا تھا بیٹھ کر چلا گیا ۔۔۔ جبکہ اس کے ساتھی صفدر نے کوٹھی کی تلاشی لی اور پھر وہ بھی کوٹھی سے باہر چلا گیا۔ اوور" ۔۔۔ سی ون نے پوری تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"حشر پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی ۔۔۔ اور احمق سا آدمی ۔۔۔ یہ لوگ کہاں سے ٹپک پڑے ۔ اوور" ۔۔۔ ماسٹر بگرام نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"یہ ایجنسی مال روڈ پر واقع ہے ۔۔۔ اور ابھی حال ہی میں قائم ہوا ہے ۔۔۔ اس حشر ترکی کا دوسرا نام عمران ہے ۔ اوور" ۔۔۔ سی ون نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ وہ علی عمران تھا ۔۔۔ اوہ! اب میں سمجھ گیا ۔۔۔ یہ تو بہت برا ہوا ۔۔۔ بہت ہی برا ۔ اوور" ۔۔۔ عمران کا نام سنتے ہی ماسٹر بگرام بری طرح اچھل پڑا۔

"یہ کون ہے ماسٹر! ۔۔۔ کیا آپ اسے جانتے ہیں ۔ اوور" ۔۔۔؟ سی ون نے ماسٹر بگرام کی گھبراہٹ کا اندازہ لگاتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! ۔۔۔ علی عمران کو ہمارے مشن کی کہاں سے بھنک پڑ گئی ۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملات بے حد نازک ہو گئے ہیں ۔۔۔ وہ انہیں لے کر کہاں گئے ہیں ۔ اوور" ۔۔۔؟ ماسٹر بگرام نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے پوچھا۔

"جناب ۔۔۔ میرے آدمی ان کا تعاقب کر رہے ہیں ۔۔۔ جیسے ہی رپورٹ ملی ۔ میں کال کروں گا ۔ اوور" ۔۔۔ سی ون نے جواب دیا۔

"سنو سی ون! ۔۔۔ عمران کے درمیان میں آنے سے حالات بالکل پلٹ گئے ہیں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ گئی ہے ۔۔۔ عمران دنیا کا خطرناک ترین آدمی ہے ۔۔۔ اور مقامی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ۔۔۔ یہ تو اچھا ہوا کہ میری حکمت عملی کام آئی اور میں نے اپنے میک اپ میں ایکم کو سامنے کر دیا تھا۔ ورنہ شاید حالات مجھ سے بھی نہ سنبھل سکتے ۔ اوور" ۔۔۔ ماسٹر بگرام نے کہا۔

"اوہ واقعی سر! ۔۔۔ اگر سیکرٹ سروس درمیان میں آگئی ہے تو مسئلہ گھمبیر ہو جائے گا ۔۔۔ اب آپ کا کیا حکم ہے ۔ اوور" ۔۔۔؟ سی ون نے پوچھا۔

"اب مجھے نئے سرے سے مشن کا لائحہ عمل سوچنا پڑے گا ۔۔۔ لیکن فوری طور پر ایکم اور مادام کو ان کے چنگل سے چھڑانا ہے ۔ اوور" ۔۔۔ ماسٹر بگرام نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ حکم دیں تو رپورٹ ملتے ہی ان کو چھڑانے کے لئے کارروائی کی جائے ۔ اوور" ۔۔۔ سی ون نے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ تم رپورٹ ملتے ہی مجھے اطلاع دو ۔۔۔ میں خود ان کے چھڑانے کی کارروائی کی رہنمائی کروں گا ۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے مزید آدمی ان کے ہتھے چڑھ جائیں ۔۔۔ اب ہمیں ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا ہوگا ۔ اوور" ۔۔۔ ماسٹر بگرام نے جواب دیا۔

"او کے ماسٹر! ۔۔۔ رپورٹ ملتے ہی میں آپ کو مطلع کر دوں گا ۔ اوور" ۔۔۔ سی ون نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ___ ماسٹر بلگرام نے کہا اور پھر بٹن دبا دیا۔ اس کے بعد وہ اٹھ کر تیزی سے ملحقہ کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کمرے میں میک اپ کا مکمل سامان ایک بڑی سی میز پر موجود تھا ماسٹر بلگرام نے انتہائی تیزی سے میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ وہ تقریباً پندرہ منٹ تک میک اپ میں مصروف رہا۔

پندرہ منٹ بعد جب وہ کپڑے بدل کر نئے میک اپ میں باہر آیا تو اس نے ایک مقامی آدمی کا روپ دھار رکھا تھا ایک عام سے نوجوان کا۔

ابھی وہ کمرے میں داخل ہی ہوا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز ایک بار پھر گونج اٹھی۔ اور ماسٹر بلگرام نے دوبارہ بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ___ سی ون سپیکنگ اوور" ___ سی ون کی آواز ابھری

"یس ___ ماسٹر بلگرام سپیکنگ اوور" ___ ماسٹر بلگرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر ___ ایکم اور مادام ہوشاری کو فعفہ اسٹریٹ کی ایک قلعہ نما عمارت میں لے جایا گیا ہے ___ اور وہ حشر ترکی، پوائنٹ سے نکل کر سیدھا ہوٹل ملبٹن گیا ___ لیکن پھر وہاں سے نکل کر وہ بھی اسی عمارت میں پہنچ گیا ہے۔ اوور" ___ سی ون نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اس قلعہ نما عمارت کی کوئی خاص نشانی۔ اوور" ___ ماسٹر بلگرام نے پوچھا۔

"یہ اس روڈ پر سب سے بڑی عمارت ہے ___ اس کا بڑا سا سرخ رنگ کا پھاٹک ہے ___ اور خاصی وسیع و عریض ہے۔ اوور" ___ سی ون نے جواب دیا۔

"اوکے! ___ تم ایسا کرو کہ چار مسلح آدمیوں کو کاروں سمیت اس عمارت کے گرد پھیلا دو ___ نائنٹی ون ٹرانسمیٹر ان کے پاس ہونے چاہئیں۔ میں خود مقامی آدمی کے میک اپ میں اندر جاؤں گا ___ اور کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں انہیں ہدایات دوں گا۔ اوور" ___ ماسٹر بلگرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس ___ اگر رات کا انتظار کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اوور" ___ سی ون نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"نہیں! ___ یہ کام فوراً ہونا چاہئے ___ تم فکر نہ کرو ___ مجھے یقین ہے کہ سب ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔ اوور" ___ ماسٹر بلگرام نے جواب دیا۔

"اوکے ماسٹر! ___ میں ابھی مسلح آدمیوں کو روانہ کر دیتا ہوں۔ اوور" ___ سی ون نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ___ ماسٹر بلگرام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر واپس دراز میں رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا آیا۔

کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری سے گزرتا ہوا باہر پورچ میں آ گیا جہاں ایک سفید رنگ کی چھوٹی سی سپورٹس ماڈل کار موجود تھی۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کار کوٹھی کے گیٹ سے نکل کر مین روڈ پر دوڑنے والی کاروں کے ہجوم میں شامل ہو گئی۔

"مہمان پہنچ گئے بلیک زیرو" ——— ؟ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔ اور خود ایک کرسی پر یوں گرا جیسے میلوں دوڑتا ہوا آیا ہو۔

"ہاں پہنچ گئے ہیں ——— میں نے انہیں سپیشل روم میں بند کروا دیا ہے ——— اس سے پہلے صفدر کے میک اپ میں بھی ایک شخص کو جولیا لے آئی تھی ——— وہ گیسٹ روم میں ہے ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— تو سیٹھ اسحاق یہاں پہنچ گیا ——— میں خواہ مخواہ اُسے ہوٹل میں ڈھونڈتا رہا ——— جولیا اس سے کیسے ٹکرا گئی" ——— ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

اور بلیک زیرو نے اسے تمام تفصیلات بتا دیں۔

"مگر عمران صاحب! ——— آخر یہ سب چکر کیا ہے ——— کم از کم

پہلے تو کچھ بتا دیا کریں" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ حشر پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی کا کیس ہے ——— غیر متعلقہ آدمیوں کو نہیں بتایا جا سکتا ——— بس اتنا کام کرو کہ ریکارڈ روم سے کراس کلب کی فائل لے آؤ" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کراس کلب! ——— یہ کہاں سے ٹپک پڑا" ——— بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ ایجنسی بند کر کے کلب کھول لوں ——— ایجنسی تو اپنی تنخواہیں نہیں نکال سکتی" ——— عمران نے لہجے کو سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا ——— یقیناً اس کلب کے سلسلے میں ساری بھاگ دوڑ ہو رہی ہے" ——— بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے تم سمجھ گئے ——— ورنہ اب تک تو جو مجھے ملتا ہے بس ایک فقرہ کہتا ہے ——— کیا مطلب" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر بلیک زیرو مسکراتا ہوا آپریشن روم سے نکل کر ریکارڈ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک فائل اٹھائے واپس آیا اور اس نے فائل عمران کے سامنے رکھ دی۔

عمران نے فائل کھولی اور پھر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"چلو تمہارے مہمانوں سے مل لوں" ——— عمران نے کرسی سے اُٹھتے

ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے بھی کرسی چھوڑ دی ۔ اس نے میز کی دراز سے نقاب نکال کر پہنا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے آپریشن روم سے نکل کر برآمدے میں پہنچ گئے ۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں سپیشل روم کے دروازے پر موجود تھے ۔ سپیشل روم کے دو حصے تھے ۔ جن کے درمیان شیشے کی پارٹیشن تھی ۔ یہ دونوں دروازہ کھول کر اس حصے میں داخل ہوئے جو خالی تھا ۔ دوسرے حصے میں ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشیاری بڑی پریشانی کے عالم میں ٹہل رہے تھے ۔ انہوں نے جیسے ہی ان دونوں کو دیکھا وہ تیزی سے شیشے کی طرف دوڑے لیکن پھر رک گئے کیونکہ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ وہ شیشے کی دیوار پار نہیں کر سکتے ہیں ۔

" ہاں تو ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشیاری ! ــــ انٹرویو کے لئے تیار ہو جاؤ ۔ عمران نے دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن دباتے ہوئے کہا ۔ بٹن دبتے ہی اس کی آواز ان دونوں تک پہنچ گئی تھی ۔

" تم کیا چاہتے ہو " ــــ ؟ ماسٹر بلگرام نے پریشان سے لہجے میں پوچھا ۔

" صرف اتنا بتا دو کہ تم سیٹھ اسحاق سے وزارت دفاع کی عمارت کا نقشہ حاصل کر کے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے " ــــ ؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" ہمیں نہیں معلوم ــــ ہمارے ذمہ تو صرف وہ نقشہ حاصل کرنا تھا ــــ اس کے بعد کیا ہونا تھا ــــ یہ چیف ماسٹر جانتا ہے " ــــ ماسٹر بلگرام نے جواب دیا ۔

" چیف ماسٹر کو تم نے کیسے کنٹیکٹ کرنا تھا " ــــ ؟ عمران نے پوچھا ۔

" ٹرانسمیٹر پر ــــ اس کی فریکوئنسی زیرو نارتھ ۔ ون ویسٹ تھرٹی سکس ہے " ــــ ماسٹر بلگرام تو یوں تیزی سے جواب دیئے جا رہا تھا کہ جیسے اس کا امتحان میں اول آنے کا پروگرام ہو ۔

" تم مجھے ماسٹر بلگرام نہیں لگتے ــــ تم میں وہ خصوصیات مجھے نظر نہیں آئیں ــــ جو اس کے ساتھ مخصوص ہیں ــــ اپنی اصل حقیقت بتا دو دوست " ــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا ۔

دراصل ابھی ابھی فائل کے مطالعے کے بعد عمران کو اس بات کا احساس ہوا تھا کہ ماسٹر بلگرام جیسا ذہین ــــ چالاک ــــ اور سفاک مجرم اتنی آسانی سے نہ تو قابو میں آ سکتا ہے ــــ اور نہ ہی اناڑیوں کی طرح جواب دے سکتا ہے ۔

" م ــــ م ــــ میں ماسٹر بلگرام ہوں " ــــ ماسٹر نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا ۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

" میں بتاتی ہوں کہ یہ کون ہے ــــ اس کا نام ایکم ہے ــــ ماسٹر بلگرام نے اسے بطور ڈمی اپنے میک اپ میں آگے کیا ہوا تھا ــــ اور یہ بھی بتا دوں مسٹر حشر ترکی ! ــــ کہ تمہارا یوم حشر بالکل قریب آ چکا ہے ۔ ماسٹر بلگرام کو اس سارے واقعہ کی اطلاع مل چکی ہو گی ــــ اور وہ کسی بھی لمحے قیامت بن کر تم پر ٹوٹ سکتا ہے " ــــ مادام ہوشیاری جو اب تک خاموش کھڑی تھی آخر کار بول پڑی ۔

" اوہ تو یہ بات ہے ــــ میرا اندازہ صحیح نکلا " ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور پھر وہ اچانک مادام ہوشیاری کی آنکھوں میں پیدا ہونے والی چمک دیکھ کر تیزی سے مڑا ۔ مگر دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ

ہوا اور ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے پورا کمرہ ان کے اوپر آگرا ہو۔ اور وہ ہوا میں ہاتھ پیر مارتے ہوئے نیچے جا گرے۔ ان کے ذہنوں پر تاریکیوں نے اتنی تیزی سے غلبہ پا لیا تھا کہ وہ سنبھل ہی نہ سکے۔

پھر جب عمران کی آنکھ کھلی تو چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کے عالم میں ساکت پڑا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگتا چلا گیا۔ اور اسے گزشتہ واقعات یاد آتے گئے اور وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ اور پھر حیرت سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا وہ ایک چھوٹے سے کمرے کے فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو بیہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے سے نقاب غائب تھا۔

عمران نے تیز نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا۔ یہ کمرہ نو تعمیر شدہ معلوم ہو رہا تھا۔ اس کا ایک ہی دروازہ تھا جو باہر سے بند تھا۔ چھت ضرورت سے کچھ زیادہ ہی نیچی تھی۔ کمرے کا اکلوتا روشندان دائیں طرف کی دیوار میں تھا اور روشندان پر لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ کمرہ ہر قسم کے فرنیچر سے قطعاً بے نیاز تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے قریب پڑے ہوئے بیہوش بلیک زیرو کو ہوش میں لانے کی تدبیر شروع کر دی۔ اور پھر جیسے ہی اس نے اس کی ناک اور منہ بیک وقت بند کیا تو بلیک زیرو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور عمران نے ہاتھ ہٹا لئے۔

"یہ ہم کہاں آگئے ہیں عمران صاحب" ـــــ بلیک زیرو نے اٹھ کر ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میرا خیال ہے کہ یہ ہمارا سسرال ہے ـــــ جہاں ہم زیرو کھانے کے لئے آئے ہیں" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو

نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"مگر دانش منزل میں سے ہمیں کیسے اغوا کیا جا سکتا ہے" ـــــ بلیک زیرو کی آنکھوں میں الجھن تھی۔

"تم نے آٹومیٹک چیکنگ سسٹم آن کیا تھا" ـــــ ؟ عمران نے پوچھا اور بلیک زیرو چند لمحے سوچتا رہا اور پھر اس کے چہرے پر زبردست ندامت کے آثار ابھر آئے۔

"عمران صاحب! ـــــ مجھے یاد آگیا ہے کہ میں جلدی میں بھول گیا تھا۔ میرے ذہن میں یہ تصور ہی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے" ـــــ بلیک زیرو کے لہجے میں شدید خفت تھی۔

"کسی دن یوں ہی زندگی کو بھی بھول جاؤ گے ـــــ شکر کرو کہ آنے والوں نے ہماری پشت میں شہد کی مکھیوں کا چھتہ نہیں بنا دیا ـــــ صرف بیہوش کر دینے والا بم ہی پھینکا تھا" ـــــ عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

اور بلیک زیرو سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے بلیک زیرو کے لئے یہ انتہائی افسوسناک بات تھی کہ مجرم دن دہاڑے دانش منزل میں نہ صرف داخل ہو گئے بلکہ وہ وہاں سے عمران اور بلیک زیرو کو اغوا بھی کر لائے۔ اور جس ایکسٹو کا رعب پوری دنیا کے مجرموں پر ہے وہ یوں حقیر چوہے کی طرح ہیڈ کوارٹر سے پکڑ لیا گیا ہے۔

پھر اس سے پہلے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی بات ہوتی۔ اچانک کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور پھر ایک قوی الجثہ مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ سٹین گنوں سے مسلح چار ایسے افراد تھے جن کے چہروں پر موجود زخموں کے

بے شمار نشانات اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ ان کی ساری زندگی لڑنے بھڑنے میں ہی گزاری ہے۔ وہ انتہائی چوکنے اور محتاط نظر آ رہے تھے اور ان کی انگلیاں مشین گنوں کے ٹریگروں پر تڑپ رہی تھیں۔

"تو تمہیں ہوش آگیا" ــــ قوی الجثہ نوجوان نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اس کا لہجہ سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ لہجے کو مصنوعی بنانے کے باوجود اس کا لہجہ اس بات کی صاف چغلی کھا رہا تھا کہ وہ مقامی نہیں بلکہ کوئی غیر ملکی ہے۔

"کہاں ہوش آیا ہے مسٹر میک اپ ماسٹر! ــــ تمہارے ان خوفناک ساتھیوں کی موجودگی میں بھلا ہوش ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اب کھڑے ہو چکے تھے۔

"اوہ! ــ تو تم مجھے جانتے ہو" ــــ مقامی نوجوان نے چونک کر گہری نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم جس روپ میں بھی آجاؤ ماسٹر! ــــ میری نگاہوں سے نہیں چھپ سکتے ــــ آخر میں حشر پرائیوٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی کا چیف ڈیٹکٹو ہوں" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب تم غلط بیانی سے کام لے رہے ہو ــــ میں جانتا ہوں کہ تم علی عمران ہو ــــ جس کے متعلق پوری دنیا میں مشہور ہے کہ تم ناقابل تسخیر ہو ــــ اور یہ شاید مقامی سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہے" آنے والے نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر بہتر ہے کہ ہم اپنے پتے ایک دوسرے پر کھول دیں ــــ میرا نام علی عمران ہے ــــ تمہارا اندازہ درست

ہے ــــ لیکن اس آدمی کے متعلق تمہارا اندازہ غلط ہے ــــ یہ ظاہر ہے۔ ایکسٹو کا ایک نمائندہ" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ــ اچھا ہوا کہ تم نے اپنے پتے کھول دیئے ــــ بہرحال چونکہ اب تمہاری موت میں صرف چند لمحے ہی باقی رہ گئے ہیں اس لئے تمہیں یہ بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تمہاری موت ماسٹر بگرام کے ہاتھوں لکھی گئی ہے" ــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ماسٹر بگرام! ــــ لیکن وہ تو اتنا بودا نکلا تھا کہ رسیوں سے بندھا خاموشی سے میرا شاعرانہ کلام سنتا رہا" ــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ــــ وہ بیچارہ اکرم ــــ اسے تو میں نے صرف تم جیسے لوگوں کو ڈاج دینے کے لئے ماسٹر بگرام بنایا تھا" ــــ ماسٹر بگرام نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا تو وہ بیچارہ اکرم تھا ــــ میں خواہ مخواہ اسے کلام سنانے کی دردسری کرتا رہا" ــــ عمران نے یوں برا سا منہ بنایا جیسے اسے اپنے وقت کے ضیاع پر بے حد افسوس ہوا ہو۔

"لیکن تم لوگ اس کے پیچھے لگے کیسے ــــ؟ اور پھر یوں اس کے ہیڈ کوارٹر میں کیسے پہنچ گئے" ــــ ماسٹر بگرام نے پوچھا۔

"وہ دراصل مجھے بادام پوشاری نظر آگئی تھیں ــــ اور میں اس کے نقش قدم دیکھتا ہوا اس کوٹھی میں پہنچ گیا" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے عمران اور مسٹر ایکسٹو یا طاہر، جو کچھ بھی ہو ۔۔۔۔ میرے خیال میں اب تم لوگوں کو اگلی دنیا میں پہنچا دیا جائے" ۔۔۔۔ ماسٹر بلگرام نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور چاروں سٹین گن بردار ماسٹر بلگرام کی بات سنتے ہی چیتے کی طرح چوکنے ہو گئے۔

"وہ تو خیر ہو ہی جائے گا ۔۔۔۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ یہی کام تم زیادہ آسانی سے وہاں بھی کر سکتے تھے ۔۔۔۔ جہاں سے تم ہمیں اٹھا کر لائے ہو ۔۔۔۔ پھر وہاں سے اغوا کر کے یہاں لے آنے کا تکلف کیوں کیا" ۔۔۔۔؟ عمران نے یوں ہاتھ ہلاتے ہوئے پوچھا جیسے اسے اپنے مرنے کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

"تمہاری بات درست ہے ۔۔۔۔ میں نے واقعی تکلف ہی کیا۔ لیکن مجھے اس وقت یہ اندازہ نہ تھا کہ تم دونوں کے علاوہ اس بڑی عمارت میں اور کوئی آدمی نہیں ہے" ۔۔۔۔ ماسٹر بلگرام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا ۔۔۔۔ کہ تم ہم دونوں کو وہاں پہنچا کر دہیں اپنی ادھوری کارروائی مکمل کر لو" ۔۔۔۔ عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"تم خواہ مخواہ باتوں میں وقت ضائع کرنے کی کوشش کر رہے ہو علی عمران۔ اور ویسے بھی تمہارا زیادہ دیر زندہ رہنا ہمارے لئے اچھی بات نہیں ہے اس لئے گڈ بائی" ۔۔۔۔ ماسٹر بلگرام نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ سر سے بلند کر لیا۔

عمران اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مجرموں کی طرح

فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑے ہوں۔ اور اب جیسے ہی ماسٹر بلگرام کا ہاتھ نیچے آئے گا سٹین گنوں سے نکلنے والی گولیاں ان کو دی جانے والی سزا کو مکمل کر دیں گی۔

ادھر بلیک زیرو اب تک خاموش کھڑا صرف یہی سوچ رہا تھا کہ آخر علی عمران یوں اطمینان سے سٹین گنوں کے سامنے کیوں کھڑا ہے۔ وہ اپنے بچاؤ کے لئے کوئی اقدام کیوں نہیں کر رہا۔ چونکہ علی عمران کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ سیکرٹ سروس کا ہر ممبر اسے جادوگر سمجھتا تھا۔ انہیں یقین ہوتا تھا کہ عمران عین آخری لمحے کوئی ایسا شعبدہ دکھائے گا کہ بازی یکدم پلٹ جائے گی۔ اور یقیناً ایسا ہوتا بھی رہا تھا۔ اس لئے بلیک زیرو بھی مطمئن کھڑا تھا۔

لیکن جب ماسٹر بلگرام کا ہاتھ سر سے بلند ہوا تو اس کے دل نے تیزی سے دھڑکنا شروع کر دیا۔ اگر سٹین گنوں سے گولیاں نکلتیں تو ان کے بچ جانے کا ایک فیصد بھی چانس نہ تھا۔

اور پھر وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے کہ ماسٹر بلگرام کا سر سے بلند ہاتھ ایک جھٹکے سے نیچے آیا اور دوسرے لمحے کمرہ سٹین گنوں کی فائرنگ سے گونج اٹھا۔

مادام ہوشاری نے جب عمران اور ایکسٹو کی پشت پر کھلے ہوئے دروازے سے ایک نوجوان کو اندر جھانکتے ہوئے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی ۔ نوجوان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ان کا ساتھی نہیں ہے کیونکہ اس کے دیکھنے کا انداز چوروں جیسا تھا ۔ اور پھر نوجوان نے بجلی کی سی تیزی سے کوئی چیز ان دونوں کے قریب پھینکی ۔ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور وہ دونوں یوں لڑکھڑا کر نیچے گر گئے جیسے وہ اسی انتظار میں کھڑے تھے کہ کوئی انہیں دھکا کر کے نیچے گرا دے ۔

ان کے نیچے گرنے کے چند لمحوں بعد ہی نوجوان آہستگی سے اندر داخل ہوا ۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر وہ ایکم اور مادام ہوشاری کو دیکھ کر چونک پڑا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھا ۔ لیکن پھر شیشے کی دیوار کو درمیان میں دیکھ کر ٹھٹھک گیا ۔

" اوہ ! ——— تم دونوں ٹھیک تو ہو " ——— اس نے تیز لہجے میں کہا

اور مادام ہوشاری اچھل پڑی ۔ کیونکہ لہجہ اصل ماسٹر بگرام کا تھا ۔

" ماسٹر تم " ——— مادام ہوشاری نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا ۔

" ہاں مادام ! ——— مگر یہ شیشے کی دیوار ——— ٹھہرو میں دیکھتا ہوں " ——— ماسٹر بگرام نے کہا اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑا اور دروازے کے ساتھ دیوار پر نصب سوئچ بورڈ کے سامنے رک گیا ۔ اس نے تیزی سے اس پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے ۔ اور پھر ایک بٹن دبتے ہی سرر کی تیز آواز سے کمرے کے درمیان میں موجود شیشے کی دیوار اوپر چھت میں سمٹ کر غائب ہو گئی ۔ اور ایکم اور مادام ہوشاری دوڑتے ہوئے ماسٹر بگرام کے پاس آ پہنچے ۔

" اوہ ماسٹر ! ——— تم واقعی عظیم ہو " ——— مادام ہوشاری نے مسرت سے مغلوب لہجے میں کہا ۔

" بھلا میں تمہیں کسی کی قید میں ایک لمحے کے لئے بھی برداشت کر سکتا تھا ——— آؤ میرے ساتھ " ——— ماسٹر بگرام نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔

" ان کا کیا کرنا ہے ماسٹر " ——— ؟ ایکم نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے عمران اور بلیک زیرو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

" انہیں بھی ساتھ لے جانا ہے ——— جلدی کرو ۔ کہیں عمارت میں موجود کوئی اور آدمی یہاں نہ آ جائے ——— تم ایسا کرو کہ تم ایک کو اٹھا لو ۔ دوسرے کو میں اٹھا لیتا ہوں " ——— ماسٹر بگرام نے کہا اور پھر اس نے جھک کر بلیک زیرو کو سیدھا کیا اور اس کے چہرے سے نقاب نوچ کر ایک طرف پھینک دیا اور پھر اس نے اسے اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا ۔ ایکم نے عمران کو اٹھایا اور

پھر وہ تینوں تیزی سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلے اور تیزی سے عمارت کے ایک کونے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ ماسٹر بلگرام آگے آگے تھا اور وہ دونوں اس کے پیچھے تھے۔

عمارت کے اس کونے میں رسی کی ایک سیڑھی لٹک رہی تھی ماسٹر بلگرام شاید اسی سیڑھی کے ذریعے اندر داخل ہوا تھا۔ کونے میں پہنچ کر ماسٹر بلگرام نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن دبایا۔

"ہیلو ماسٹر بلگرام کالنگ اوور" ____ ماسٹر بلگرام نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس ____ سی فور سپیکنگ اوور" ____ دوسری طرف سے ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"عمارت کے مغربی کونے میں دیوار کے ساتھ کار لگا دو ____ جلدی کرو اوور" ____ ماسٹر بلگرام نے کہا۔

"یس ماسٹر! ____ میں وہیں موجود ہوں ____ آپ یہیں سے اندر داخل ہوئے تھے اس لئے میں نے کار وہیں روک لی تھی۔ اوور" ____ سی فور نے جواب دیا۔

"اوکے ____ اوور اینڈ آل" ____ ماسٹر بلگرام نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالا اور خود بلیک زیرو کو اٹھائے تیزی سے سیڑھی چڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دیوار پر پہنچ گیا تھا اور پھر وہ دوسری طرف غائب ہو گیا۔ چونکہ عمارت کے مغربی کنارے پر ایک تاریک سی گلی تھی اور وہاں سے سڑک کافی دور تھی۔ اس لئے وہاں آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔

ماسٹر کے نیچے اترتے ہی مادام بوشاری سیڑھی کے ذریعے اوپر چڑھی اور پھر نیچے کھڑی ہوئی کار کی چھت پر پیر رکھ کر اس نے نیچے سڑک پر چھلانگ لگا دی۔ چند لمحوں بعد ایکم بھی عمران کو اٹھائے نیچے اتر آیا۔ اور پھر وہ سب کار میں سوار ہو گئے۔ اور سٹیئرنگ پر بیٹھے ہوئے سی فور نے ماسٹر کے اشارے پر کار تیزی سے آگے بڑھا دی۔

"ایکم! ____ تم پوائنٹ سی پر چلے جاؤ ____ اور اپنا یہ میک اپ اب ختم کر دو" ____ ماسٹر نے ڈرائیور کو ایک سڑک پر کار روکنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر کار کے رکتے ہی ایکم جیسے ہی نیچے اترا، ڈرائیور نے تیزی سے کار آگے بڑھا دی۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئے جہاں سے ماسٹر نکلا تھا۔

ماسٹر بلگرام نے نیچے اتر کر پھاٹک پر مخصوص انداز میں دستک دی تو پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور پھر ڈرائیور کار اندر پورچ تک لیتا چلا گیا۔ ان کی کار کے پورچ میں رکتے ہی سٹین گنوں سے مسلح چار افراد ان کی کار کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ یہ سب اپنی صورتوں سے ہی چھٹے ہوئے بدمعاش لگ رہے تھے۔

"ان دونوں کو اٹھا کر نیچے تہہ خانے میں چھوڑ آؤ ____ اور تم چاروں دروازے پر پہرہ دو" ____ ماسٹر نے ان چاروں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے تیزی سے عمران اور بلیک زیرو کو کار میں سے نکالنے میں مصروف ہو گئے۔

"سی فور! ____ تم واپس جاؤ اور سی ون کو کہو کہ میری کار فقیر سٹریٹ

کے پہلے چوک پر موجود ہے ـــــ اُسے وہاں سے یہاں بھجوانے کا بندوبست کرے ‘‘ ـــــ ماسٹر نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر مادام بوشاری کا ہاتھ پکڑے وہ تیزی سے عمارت کے اندر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

’’ آخر تم وہاں پہنچ کیسے گئے ماسٹر ‘‘ ـــــ ؟ مادام بوشاری نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

’’ جہاں تم ہو مادام ! ـــــ وہاں جانے سے مجھے کوئی روک سکتا ہے ‘‘ ـــــ ماسٹر نے بڑے لگاوٹ بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ تم ان دونوں کو کیوں اٹھا لائے ہو ـــــ وہیں گولی مار کر پھینک دیا تھا ‘‘ ـــــ ایک کمرے میں پہنچتے ہی مادام نے کہا۔

’’ یہ دونوں جہاں تک میرا خیال ہے انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں ۔ اس لئے پہلے میں چیف ماسٹر سے ان کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خود ان سے ملاقات کرنا چاہے ‘‘ ـــــ ماسٹر نے کمرے کی دیوار میں نصب ایک الماری کھولتے ہوئے کہا۔

’’ اوہ ! ـــ تو کیا چیف ماسٹر بھی اس ملک میں موجود ہے ‘‘ ـــــ ؟ مادام بوشاری نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

’’ تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اتنے بڑے مشن کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں ـــــ چیف ماسٹر پوری ٹیم کے ساتھ موجود ہے ‘‘ ـــــ ماسٹر بلگرام نے الماری سے ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے اس کی فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔

" ہیلو ہیلو ۔۔۔ ماسٹر بگرام سپیکنگ اوور " ـــــ چند لمحوں بعد ماسٹر بگرام نے بٹن دباتے ہوئے کہا ۔

" یس ۔۔۔ چیف ماسٹر سپیکنگ اوور " ـــــ دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" چیف ماسٹر ! ۔۔۔ ایچم والا پروگرام ناکام ہو گیا ہے ۔۔۔ اُسے مقامی سیکرٹ سروس نے ٹریس کر لیا تھا ۔۔۔ اور پھر وہ اسے اور مادام بشارتی کو اغوا کر کے لے گئے تھے ۔ لیکن میں نے فوری ایکشن کر کے انہیں چھڑا لیا ہے ۔۔۔ اور اب علی عمران اور ایک نقاب پوش میرے قبضے میں ہے ۔ ۔۔۔ وہ شاید سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہے ۔ کیونکہ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ہمیشہ نقاب لگائے رکھتا ہے ۔ اوور " ماسٹر بگرام نے کہا ۔

" اوہ ! ۔۔۔ تم کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ ؟ تم ہوش میں تو ہو ۔۔۔ ؟ عمران اور ایکسٹو تمہارے قبضے میں ۔۔۔ اوور " ـــــ چیف ماسٹر حیرت کی شدت سے چیخ اٹھا ۔

" بالکل ایسا ہی ہے چیف ! ـــــ وہ دونوں اس وقت تہہ خانے میں بیہوش پڑے ہیں ـــــ میں نے آپ کو اس لئے کال کیا ہے کہ شاید آپ ان سے براہ راست ملنا چاہیں ۔ اوور " ـــــ ماسٹر بگرام نے کہا ۔

" اگر یہ بات درست ہے تو تم نے اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے جس کی مثال ملنا ناممکن ہے ۔ ـــــ لیکن ان کی زندگی کا ہر لمحہ انتہائی خطرناک ہے ـــــ اس لئے فوراً انہیں گولیوں سے بھون ڈالو ـــــ اور

پھر مجھے رپورٹ دو ـــــ میں صرف ان کی لاشیں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اوور"۔ ـــ چیف ماسٹر نے کہا۔

" او۔ کے ماسٹر! ـــــ میں ابھی تھوڑی دیر بعد آپ کو اس کی اطلاع دیتا ہوں۔ اوور" ـــــ ماسٹر بلگرام نے جواب دیا۔

" وہ دونوں دنیا کے خطرناک ترین آدمی ہیں ـــــ اگر وہ واقعی کسی اتفاق کی بنا پر تمہارے ہتھے چڑھ گئے ہیں تو پھر ان کی موت میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں ہونی چاہیئے ـــــ فوری انہیں موت کے گھاٹ اتار دو ـــــ اور مجھے اطلاع کرو ـــــ مجھے تمہاری اطلاع کا شدت سے انتظار رہے گا۔ اوور" ـــــ چیف ماسٹر نے کہا۔

" او۔ کے ماسٹر! ـــــ صرف تھوڑی دیر انتظار کریں۔ اوور" ـــــ ماسٹر بلگرام نے کہا۔ اس کا چہرہ فتح کی خوشی سے جگمگا رہا تھا۔

" اوور اینڈ آل" ـــــ چیف ماسٹر نے کہا اور ماسٹر بلگرام نے بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر واپس الماری میں رکھ دیا۔

" واقعی اتنے خطرناک لوگوں کا زیادہ دیر زندہ رہنا ٹھیک نہیں ہے ڈارلنگ! ـــــ تم یہیں ٹھہرو ـــــ میں ان کا خاتمہ کر کے آتا ہوں پھر مل کر جشن منائیں گے" ـــــ ماسٹر بلگرام نے مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور مادام کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" ٹھہرو ماسٹر! ـــــ میں بھی ان کی موت کا تماشا دیکھنا چاہتی ہوں میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں" ـــــ اچانک مادام ہوشاری نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ——— وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں ——— اور میں نہیں چاہتا کہ تمہاری وجہ سے وہ کوئی چکر چلانے میں کامیاب ہو جائیں ——— میں تمہارے لئے دوسرا بندوبست کر دیتا ہوں" ——— ماسٹر بلگرام نے مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مغربی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دیوار کے شمالی کونے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر انگوٹھے کی مدد سے اس نے کونے میں ایک ابھری ہوئی اینٹ کو زور سے دبایا۔ دوسرے لمحے سرر کی تیز آواز سے دیوار پر سے ایک پردہ سا ہٹتا چلا گیا۔ اب دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین نصب شدہ نظر آنے لگ گئی تھی۔ جس کے اوپر ایک کافی بڑی سکرین تھی۔

ماسٹر بلگرام نے مشین کے اوپر لگے ہوئے مختلف بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا تو سکرین روشن ہو گئی۔ اور پھر ماسٹر نے مشین کے کنارے پر لگی ہوئی ایک ناب تیزی سے دائیں طرف گھمانی شروع کر دی۔

سکرین پر اچانک ایک کمرے کا منظر ابھر آیا جس میں دو افراد کرسیوں پر بیٹھے درمیان میں رکھی ہوئی چھوٹی سی میز پر تاش کے پتے پھیلائے تاش کھیلنے میں مصروف تھے۔ لیکن ماسٹر کے ناب گھماتے ہی منظر بدل گیا اور پھر اچانک ایک چھوٹے سے کمرے کا منظر ابھر آیا جس میں فرش پر ایک آدمی پشت کے بل لیٹا ہوا تھا اور دوسرا اسے ہوش میں لانے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ یہ عمران اور بلیک زیرو تھے۔

"لو اب یہاں بیٹھ کر اطمینان سے ان کی موت کا نظارہ دیکھو" ——— ماسٹر بلگرام نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ——— بڑا اچھا سسٹم بنایا ہے" ——— مادام بوشاری نے کرسی گھسیٹ کر مشین کے قریب لے جاتے ہوئے کہا۔

اس مشین سے میں پورے ہیڈ کوارٹر کو یہاں بیٹھے چیک کر سکتا ہوں اس کے علاوہ بھی اس مشین میں بڑے بڑے کمالات موجود ہیں" ـــــ ماسٹر بلگرام نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مادام ہوشاری نے کرسی اور زیادہ گھسیٹی اور پھر سکرین پر نظریں جما دیں۔ اب کمرے میں موجود دونوں آدمی ہوش میں آگئے تھے۔ اور وہ آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔

"اوہ! ـــــ ماسٹر نے ساؤنڈ سسٹم تو آن کیا ہی نہیں" ـــــ مادام نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ مشین پر نصب مختلف بٹنوں پر جھک گئی۔ اور پھر ایک بٹن کے نیچے اُسے ساؤنڈ کا لفظ لکھا ہوا نظر آگیا۔ اس نے بٹن آن کیا اور مشین سے آوازیں نکلنے لگیں۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور مادام ہوشاری نے ماسٹر بلگرام کو چار مسلح افراد کی معیت میں کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔ اور پھر ان کے درمیان گفتگو شروع ہو گئی۔ جس کی مدھم سی آواز مشین میں سے سنائی دے رہی تھی۔ مادام ہوشاری خاموش بیٹھی منظر دیکھتی رہی۔ اس کے ذہن میں چیف ماسٹر کی بات گھوم رہی تھی کہ علی عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس لئے وہ سوچ رہی تھی کہ ماسٹر بلگرام خوامخواہ وقت ضائع کر رہا ہے۔ اُسے بجائے ان سے بات چیت کرنے کے انہیں فوراً موت کے گھاٹ اتار دینا چاہیئے۔ لیکن وہ یہاں بیٹھی کچھ بھی نہ کر سکتی تھی۔ لیکن اس وقت اس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی جب اس نے ماسٹر بلگرام کو پیچھے ہٹ کر اپنا ہاتھ سر سے بلند اٹھاتے دیکھا۔ اب وہ دونوں براہ راست مشین گنوں کی زد میں تھے۔ اور اُسے معلوم تھا کہ جیسے ہی ماسٹر بلگرام اپنا ہاتھ نیچے کرے گا۔ مشین

سٹین گنوں سے نکل کر ان دونوں کو ایک لمحے میں چھلنی کر دیں گی۔
"اب مزہ آئے گا ـــــ ان لوگوں کی آخری چیخیں سننے والی ہوں گی"
ـــــ مادام بوشاری نے اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے بے اختیار
اچھلنے کی وجہ سے اس کی کرسی پیچھے کی طرف کھسکی اور اس نے اپنے آپ
کو سنبھالنے کے لئے مشین کو پکڑنا چاہا اور اس کا ہاتھ مشین کے کونے میں
لگے ہوئے ایک ہینڈل پر پڑا اور ہینڈل کا ایک سرا جھٹکے سے باہر نکلتا چلا آیا۔
عین اسی لمحے ماسٹر بگرام نے اپنا ہاتھ سر سے نیچے کیا اور اس کے چاروں
ساتھیوں نے ٹریگر دبا دیئے۔

مگر اسی لمحے مشین کا ہینڈل مادام بوشاری کے ہاتھ پڑنے سے باہر نکلا
تھا اور پھر مشین سے سٹین گنوں کی فائرنگ کی آوازیں ضرور سنائی دیں، مگر
مادام بوشاری یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ سٹین گنوں سے نکلنے والی گولیاں سامنے
والی دیوار پر پڑیں اور علی عمران اور اس کا ساتھی یوں اچانک غائب ہو گئے
تھے جیسے انہیں زمین کھا گئی ہو۔ جبکہ جس جگہ وہ کھڑے تھے اس جگہ کا
فرش بدستور صاف نظر آ رہا تھا۔

"بھاگو! ـــــ وہ گٹر میں گر گئے ہیں" ـــــ اچانک ماسٹر بگرام
کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور وہ سب انتہائی بوکھلاہٹ کے سے انداز
میں مڑ کر کمرے کے دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

مادام بوشاری حیرت سے آنکھیں پھاڑے سکرین کو دیکھ رہی تھی۔
اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں
پھر چند لمحوں بعد ہی ماسٹر بگرام دوڑتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔
"ہینڈل تم نے کھینچا تھا ـــــ ؟" ماسٹر بگرام نے انتہائی کرخت

لہجے میں کہا

"ہینڈل! ــــ ہاں وہ میری کرسی گرنے لگی تھی ــــ اس لئے میں نے اسے پکڑا تھا" ــــ مادام ہوشیاری نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"غضب کر دیا ــــ وہ لوگ نکل گئے" ــــ ماسٹر بلگرام نے غصے کی شدت سے بے اختیار سر پیٹتے ہوئے کہا۔

"نکل گئے ــــ وہ کیسے" ــــ؟ مادام ہوشیاری نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ کمرے میں جس جگہ کھڑے تھے ــــ اس کے نیچے گٹر لائن ہے اس ہینڈل کے دبتے ہی ایک لمحے کے لئے فرش ایک طرف کھسک جاتا ہے اور اس کے اوپر موجود ہر شے نیچے گٹر میں جا گرتی ہے ــــ اور پھر وہ گٹر مین گٹر سے جا ملتا ہے ــــ تم نے عین اس وقت ہینڈل کھینچ دیا جب میں انہیں گولیاں مارنے لگا تھا ــــ چنانچہ وہ گولیاں لگنے سے پہلے ہی گٹر میں جا گرے" ــــ ماسٹر بلگرام نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"اب کیا ہو گا" ــــ؟ مادام ہوشیاری نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اپنے آدمیوں کو گٹر کی تلاش کے لئے بھجوایا ہے ــــ دیکھو اگر وہ نہ ملے تو پھر ہمیں فوراً یہ جگہ چھوڑنی پڑے گی" ــــ ماسٹر بلگرام نے بڑے پریشان لہجے میں ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے کہا۔

اور پھر اسے ٹہلتے ہوئے پندرہ بیس منٹ گزرے ہوں گے کہ دو مسلح

انی پریشان سے انداز میں اندر داخل ہوئے۔

"ماسٹر! ــــ ہم نے سارا گٹر چھان مارا ہے ــــ وہ کہیں موجود نہیں
ہے" ــــ ان میں سے ایک نے کہا۔

"اوہ! ــــ یہ بہت برا ہوا ــــ اچھا تم ایسا کرو کہ یہاں سے
سب اہم چیزیں اٹھا لو ــــ ہم جا رہے ہیں ــــ اپنے آدمیوں کو
کی پوائنٹ پر پہنچنے کے لئے کہو ــــ ہم بھی وہیں جا رہے ہیں۔
سب چیزیں اٹھا کر اس کوٹھی کو بم سے اڑا دو" ــــ ماسٹر ملگرام نے
کہا اور پھر وہ مادام ہوشاری کا ہاتھ پکڑے تیزی سے باہر کی طرف دوڑتا
چلا گیا۔

اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ ایک لمحہ ضائع کئے
بغیر اس عمارت سے نکل جانا چاہتا ہو۔

صدیقی بڑی آہستہ رفتار سے کار چلاتا ہوا ہوٹل سی ویو کی طرف جا رہا تھا۔ اُسے یہ ہوٹل بے حد پسند تھا۔ اس لئے جب بھی اُسے فرصت ملتی وہ ادھر کا ہی رُخ کرتا۔ اور پھر رات گئے تک وہ اس کے تفریحی پروگرام کر ہی واپس لوٹتا تھا۔

چونکہ ابھی تفریحی پروگرام کے آغاز میں کافی دیر تھی اس لئے وہ بڑے اطمینان سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اور پھر اچانک اس کی نظریں ایک کار پر پڑیں جو اس سے دو سو گز دُور ایک بائی روڈ سے نکل کر سڑک کے کنارے کھڑی تھی۔ اور اس میں سے ایک آدمی نیچے اترا اور کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

جب کار آگے بڑھ گئی تو اس وقت صدیقی کی کار اس جگہ پہنچی جہاں وہ آدمی اترا تھا۔ کار میں سے اترتے ہی اس آدمی نے تیزی سے سڑک کراس کی اور پھر وہ سڑک کی دوسری طرف کھڑی ہوئی ایک ٹیکسی کی طرف بڑھتا

چلا گیا۔

صدیقی اُسے قریب سے دیکھتے ہی بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ یہ وہی آدمی تھا جسے وہ ایک کوٹھی سے اٹھا کر والٹس منزل پہنچا آیا تھا۔ اور عمران نے اُسے ماسٹر ٹیگرام کے نام سے پکارا تھا۔ اُس کے ساتھ ایک غیر ملکی عورت بھی تھی۔ اور اب وہ اس کے ساتھ اطمینان سے چلا جا رہا تھا۔

صدیقی نے آگے جا کر کار ایک طرف روک دی اور بیک مرر میں دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں عجیب سی خلش ہو رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا ایکسٹو نے خود ہی اسے باہر نکال دیا ہے ـــــ یا ـــــ یہ خود کسی طرح باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

اسی لمحے اُسے خیال آیا کہ اگر ایکسٹو نے اسے کسی مقصد کے لئے باہر نکالا ہو گا تو پھر یقیناً کوئی نہ کوئی ممبر اس کا تعاقب کر رہا ہو گا۔

ماسٹر ٹیگرام اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ٹیکسی میں بیٹھ گیا اور ٹیکسی تیزی سے مخالف سمت کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ صدیقی نے ٹیکسی کے کچھ دور جانے کے بعد اپنی کار موڑی اور پھر اس نے ٹیکسی کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ وہ ٹیکسی سے خاصا فاصلہ رکھ کر تعاقب کر رہا تھا۔ تاکہ اس آدمی کو تعاقب کا احساس نہ ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اردگرد کا جائزہ بھی لے رہا تھا کہ کوئی اور ممبر تو اس کے تعاقب میں نہیں ہے۔ لیکن کافی فاصلہ طے کرنے کے باوجود اسے کوئی ایسا نظر نہ آیا تو اس نے خود ہی اس کے تعاقب کی ٹھانی۔ اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی مضافات میں واقع شالیمار کالونی میں داخل ہو گئی۔

یہ وہی کالونی تھی جہاں سے وہ کیپٹن شکیل اور دوسرے آدمیوں کی مدد سے

اس آدمی کو اٹھا کر لے گئے تھے۔ اور اب وہ آدمی دوبارہ اس جگہ جا رہا تھا۔ اس ساری سچویشن کی صدیقی کو سمجھ نہ آ رہی تھی۔

اور پھر ٹیکسی ایک کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی اور صدیقی نے دیکھا کہ یہ اس کوٹھی کے بالکل مقابل کی کوٹھی تھی جہاں سے انہوں نے اس آدمی کو اٹھایا تھا۔

ٹیکسی رکتے ہی وہ آدمی نیچے اترا اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی صدیقی اپنی کار آگے بڑھاتے لئے گیا۔ جب وہ اس کوٹھی کے سامنے سے گزرا تو وہ آدمی کوٹھی کے پھاٹک پر دستک دینے میں مصروف تھا۔

کچھ دور آگے جا کر صدیقی نے کار ایک نو تعمیر شدہ کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں گھما دی۔ یہ کوٹھی ویران پڑی تھی اس لئے کار کو اطمینان سے روک وہ نیچے اترا۔ اور جب وہ دوبارہ سڑک پر آیا تو اس نے اس آدمی کو کوٹھی کے اندر جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ کچھ دیر وہیں کھڑا سوچتا رہا کہ اب اس کا آئندہ اقدام کیا ہونا چاہیئے۔

پھر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ پہلے وہ ایکسٹو سے اس سلسلے میں ہدایات لے لے تاکہ وہ نادانستگی میں کوئی ایسا اقدام نہ کر بیٹھے کہ جس سے ایکسٹو کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔ یہی سوچ کر وہ تیزی سے پیدل ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ کیونکہ تھوڑی ہی دور کالونی کی مین مارکیٹ تھی جہاں سے وہ ٹیلیفون کر سکتا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے پبلک فون بوتھ نظر آ گیا۔ اس نے سکے ڈال کر ایکسٹو کے نمبر گھمائے۔ لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کے باوجود کسی نے نہ اٹھایا۔ تو اس نے اصول کے مطابق اپنا پیغام ریکارڈ کرا دیا۔ پیغام ریکارڈ

کرانے کا اصول یہ تھا کہ اگر ایکسٹو کی طرف سے رسیور نہ اٹھایا جائے تو بغیر کریڈل دبائے دوبارہ وہی نمبر گھما دیا جائے تو ٹیلیفون کے ساتھ منسلک ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا تھا۔ اور اس طرح بولنے والا اپنا پیغام ریکارڈ کرا سکتا تھا۔

پیغام ریکارڈ کرانے کے بعد اس نے ایک بار پھر سکے ڈالے اور پھر جولیا کا نمبر گھمایا۔ چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس ــــ جولیا سپیکنگ" ــــــــ دوسری طرف سے جولیا کی سپاٹ آواز سنائی دی۔

"صدیقی بول رہا ہوں مس جولیا" ـــــــــ صدیقی نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ خیریت صدیقی صاحب! ــــ آج کیسے یاد کر لیا" ــــ؟ جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مس جولیا! ــــ ایک چھوٹی سی الجھن میں پھنس گیا ہوں ــــ میں نے سوچا کہ ایکسٹو کے بعد آپ ہماری انچارج ہیں ــــ اس لئے کیوں نہ الجھن کو آپ کی طرف ٹرانسفر کر دیا جائے" ــــ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا الجھن آن پڑی" ــــ؟ جولیا نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"مس جولیا! ــــ اب سے چار گھنٹے پہلے ایکسٹو کے حکم پر میں، نعمانی، اور کیپٹن شکیل شالیمار کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۱۲ میں پہنچے تھے ــــ وہاں عمران نے ایک مرد اور ایک عورت کو رسیوں سے باندھ رکھا تھا اور صفدر وہاں ایک مقامی آدمی کے میک اپ میں موجود تھا ــــــ عمران کے کہنے پر ہم اس مرد کو جسے عمران ماسٹر بگرام کہہ رہا تھا اور اس عورت کو جسے وہ مادام لوشاری کے نام سے پکار رہا تھا، اٹھا کر دانش منزل لے آئے" ــــ صدیقی

نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر" ——— جولیا کا لہجہ اشتیاق آمیز تھا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے میں تفریح کے لئے ہوٹل سی ویو کی طرف جا رہا تھا کہ میں نے زارسٹس روڈ کے پہلے چوراہے پر ایک کار رکتے دیکھا۔ کار میں سے وہی آدمی اترا جسے ہم اغوا کر کے وانش منزل پہنچا آئے تھے۔ میں اسے دیکھ کر حیران رہ گیا ——— بہرحال میں نے اس کا تعاقب کیا اور اب وہ اس کوٹھی سے جہاں سے ہم نے اسے اٹھایا تھا، کے سامنے والی کوٹھی میں گیا ہے ——— میں نے ایکسٹو کو فون کیا تھا تاکہ وہاں سے ہدایات حاصل کر سکوں ——— لیکن وہاں کوئی فون نہیں اٹھا رہا ——— میں نے پیغام توریکارڈ کرا دیا ہے ——— لیکن میری الجھن دور نہیں ہوئی ——— اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے ہدایات لے لوں" ——— صدیقی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"واقعی معاملہ تو سیریس معلوم ہوتا ہے ——— تم اب کہاں سے فون کر رہے ہو" ——— جولیا نے قدرے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"شالیمار کالونی کی مین مارکیٹ سے" ——— صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— تم ایسا کرو کہ اس کوٹھی کی نگرانی کرو ——— میں اس دوران دیگر معلومات حاصل کر کے یا تو خود تمہارے پاس پہنچوں گی ——— یا کسی ممبر کو بھیج دونگی" ——— جولیا نے کہا۔

"بہتر مس جولیا" ——— صدیقی نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اگر یہ آدمی کوٹھی سے نکل کر کہیں جائے ——— تو تم اس کا تعاقب

کرنا ——— ہمیں اس کے ہر ممکنہ ٹھکانے سے باخبر رہنا چاہیئے" ——— جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے مس ——— ایسا ہی ہوگا" ——— صدیقی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر وہ اطمینان سے بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب وہ اس کوٹھی کے کمپاؤنڈ کے پاس پہنچا جہاں اس کی کار موجود تھی تو اس نے سوچا کہ کار کے خفیہ خانے سے ریوالور نکال لے۔ کیونکہ اب وہ تفریح کی بجائے ڈیوٹی پر تھا اور کسی بھی لمحے ریوالور کی ضرورت پڑ سکتی تھی۔ چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ کو اوپر اٹھایا اور پھر سیٹ کے نیچے بنے ہوئے خفیہ خانے سے ریوالور نکال کر اس نے سیٹ دوبارہ اپنی جگہ جمائی اور سیدھا ہونے لگا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی اور وہ اچھل کر منہ کے بل سیٹ پر جا گرا۔ اور دوسرے لمحے کسی نے اسے زوردار جھٹکے سے باہر گھسیٹ لیا۔

صدیقی نے اپنے گھومتے ہوئے سر کو سنبھال کر اٹھنا چاہا۔ مگر ایک بار پھر اس کے سر پر زوردار ضرب لگی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن مکمل تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

علی عمران اور بلیک زیرو چار سٹین گنوں کے سامنے اطمینان سے کھڑے تھے۔

بلیک زیرو تو عمران کی وجہ سے خاموش کھڑا تھا جبکہ عمران بغیر کسی وجہ سے ہی خاموش کھڑا ہوا یوں ماسٹر بلگرام اور سٹین گن برداروں کو دیکھ رہا تھا کہ جیسے اسے یقین ہو کہ ان سٹین گنوں میں گولیاں موجود ہی نہیں ہیں۔ اس کی ذہنی کیفیت کچھ عجیب سی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خود اس سچویشن کا شکار نہ ہو بلکہ صرف تماشا دیکھ رہا ہو۔ کچھ عجیب سی بے حسی اس پر طاری تھی۔ ایسی بے حسی جسے کوئی نام نہیں دیا جا سکتا تھا۔

اور پھر اس نے ماسٹر بلگرام کا ہاتھ نیچے کی طرف آتے دیکھا۔ مگر اس سے پہلے کہ ہاتھ کندھے سے نیچے پہنچتا۔ اچانک ان کے جسم ہوا میں اچھلے اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے زمین قدموں تلے سے غائب ہو گئی ہو۔ ان کے کانوں میں سٹین گنوں کے چلنے کی آواز سنائی دی لیکن آواز کا انداز ایسے تھا۔

کہ جیسے ان سے کہیں بلندی پر فائرنگ ہو رہی ہو۔ وہ کسی بھاری پتھر کی طرح نیچے گرتے چلے جا رہے تھے۔

اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ زبردست چھپاکوں سے پانی میں جا گرے۔ پانی کی سطح کافی کم تھی اس لئے ان کے پیر نچلی زمین سے ٹکرائے اور پھر منہ کے بل پانی میں گرتے چلے گئے۔

مگر دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اب وہ بہتے ہوئے پانی میں کھڑے تھے اور پانی ان کے گھٹنوں تک پہنچ رہا تھا۔ اسی لمحے انہیں پہلی بار شدید گھٹن اور تیز بُو کا احساس ہوا اور اس بُو کا احساس ہوتے ہی عمران کے ذہن پر چھائی ہوئی بے حسی کا پردہ جیسے خود بخود سرکتا چلا گیا۔

"اوہ! ——— ہم کسی گٹر میں آ گرے ہیں" ——— عمران کی آواز میں زندگی کا بھرپور تاثر تھا۔

"ہاں! ——— معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے ——— لیکن آپ نے اچانک کیا کیا کہ ہم گٹر میں پہنچ گئے" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔ وہ شاید یہی سمجھا تھا کہ عمران نے توقع کے مطابق عین آخری لمحے میں شعبدہ دکھایا ہے۔

"ہمارے اعمال ہی ایسے تھے کہ مرنے کے بعد ہمیں اس بدبودار گٹر میں پھینک دیا جاتا" ——— عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس گٹر میں اب کب تک کھڑے رہیں گے ——— میرا خیال ہے کہ یہ آگے جا کر مین گٹر میں مل جاتا ہو گا ——— وہاں سے نکلنے کا راستہ مل سکتا ہے" ——— بلیک زیرو نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ مجرم ہمارے نیچے گرتے ہی اب اطمینان سے

بیٹھے تاش کھیل رہے ہوں گے مسٹر گنر ایکسٹو! ـــــــ ان کا اندازہ بھی یہی ہوگا کہ ہم یہیں گٹر میں ہی جائیں گے" ـــــــ عمران نے جواب دیا۔ اس کے ذہن سے بوریت اور بے حسی کی گرد پوری طرح صاف ہو چکی تھی۔

"لیکن زیادہ دیر تک یہاں ٹھہرنا بھی خطرناک ہے ـــــــ یہاں زہریلی گیس موجود ہے ـــــــ جو کسی بھی لمحے اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے" ـــــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"آؤ ـــــــ یہیں سے اوپر چلنے کی کوشش کریں ـــــــ کہیں نہ کہیں سے نکلنے کا راستہ ضرور مل جائے گا" ـــــــ عمران نے کہا اور پھر انہوں نے پانی کے بہاؤ کے اُلٹے رُخ چلنا شروع کر دیا۔

واقعی گٹر میں موجود زہریلی گیس آہستہ آہستہ ان کے حواس پر چھاتی چلی جا رہی تھی۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے جسم آہستہ آہستہ مفلوج ہوتے جا رہے ہوں۔

"عمران صاحب جلدی نکلیں یہاں سے ـــــــ ورنہ واقعی ہماری قبریں اسی گٹر میں بن جائیں گی" ـــــــ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بلیک زیرو صاحب! ـــــــ پانی میں قبر نہیں بنتی ـــــــ پانی میں لاش بس مچھلی کی طرح تیرتی پھرتی رہتی ہے" ـــــــ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ بلیک زیرو لڑکھڑا کر نیچے پانی میں گرنے لگا۔ مگر عمران نے بڑی پھرتی سے اُسے سنبھال لیا۔

"ہوش سلامت رکھو بلیک زیرو! ـــــــ آپریشن روم میں بیٹھ کر ایکسٹو بننا آسان ہے ـــــــ لیکن گٹر میں چلنا کچھ اور ہی حوصلہ چاہتا ہے" ـــــــ

عمران کے لہجے میں ہلکی سی فہمائش تھی۔ اور بلیک زیرو نے اپنے سر کو دو تین بار جھٹک کر کہا۔

"سوری سر" ـــــــ بلیک زیرو کا لہجہ خاصا کمزور تھا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ بلیک زیرو اب ہوش کی آخری سرحدوں پر ہے اور وہ کسی بھی لمحے بیہوش ہو کر گر سکتا ہے اور پھر اس کا سنبھالنا بیحد مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے اس نے تیزی سے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا۔ اور پھر اُسے تھوڑی دُور ایک جگنو سا چمکتا نظر آیا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں نئی رُوح دوڑ گئی ہو۔

"اپنے آپ کو سنبھالو طاہر! ـــــــ ہم باہر نکلنے والے ہیں" ـــــــ عمران نے کہا اور پھر وہ اُسے لئے ہوئے تیزی سے اس طرف بڑھتا چلا گیا جدھر وہ روشنی نظر آ رہی تھی۔

یہ روشنی گٹر کی چھت کے قریب ایک کرن کی صورت میں اندر آ رہی تھی۔ اور پھر عمران نے لوہے کی سیڑھیاں دیوار کے ساتھ اوپر جاتی محسوس کر لیں۔ اس نے بلیک زیرو کو زور سے جھنجھوڑا جس کا جسم اب ڈھیلا پڑتا جا رہا تھا۔ اس طرح جھنجھوڑنے سے بلیک زیرو ہوشیار ہو گیا اور پھر عمران تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ گٹر کے دہانے پر لوہے کا بڑا سا ڈھکن موجود تھا۔

بلیک زیرو نے بھی روشنی کی وہ کرن دیکھ لی تھی۔ اس لئے اب وہ پوری طرح ہوشیار ہو چکا تھا۔

اور پھر اوپر پہنچتے ہی عمران نے اپنے کاندھے کو ڈھکن کے ساتھ ٹکرایا اور پھر زور سے جھٹکا دیا۔ بھاری ڈھکن ایک ہی جھٹکے سے اچھل کر ایک

طرف ہٹ گیا اور تازہ ہوا کا ریلا ان دونوں کے چہروں سے ٹکرایا اور ان دونوں نے زور زور سے سانس لینے شروع کر دیئے۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے زندگی کی لہریں آبشار کی طرح ان کے جسموں میں داخل ہوتی چلی جا رہی ہوں۔ اور جب انہوں نے اچھی طرح تازہ ہوا اپنے پھیپھڑوں میں بھر لی تو وہ دونوں باہر آ گئے۔

انہوں نے اپنے آپ کو دو کوٹھیوں کے درمیان ایک تنگ سی گلی میں پایا۔ ان کے کپڑے گندے پانی سے لتھڑے ہوتے تھے۔ لیکن مجبوری تھی دوسرے کپڑے ان کے پاس نہیں تھے۔ اور یہاں وہ کپڑے اتار کر چل نہ سکتے تھے۔ اس لئے وہ اسی طرح آگے بڑھتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد ہی وہ سڑک پر پہنچ گئے۔ اور پھر عمران نے تیزی سے بلیک زیرو کو پیچھے کی طرف دھکیل دیا۔ اسے کوٹھی کے گیٹ سے کار نکلتی نظر آئی تھی۔ اور ڈرائیونگ سیٹ پر ماسٹر ٹلگرام اور اس کے ساتھ مادام لوشاری موجود تھی۔ کار تیـــزی سے مخالف سمت میں دوڑتی چلی گئی۔ عمران کی نظریں کار کی نمبر پلیٹ پر جم گئیں لیکن دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لی۔ کیونکہ کار پر نمبر پلیٹ سرے سے موجود ہی نہ تھی۔

"پنچھی اڑ گئے بلیک زیرو! ـــــ اب ہمیں انہیں دوبارہ تلاش کرنا پڑے گا" ـــــ عمران نے ایک طویل سانس لے کر سڑک کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ان کی گندی پتلونوں کو دیکھ کر ناک منہ چڑھایا۔

"فکر نہ کرو ـــــ کار کی سروس کی رقم علیحدہ دیں گے" ـــــ عمران

نے دروازہ کھول کر پچھلی نشست پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔ اور پھر بلیک زیرو کے بیٹھتے ہی ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ عمران نے اسے دانش منزل کا پتہ بتا دیا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد تھوڑی دیر بعد کار دانش منزل کے گیٹ پر رک گئی۔ اور عمران اور بلیک زیرو نیچے اتر آئے۔

عمران نے جوتے کی ایڑی کو مخصوص انداز میں سڑک پر مارا اور پھر اس نے جھک کر ایڑی اور تلے کے درمیان سے سو کا ایک نیا نوٹ نکال لیا۔ ایمرجنسی کے لئے اس نے یہ انتظام کر رکھا تھا اور پھر سو کا نوٹ ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے عمران نے سر کے اشارے سے اسے چلنے کے لئے کہا تو ڈرائیور کے دانت نکل آئے اور اس نے اتنی تیزی سے کار آگے بڑھا دی جیسے اسے خطرہ ہو کر عمران کا ارادہ نہ بدل جائے اور عمران مسکراتا ہوا گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

بلیک زیرو اس دوران خفیہ بٹن دبا کر گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھول چکا تھا۔ اور پھر وہ دونوں سر جھکاتے اندر داخل ہو گئے۔

صفدر اپنے کمرے میں آرام کرسی پر بیٹھا ایک جاسوسی ناول کے مطالعہ میں غرق تھا کہ اچانک قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور صفدر نے رسیور اٹھا لیا۔

"صفدر سپیکنگ" ۔۔۔۔۔۔ صفدر نے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں صفدر" ۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی الجھی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ مس جولیا! ۔۔۔ خیریت! اس وقت کیسے یاد کیا" ۔۔۔ صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے وہ کوٹھی دیکھی ہوئی ہے ۔۔۔۔ جہاں سے عمران کے ساتھ مل کر تم ماسٹر بگرام اور اس کی ساتھی عورت کو لے آئے تھے" ۔۔۔ جولیا نے سوال کیا۔

"ہاں مس جولیا! ۔۔۔۔ شالیمار کالونی میں ہے وہ کوٹھی" ۔۔۔۔ صفدر

نے چہرے پر سوچ کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔ کیونکہ اس کے خیال میں جولیا کو اس واقعہ کا علم نہ تھا۔

"ابھی ابھی صدیقی کا فون آیا ہے کہ ماسٹر بگرام جسے دانش منزل پہنچایا گیا تھا اس کوٹھی کے سامنے والی کوٹھی میں داخل ہوا ہے" ۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"گیا ہوگا ۔۔۔ اس میں الجھن والی کونسی بات ہے ۔۔۔ ظاہر ہے ایکسٹو نے اسے رہا کر دیا ہوگا ۔۔۔۔ اور صدیقی نے ایکسٹو کی ہدایت پر اس کا تعاقب کیا ہوگا" ۔۔۔۔ صفدر نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں صفدر! ۔۔۔ ایکسٹو دانش منزل میں موجود نہیں ہے ۔۔۔ اور صدیقی نے اتفاق سے اسے چیک کر لیا تھا ۔۔۔۔ اور اس کی رپورٹ کے مطابق اور کوئی ممبر اس کے تعاقب میں نہیں تھا" ۔۔۔۔ جولیا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اور صفدر کی پیشانی ایک بار پھر سکڑ گئی۔ دانش منزل سے کسی کا نکل آنا واقعی حیرت انگیز تھا۔

"اوہ! ۔۔۔ پھر تو معاملہ واقعی عجیب سا لگتا ہے ۔۔۔ بہرحال میرے لیے کیا حکم ہے" ۔۔۔ صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"تم کیپٹن شکیل کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچو ۔۔۔ اور اس کوٹھی کو چیک کرو ۔۔۔ مجھے معاملہ کچھ گڑبڑ لگ رہا ہے" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے پہلے تم ایکسٹو سے بات کر لو ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارا یہ اقدام اس کے کسی منصوبے کے خلاف ہو" ۔۔۔ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"صدیقی کی رپورٹ کے مطابق دانش منزل سے کوئی جواب نہیں آ رہا اور صدیقی نے پیغام ریکارڈ کرا دیا ہے ـــــ ہو سکتا ہے کوئی گڑبڑ ہو اور ہم صرف ایکسٹو سے بات کرنے کے چکر میں ہی رہ جائیں ـــــ تم کم از کم صدیقی کے ساتھ مل کر اس کوٹھی کی نگرانی کرو ـــــ میں اس دوران ایکسٹو سے رابطہ قائم کر لوں گی" ـــــ جولیا نے اس بار قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"او کے مس ـــــ میں ابھی چلا جاتا ہوں ـــــ راستے میں کیپٹن شکیل کو بھی ہمراہ لے لوں گا" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"تھینک یو ـــــ اور اگر کوئی خاص بات ہو تو تم بھی ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دے سکتے ہو" ـــــ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں سمجھتا ہوں" ـــــ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں صفدر ـــــ ایک بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا۔ میں نے تمہارے لباس اور میک اپ میں ایک آدمی کو ہوٹل میں بیٹھے پایا تھا ـــــ پھر میں اُسے دانش منزل چھوڑ آئی تھی ـــــ یہ کیا چکر ہے" ـــــ جولیا کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

"یہ بھی چکر ہے ـــــ جس میں آپ مجھے بھیج رہی ہیں ـــــ میں نے عمران صاحب کے کہنے پر خود سیٹھ اسحاق کا میک اپ کیا تھا اور سیٹھ اسحاق کو اپنا میک اپ کرا دیا تھا ـــــ آپ نے خوامخواہ اس بیچارے کو اغوا کر لیا" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ مجھے اس سارے چکر سے لاعلم کیوں رکھا گیا ہے ـــــ آپ

بالا بالا ہی کیس پر کام شروع کر دیتے ہیں ـــــ اب کیا سیکرٹ سروس میں میری کوئی اہمیت باقی نہیں رہی" ـــــ جولیا کا لہجہ رو دینے والا تھا۔

"ارے نہیں مس جولیا ـــــ ایسی کوئی بات نہیں ـــــ دراصل ایک ہی کوئی چکر چل پڑتا ہے ـــــ اور آپ جانتی ہیں کہ عمران بس ایسے ہی فیصلے کر ڈالتا ہے ـــــ بعض اوقات تو ایکسٹو کو بھی پتہ نہیں چلتا کہ کیا ہو رہا ہے" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں ایکسٹو سے بات کروں گی ـــــ اس طرح تو ایکسٹو عملی طور پر عمران بن جائے گا ـــــ اور ہم سب عضو معطل ہو کر رہ جائیں گے" جولیا کے لہجے میں شکایت تھی۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں مس جولیا ـــــ یہ ایکسٹو اور عمران کا مسئلہ ہے" ـــــ صفدر نے جان چھڑانے کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــــ گڈ بائی" ـــــ جولیا نے بھی شاید صفدر کے لہجے کو بھانپ لیا تھا اس لئے اس نے بڑے کرخت لہجے میں گڈ بائی کہتے ہوئے رسیور رکھ دیا تھا۔

صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر کیپٹن شکیل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس شکیل سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے رسیور اٹھتے ہی کیپٹن شکیل کی باوقار آواز سنائی دی۔

"کیپٹن صاحب ـــــ ذرا میدان میں اترنے کے لئے تیار ہو جائیے۔

میں آپ کو لینے آرہا ہوں" ــــــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ کیا پھر کوئی میچ پڑ گیا ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ظاہر ہے ــــ بغیر میچ کے تو کیپٹن کو تکلیف نہیں دی جا سکتی اوکے ــــ میں دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں" ــــ صفدر نے جواب دیا اور پھر تیزی سے رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم میں گھستا چلا گیا۔ پانچ منٹ بعد چست لباس پہنے اور جیب میں ریوالور کے ساتھ ساتھ ڈی نورتھین ٹرانسمیٹر رکھے فلیٹ سے باہر آ گیا۔ نیچے بنے ہوئے گیراج سے اس نے کار نکالی اور پھر دوڑاتا ہوا تیزی سے کیپٹن شکیل کے فلیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ابھی حال ہی میں ایکسٹو نے تمام ممبران کو کاریں مہیا کی تھیں۔ اس سے قبل وہ موٹر سائیکل استعمال کرتے تھے لیکن اب سوائے مخصوص موقعوں کے وہ عام طور پر کار ہی استعمال کرتے تھے۔

تھوڑی دیر بعد جب اس نے کار کیپٹن شکیل کے فلیٹ کے سامنے روکی تو کیپٹن شکیل تیار ہو کر نیچے سڑک پر آ چکا تھا۔ چنانچہ صفدر کی کار رکتے ہی وہ تیزی سے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ہاں! ــــ اب بتاؤ کہ کس کے ساتھ میچ کھیلنا ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے کار کا دروازہ بند کرتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور صفدر نے تفصیل سے ساری بات بتا دی۔

"اوہ! ــــ واقعی کچھ گڑبڑ لگتی ہے ــــ ایکسٹو بغیر نگرانی کے ایسے آدمی کو دانش منزل سے رہا نہیں کر سکتا" ــــ کیپٹن شکیل نے

سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"بات تو کچھ ایسی ہے ــــ بہرحال جو کچھ ہے سامنے آ ہی جائے گا ــــ" صفدر نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل بھی خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار شالیمار کالونی میں داخل ہو گئی اور صفدر نے کار اس کے قریب ایک درخت کے نیچے روک دی اور پھر وہ دونوں کار سے باہر آ گئے۔

"میرا خیال ہے ــــ ہمیں دو مختلف سمتوں سے اس کوٹھی کی طرف جانا چاہیئے" ــــ صفدر نے کہا۔

"نہیں! ــــ میرا خیال ہے صرف نگرانی سے بات نہیں بنے گی ــــ ہمیں کوٹھی کے اندر جانا ہوگا ــــ تبھی صحیح صورتحال کا علم ہو سکتا ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے صدیقی کو تو تلاش کر لیں ــــ وہ شاید کچھ مزید بتا سکے" صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ــــ آؤ پہلے صدیقی کو ڈھونڈ لیتے ہیں" ــــ کیپٹن شکیل نے اس کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے قدم اٹھاتے آگے بڑھتے چلے گئے۔

"ارے یہ تو صدیقی کی کار ہے" ــــ اچانک ایک زیر تعمیر کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں کھڑی کار کو دیکھ کر صفدر نے ٹھٹھکتے ہوئے کہا

"ہاں ــــ ہے تو اسی کی ــــ اس نے شاید اسے یہاں خود چھپایا ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ مگر صفدر تیزی سے کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر جب کیپٹن شکیل اس کے پاس پہنچا تو

حالات خود بخود اس کی سمجھ میں آ گئے۔ کار کا دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا اور کا
کے دروازے کے پاس زمین پر ایسے نشانات موجود تھے جس سے صاف
ظاہر ہو رہا تھا کہ کسی کو زبردستی گھسیٹا گیا ہے۔

"ہوں ـــــ اس کا مطلب ہے کہ صدیقی کو اغوا کیا گیا ہے"۔
صفدر نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"نشانات سے تو صاف یہی معلوم ہو رہا ہے ـــــ اب تو ہم
اندر جانا ضروری ہو گیا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
صفدر نے بھی تائید میں سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے کہ تم باہر ٹھہرو ـــــ پہلے میں اندر جانے کی کوشش
کرتا ہوں ـــــ اگر کوئی خطرہ محسوس ہوا تو تم کو بھی اندر بلا لوں گا" ـــــ
صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جیسے تم کہو ـــــ میرا تو خیال تھا کہ اکٹھے ہی اندر جاتے" ـــــ
شکیل نے کہا۔ مگر صفدر نے اصرار کر کے اپنی بات منوا ہی لی۔ اور پھر
دونوں وہاں سے نکل کر تیزی سے مطلوبہ کوٹھی کی عقبی سمت میں بڑھتے
چلے گئے۔

کوٹھی کی عقبی سمت میں ایک تنگ سی گلی تھی اور یہاں کوٹھی کی دیوا
زیادہ اونچی نہ تھی

"تم یہیں رکو ـــــ یہ ٹرانسمیٹر رکھ لو ـــــ میں واچ ٹرانسمیٹر پر کا
دے دوں گا" ـــــ صفدر نے جیب سے ایک چھوٹا سا ڈبیا نما
نکال کر کیپٹن شکیل کو دیتے ہوئے کہا۔
اور کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالا اور پھر

وہ گلی کے آخری سرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

صفدر نے بڑی پھرتی دکھائی تھی۔ وہ ذرا سا اچھلا تھا اور پھر دوسرے
لمحے ایک جھٹکے سے دھماکے سے کوٹھی کے اندر کود چکا تھا۔ کیپٹن شکیل نے
وہ دھماکہ سنا تھا اور اس کی آنکھوں میں حیرت ابھر آئی تھی۔ لیکن چونکہ
گلی میں رکنا خطرناک بھی ثابت ہو سکتی تھی اس لئے وہ آہستہ آہستہ قدم
اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ گلی کے آخری سرے پر پہنچتے ہی وہ جیسے ہی آگے
بڑھا اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دائیں بائیں دونوں اطراف
سے اس پر قیامتیں ٹوٹ پڑی ہوں۔ دو افراد چیتے کی سی پھرتی سے اس پر
یکدم کود پڑے تھے لیکن کیپٹن شکیل کی چھٹی حس نے عین آخری لمحے میں اس کے
اعصاب کو خود بخود چوکنا کر دیا تھا اس لئے وہ تیزی سے نیچے بیٹھ گیا تھا اور اس
پر چھلانگ لگانے والے ایک دوسرے سے ٹکرا کر اس کے اوپر آ گرے تھے۔
کیپٹن شکیل نیچے بیٹھتے ہی انتہائی پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے جسم کے
جھٹکے سے دونوں دائیں بائیں جا گرے اور کیپٹن شکیل نے پھرتی سے مڑ کر جیب
سے ریوالور نکالنا چاہا۔ مگر اسی لمحے اس کے سر پر پیچھے سے بھرپور ضرب لگائی گئی
اور کیپٹن شکیل لڑکھڑا کر سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ نیچے گرتے ہی
اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے سر کو جھٹکا مگر اسی لمحے اس کے سر
پر ایک اور ضرب لگی اور پھر اس کا ذہن اتھاہ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران اور بلیک زیرو جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوئے اسکا
لمبے میز پر پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر ریسیور
اٹھا لیا۔ جب کہ عمران نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کمرے کی پوزیشن چیک
کرنی شروع کر دی۔ لیکن اُسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ ماسٹر بلگرام نے انہیں
انہیں اغوا کرنے تک ہی عافیت سمجھی تھی۔ اس نے کسی اور چیز کو
چھیڑا نہ تھا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں جناب! ——— کافی دیر سے بار بار کوشش
کر رہی ہوں ——— مگر آپ کی طرف سے جواب ہی نہ مل رہا تھا" ———
جولیا کا لہجہ شکایتی تھا۔

"فضول باتیں مت کیا کرو جولیا ——— میرے پاس اتنا وقت نہیں
ہوتا کہ میں ایسی باتیں سنتا رہوں ——— کیا بات ہے ——— فون کیوں

ہے" ——— ؟ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں جولیا کو ڈانٹتے ہوئے
کہا۔ اس نے شاید اپنی تمام جھلاہٹ جولیا پر منتقل کر دی تھی۔

"اوہ سوری سر ——— دراصل ———" جولیا کا لہجہ گلوگیر ہو گیا۔
شاید اسے ایکسٹو سے ایسی بات کی توقع نہ تھی۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور بلیک زیرو سے لے لیا۔ اس کے لبوں
پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"مس جولیا! ——— تم سیکرٹ سروس کی سیکنڈ باس ہو ——— اس
لئے یہ جذباتی پن ناقابل برداشت ہے ——— اپنے آپ کو مضبوط بناؤ"
عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"یس سر! ——— دراصل صدیقی نے کچھ دیر پہلے مجھے فون کیا تھا کہ
اس نے ماسٹر بلگرام کو جسے دانش منزل پہنچایا گیا تھا، سڑک پر دیکھا تھا۔
وہ شالیمار کالونی کی اس کوٹھی جس سے ماسٹر بلگرام کو اغوا کیا گیا تھا کے
بالکل مقابل والی کوٹھی میں داخل ہوا تھا ——— اس نے پہلے آپ سے
رابطہ قائم کیا ——— مگر آپ کی طرف سے جواب نہ ملنے پر اس نے
پیغام ریکارڈ کرا دیا ——— میں نے اُسے نگرانی کی ہدایت کی ——— اور
پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کو مزید چیکنگ کے لئے بھیج دیا ——— تب سے
میں آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ تاکہ آپ سے مزید ہدایات
لے سکوں" ——— جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— تم نے بہت اچھا کیا کہ انہیں وہاں نگرانی کے لئے بھیج
دیا ——— اس سے تمہاری بہترین صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے ——— دراصل
میں کسی کام کے لئے گیا تھا ——— پیچھے گیسٹ روم کا تالا کھلا رہ گیا اور وہ

آدمی وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا ——— بہرحال ٹھیک ہے اب میں سنبھال لوں گا" ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو اس دوران کپڑے تبدیل کر کے آ چکا تھا۔

"ماسٹر بگرام کا پتہ چل گیا ہے ظاہر ——— صفدر، کیپٹن شکیل اور صدیقی اس کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں ——— تم سیٹھ اسحاق کا پتہ کرو وہ تو بھوکا ہی مر گیا ہو گا ——— میں ان کے پیچھے جاتا ہوں ——— میرا خیال ہے کہ آج یہ قصہ ختم ہی ہو جائے تو اچھا ہے" ——— عمران نے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران لباس بدل کر باہر آیا اور پھر دانش منزل کے خفیہ گیراج سے سپورٹس کار نکال کر وہ دانش منزل سے باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی بتا رہی تھی کہ وہ آج کچھ کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد عمران کی کار شالیمار کالونی میں داخل ہو گئی اس نے کار کی رفتار آہستہ کر لی اور پھر اچانک اس کی نظریں ایک سائیڈ میں کھڑی ہوئی صفدر کی کار پر پڑیں اور اس نے کار کو اس کے قریب لے جا کر کھڑا کر دیا اور پھر کار روک کر وہ نیچے اترا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر صفدر کی طرح اس کی نظریں بھی ایک زیر تعمیر کوٹھی کے ملباؤنڈ میں کھڑی صدیقی کی کار پر جم گئیں اور وہ تیزی سے اس کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی نظریں کار کے ادھ کھلے دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔

وہ کار کے قریب رک کر چند لمحے اُسے غور سے دیکھتا رہا۔ کار کی حالت اور دروازے کے نیچے موجود نشانات سے وہ آسانی سے سمجھ گیا کہ یہاں سے کسی کا جبراً اغوا کیا گیا ہے۔

چند لمحے وہاں رکنے کے بعد عمران واپس مڑا اور پھر سڑک پر آنے کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ صدیقی کی کار کے قریب نشانات صاف اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ صدیقی کو جبراً اغوا کیا گیا ہے اور اب وہ صفدر اور کیپٹن شکیل کے متعلق سوچ رہا تھا کہ ان کے ساتھ کیا بیتی ہو گی۔ کیونکہ صدیقی کو اغوا کرنے کے بعد ان پر ضرور حملہ کیا گیا ہو گا۔ لیکن ان کی طرف سے چونکہ ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ اس لئے ظاہر ہے وہ بھی مجرموں کے ہتھے چڑھ گئے ہوں گے۔ اور ظاہر ہے ایسی صورت میں مجرم بے حد چوکنے ہوں گے۔ چنانچہ اس پر بھی حملہ ہونے کا پورا پورا خطرہ تھا۔ لیکن اس نے ذہنی طور پر فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہر صورت میں کوٹھی کے اندر جائے گا۔

یہی فیصلہ کر کے وہ کوٹھی کے سامنے پہنچ گیا۔ کوٹھی کا گیٹ بند تھا اور بظاہر وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا لیکن وہ وہاں رکنے کی بجائے آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر دو کوٹھیاں کراس کرنے کے بعد وہ اس کی سائیڈ گلی میں داخل ہو گیا۔ یہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی کیونکہ ابھی اس کی تعمیر مکمل نہ ہوئی تھی اور ابھی اندر اینٹوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے اچھل کر اس کی چھوٹی سی دیوار پر ہاتھ جمائے اور دوسرے لمحے وہ اندر کود گیا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا وہ کوٹھی کا لان کراس کر کے مخالف دیوار تک پہنچ گیا یہ دوسری کوٹھی کے ساتھ ملحقہ دیوار تھی۔ اس نے سر اٹھا کر اندر جھانکا اور اس نے کوٹھی کے لان میں ایک آدمی کو گھاس کاٹنے والی مشین چلاتے ہوئے دیکھا عمران نے جھک کر ایک چھوٹا سا پتھر اٹھایا اور اُسے کوٹھی کے بیرونی پھاٹک کی طرف پھینک دیا۔ پتھر کوٹھی کے فولادی پھاٹک پر پوری قوت سے جا لگا

اور ایک زوردار آواز سنائی دی۔ گھاس کاٹنے والا چونک کر رک گیا۔ وہ چند لمحے پھاٹک کی طرف دیکھتا رہا پھر عمران کی توقع کے عین مطابق مشین کو وہیں چھوڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی پشت جیسے ہی عمران کی طرف ہوئی عمران نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور پھر وہ پلک جھپکنے میں اندر کود کر مہندی کی اونچی باڑھ کے پیچھے چھپ گیا۔

گھاس کاٹنے والا پھاٹک کے قریب جاکر چند لمحے رکا رہا۔ پھر اس نے پھاٹک کھول کر باہر جھانکا۔ دوسرے لمحے سنبھلتے اسے باہر گیا نظر آیا کہ وہ تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی عمران اپنی جگہ سے باہر نکلا اور انتہائی تیزی سے سائیڈ گلی میں سے دوڑتا ہوا کوٹھی کی پشت پر چلا گیا۔ کوٹھی کی پشت پر اس گلی کے کونے میں گیس پائپ اوپری منزل تک جارہے تھے۔ عمران نے اچھل کر پائپ کو پکڑا اور پھر وہ کسی بندر کی طرح اس پائپ کے ذریعے اوپر چڑھتا چلا گیا۔

پائپ کھلی چھت تک چلا گیا تھا اس لئے چند ہی لمحوں میں عمران چھت پر پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس کوٹھی کی چھت اس کوٹھی کی چھت سے منسلک تھی جس کوٹھی کے متعلق بتایا گیا تھا کہ ماسٹر بلگرام اس کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔ چھت پر رینگتا ہوا وہ اس کی آخری حد تک پہنچ گیا۔ اس نے سر اٹھا کر مطلوبہ کوٹھی کی چھت پر نظریں دوڑائیں۔ چھت بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔ یہاں سے چھت کے علاوہ اور کوئی جگہ نظر نہ آرہی تھی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر اچھل کر وہ اس کوٹھی کی چھت پر پہنچ گیا اس کوٹھی کی چھت پر پہنچتے ہی وہ چند لمحے وہیں رکا رہا۔ لیکن جب اس نے کوئی آہٹ محسوس نہ کی تو پھر ہاتھوں اور پیروں کے بل رینگتا ہوا تیزی

سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

چھت کی شمالی دیوار کے ساتھ سیڑھیاں نیچے جارہی تھیں سیڑھیوں کے آغاز پر ایک دروازہ تھا جو دوسری طرف سے بند تھا۔

عمران نے دروازے کے قریب رک کر اسے پہلے تو آہستگی سے دھکیلا لیکن دروازہ لاک ہونے کی وجہ سے ویسے ہی بند رہا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک باریک سی تار نکال کر اس نے اس کے سرے کو مخصوص انداز میں موڑا اور لاک کے سوراخ میں تار ڈال کر اسے دائیں بائیں گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی ایک ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی اور عمران نے تار واپس کھینچ کر جیب میں ڈالی اور دروازہ دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیاں آگے جاکر گھوم جاتی تھیں اس گھماؤ کے قریب پہنچ کر عمران رک گیا اور کان لگا کر سننے لگا۔ مگر ہر طرف مکمل خاموشی طاری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوٹھی بالکل خالی پڑی ہو۔

ایک لمحے کے لئے عمران کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کہیں مجرم کوٹھی خالی کر کے نہ نکل گئے ہوں لیکن اس کے باوجود اس نے احتیاط کرنا ہی مناسب سمجھا۔ اور پھر وہ مزید سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

سیڑھیوں کے اختتام پہ ایک اور دروازہ تھا۔ یہ دروازہ بھی دوسری طرف سے بند تھا۔

عمران نے جیب سے وہی تار نکالی اور اس کی مدد سے چند ہی لمحوں میں دوسرا دروازہ بھی کھولنے میں کامیاب ہوگیا۔ دروازے کو دھکیل کر وہ چند

لمحے وہیں رُکا رہا۔ اس کا ہاتھ جیب میں پڑے ہوئے ریوالور پر جما ہوا تھا لیکن دوسری طرف سے کوئی آہٹ محسوس نہ کر کے وہ آگے بڑھا تو اپنے آپ کو ایک چھوٹے سے کمرے میں کھڑا پایا۔

اس کمرے کا اور کوئی دروازہ نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ حیرت سے اس کمرے کو دیکھتا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر اس کمرے میں آنے کے لئے کونسا راستہ استعمال کیا جاتا ہوگا؟

ابھی وہ کھڑا کمرے کی دیواروں کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک کمرے نے حرکت کی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا، کمرہ انتہائی تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔

کمرے کے حرکت میں آنے سے پہلے ہی سیڑھیوں والا دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا۔ عمران نے بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ باوجود اتنی احتیاط کرنے کے وہ مجرموں کی نہ صرف نظر میں آ گیا ہے بلکہ اب ان کے قبضہ میں بھی ہے۔

کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا اور عمران کمرے کے درمیان قدم جمائے کھڑا آنے والے حالات کے متعلق سوچتا رہ گیا۔ ظاہر ہے اب اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا؟

ماسٹر بلگرام نے کار پھاٹک کے باہر روکی اور پھر مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو کوٹھی کا پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ ماسٹر بلگرام کار اندر دوڑاتے لئے چلا گیا۔

کوٹھی کا لان خالی پڑا ہوا تھا۔ ماسٹر بلگرام نے کار پورچ میں جا کر روک دی اور پھر نیچے اتر آیا۔ مادام لوشا ری اس سے پہلے ہی نیچے اتر گئی تھی۔

پھر جیسے ہی ماسٹر بلگرام نے کار کا دروازہ بند کیا، برآمدے میں سے ایک دروازہ کھلا اور ایک نوجوان تیزی سے باہر آ گیا۔

"ہیلو ماسٹر! ——— آپ کی آمد خلاف توقع ہے" ——— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— ہمیں بس اچانک ہی بھاگنا پڑا سی ون" ——— ماسٹر بلگرام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور نوجوان جسے سی ون کے نام سے پکارا گیا تھا، نے یوں سر ہلا دیا جیسے وہ ماسٹر بلگرام کی مجبوری کو سمجھتا ہو۔

" ایلکم پہنچ گیا ہے" ——— ماسٹر بلگرام نے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں! ——— نہ صرف پہنچ گیا ہے ——— بلکہ اپنے ساتھ ایک آدمی کو بھی لگا لایا ہے" ——— سی ون نے جواب دیا۔

" اوہ! ——— وہ کیسے" ——— ماسٹر بلگرام نے چونکتے ہوئے کہا۔

" وہ جب یہاں پہنچا تو چیکنگ مشین پر اس کا پیچھا کرتے ہوئے ایک آدمی نظر آیا ——— چنانچہ اسے ٹریپ کرنا پڑا" ——— سی ون نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اب وہ آدمی کہاں ہے" ——— ماسٹر بلگرام نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

" ٹارچنگ روم میں موجود ہے" ——— سی ون نے کہا۔

وہ یہی باتیں کرتے ہوئے مختلف کمروں سے گزر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گئے۔

یہ کمرہ آپریشن روم لگتا تھا کیونکہ یہاں سامنے والی پوری دیوار پر مختلف سائزوں کی سکرینیں نصب تھیں اور ان پر مختلف مناظر نظر آ رہے تھے۔ کمرے میں موجود کرسیوں پر وہ تینوں آ کر بیٹھ گئے۔

اسی لمحے ایک سکرین کے نیچے سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا تو سی ون اور ماسٹر بلگرام نے چونک کر اس سکرین کی طرف دیکھا۔ سکرین پر ایک زیر تعمیر کوٹھی کا منظر نظر آ رہا تھا جس کے کمپاؤنڈ میں ایک کار کھڑی تھی اور دو آدمی گیٹ کراس کر کے اس کار کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

" یہ کار اس آدمی کی ہے جس نے ایلکم کا تعاقب کیا تھا ——— ہم نے

اسی لئے اسے سپیشل سکرین پر لگا رکھا ہے ——— کیونکہ اگر اس آدمی کے ساتھی ہوں گے تو یقیناً وہ اس کار تک پہنچ جائیں گے" ——— سی ون نے سکرین پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

" یہ دونوں یقیناً اسی آدمی کے ساتھی ہیں ——— ذرا سکرین پر ان کے چہرے بڑے کرو" ——— اچانک ماسٹر بلگرام نے چونکتے ہوئے کہا اور سی ون نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر منظر واضح ہو گیا۔

ماسٹر بلگرام بغور ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

" ماسٹر! ——— ان میں سے ایک آدمی وہی ہے ——— جو مجھے اور ایلم کو اغوا کر کے لے گیا تھا" ——— اچانک قریب بیٹھی مادام لوشاری بول اٹھی۔

" اوہ! ——— اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ لیکن انہیں اس اڈے کا کیسے پتہ چل گیا" ——— ماسٹر بلگرام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں آدمی اب اس کوٹھی سے نکل کر تیزی سے اس کوٹھی کی طرف بڑھ رہے تھے جس میں وہ سب موجود تھے۔

سی ون نے میز کی دراز کھول کر ایک مائیک نکالا اور پھر اس کے ساتھ لگا ہوا بٹن دباتے ہوئے کہنے لگا۔

" سی تھرٹین! ——— یہ دونوں آدمی جو سکرین پر نظر آ رہے ہیں انہیں ٹریپ کر کے ٹارچنگ روم میں پہنچا دو" ——— سی ون کا لہجہ بے حد سخت تھا اور پھر اس نے بٹن آف کر کے مائیک دوبارہ دراز میں ڈال دیا اور

سکرینیں آف کر دیں ۔

" ماسٹر! ـــــ اب اصل مشن کا کیا ہوگا ـــــ ؟ ہم تو فضول قسم کے
چکر میں پھنس گئے ہیں " ـــــ سی دان نے سکرین آف کرتے ہوئے
ماسٹر بلگرام سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" کیا مطلب ـــــ ؟ کیسا فضول چکر " ـــــ ؟ ماسٹر بلگرام نے
چونک کر کہا ۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات تھے ۔

" دیکھو ماسٹر! ـــــ چیف ماسٹر نے ابھی ابھی مجھے اس مشن کا چیف
مقرر کیا ہے ـــــ یہ اتھارٹی لیٹر ہے ـــــ اسے اچھی طرح دیکھ لو
اس لیٹر کے بعد میں تمہارا ماتحت نہیں ہوں ـــــ بلکہ تم میرے ماتحت
ہو " ـــــ سی دان نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ماسٹر بلگرام کی جانب
بڑھاتے ہوئے کہا ۔

ماسٹر بلگرام نے حیرت بھرے انداز میں کارڈ اس کے ہاتھ سے لے لیا
کارڈ پر سرخ رنگ کا بڑا سا کراس بنا ہوا تھا ۔ اس کراس کے نیچے سانپ کی تصویر
تھی اور سانپ کے سر پر تاج نظر آ رہا تھا ۔ یہ کارڈ سپیشل اتھارٹی کہلاتا تھا

" ٹھیک ہے ! ـــــ اگر چیف ماسٹر کا یہ فیصلہ ہے تو مجھے منظور
ہے " ـــــ ماسٹر بلگرام نے تڑپتے ہوئے لہجے میں کارڈ واپس کرتے ہوئے
کہا ۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا ۔

مادام ہوشیاری بھی حیرت بھرے انداز میں بیٹھی آنکھیں جھپکا رہی تھی
یہ اس کی زندگی میں بھی پہلا واقعہ تھا کہ چیف ماسٹر نے ماسٹر بلگرام کے مقابلہ
میں اس کے ماتحت کو ترجیح دی تھی ۔ لیکن تنظیم کے اصولوں کے مطابق وہ
بول نہ سکتے تھے ۔

" سنو ماسٹر! ـــــ چیف ماسٹر نے یہ فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ تم اس ملک
میں آکر بری طرح ناکام رہے ہو ـــــ سب سے پہلے تم نے ایکیم کو اپنے
مقابلے میں آگے بڑھایا ـــــ اور سیٹھ اسحاق کے ذریعے نقشہ حاصل کرنا چاہا
لیکن یہ اقدام بری طرح ناکام ہو گیا ـــــ نہ صرف ایکیم بلکہ مادام ہوشیاری
مقامی سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ گئی ـــــ بلکہ سیکرٹ سروس بھی
ہماری راہ پر لگ گئی ـــــ یہ ٹھیک ہے کہ تم نے براہ راست اقدام کر کے
انہیں چھڑا لیا ـــــ اور شاید تمہارے اسی اقدام نے تمہاری زندگی بچا دی
ورنہ ہو سکتا تھا چیف ماسٹر تمہارے قتل کا حکم دے دیتا ـــــ کیونکہ وہ
ناکامی کبھی برداشت نہیں کر سکتا ـــــ پھر تم عمران اور دوسرے نقاب
پوش کو جو یقیناً ایکسٹو ہو گا اغوا کر لائے ـــــ لیکن وہ دونوں ہی
تمہارے ہاتھ سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ـــــ ادھر تم نے
ایکیم کو راستے میں آتار دیا ـــــ وہ سیکرٹ سروس کو اپنے پیچھے لگا کر
یہاں تک لے آیا ـــــ اور اب اس کے ساتھی آ رہے ہیں ـــــ جنہیں
مادام ہوشیاری نے پہچان لیا ہے ـــــ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ اڈا
بھی سیکرٹ سروس کی نظروں میں آگیا ہے ـــــ اس لحاظ سے
دیکھا جائے تو اصل مشن کی طرف ہمارا ایک قدم بھی نہیں بڑھا ـــــ بلکہ
مسلسل نقصان ہی اٹھا رہے ہیں " ـــــ سی دان کے لہجے میں بے پناہ
سنجیدگی تھی ۔

" تم ٹھیک کہہ رہے ہو سی دان ! ـــــ واقعی اس ملک میں آکر
میں بری طرح ناکام رہا ہوں " ـــــ ماسٹر بلگرام نے دھیمے لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا ۔

"شکر ہے تم نے اپنی غلطی تسلیم کر لی ـــــ بہرحال تم چونکہ ہما
تنظیم کے لئے بے حد اہم ہو ـــــ اس لئے چیف ماسٹر نے کہا تھا کہ اگر
اپنی غلطی تسلیم کر لو تو تمہیں ایک موقع دیا جائے ـــــ چنانچہ
تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم فوراً یہ ملک چھوڑ دو ـــــ میں نے تمہارے
پاسپورٹ اور ویزوں کا بندوبست کر لیا ہے ـــــ تم ان پر لگی ہوئی تص
کے مطابق میک اپ کر لو ـــــ میرے آدمی تمہیں ایئر پورٹ چھوڑ آ
لگے" ـــــ سی ون نے کہا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگ
ایک بٹن دبا دیا۔ اور دوسرے لمحے دروازے پر ایک مسلح نوجوان نظر آ

"مرفی! ـــــ ماسٹر اور مادام کو ڈریسنگ روم میں لے جاؤ
انہیں پاسپورٹ دے دو ـــــ تاکہ یہ اس کے مطابق میک اپ
لیں ـــــ اور پھر انہیں ایئر پورٹ چھوڑ آؤ" ـــــ سی ون نے
آنے والے کو تحکمانہ لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ـــــ آیئے ماسٹر" ـــــ مرفی نے مؤدبانہ
میں کہا اور ماسٹر بگرام خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مادام ہوشیاری نے بھی
کی پیروی کی اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

سی ون اس وقت تک انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ جب
تک وہ نظروں سے غائب نہ ہو گئے۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا
دوبارہ بٹن آن کر کے سکرینیں روشن کر دیں۔

سکرینیں روشن ہوتے ہی ایک چھوٹی سی سکرین پر ایک نوجوان کا
نمودار ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز بھی کمرے میں گونج اٹھ

"باس! ـــــ دونوں حملہ آوروں کو ٹارچنگ روم میں پہنچا د

ہے" ـــــ نوجوان کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"ٹھیک ہے ـــــ انہیں ابھی وہیں رہنے دو ـــــ اور ان
کی نگرانی کی جائے" ـــــ سی ون نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور
ان کا چہرہ سکرین سے غائب ہو گیا۔

اب وہ خاموش بیٹھا خالی خالی نظروں سے سکرینوں کو گھور رہا تھا۔
محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی گہری بات سوچ رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد اچانک کمرہ ایک تیز سیٹی کی آواز سے گونج اٹھا اور
ان یہ آواز سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔ اس نے پھرتی سے میز کی
کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز
ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔ سی ون نے اسے میز پر رکھ کر اس کا بٹن
کر دیا۔

"ہیلو ـــــ نمبر سکسٹین سپیکنگ اوور" ـــــ بٹن آن ہوتے ہی
کی طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس! ـــــ چیف ماسٹر سپیکنگ اوور" ـــــ سی ون کا لہجہ
ت بدل گیا تھا۔

"چیف ماسٹر! ـــــ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں ـــــ
سیکرٹ اس وقت ہمارے قبضے میں ہے۔ اوور" ـــــ دوسری طرف
چہاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ! ـــــ ونڈرفل ـــــ بٹن سیکرٹ کو فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ فوراً
ـــــ سی ون نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"یس سر! ـــــ ابھی دس منٹ میں پہنچ رہا ہے اوور" ـــــ دوسری

طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ____ سی دن نے جواب دیا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ رہا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر واپس دراز میں ڈالا اور پھر میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کا بٹن آن کر دیا۔

"یس باس" ____ دوسری طرف سے ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"گیٹ پر کہہ دو کہ جیسے ہی نمبر سکسٹین پہنچے ____ اُسے میرے پاس بھیج دو ____ اور سنو! ____ ماسٹر ٹیگرام اور مادام ہوشیاری کیا ہیں" ____؟ سی دن نے پوچھا۔

"ان کا میک اپ کیا جا رہا ہے باس" ____ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"تو ایسا کرو ____ تھرٹی دن کو میرا پیغام پہنچا دو کہ وہ ان کا میک اپ کی رفتار سست کر دے ____ میں ان کے ذریعے کچھ کرنا چاہتا ہوں ____ کم از کم پندرہ منٹ بعد" ____ سی دن نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر سر" ____ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور سی دن نے انٹر کام کا بٹن آف کر دیا۔

اور اسی لمحے اس کی نظریں دیوار پر روشن سکرین پر پڑیں تو [illegible] پڑا۔ ایک اور نوجوان اسی زیر تعمیر کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں موجود کار کے قریب کھڑا تھا۔

سی دن نے پھرتی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

پر اس نوجوان کا چہرہ واضح ہوتا چلا گیا۔

"اوہ علی عمران" ____ سی دن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے ایک دوسرا بٹن دبایا تو چھوٹی سکرین پر ایک نوجوان کا چہرہ دکھائی دینے لگا۔

"کار کے پاس ایک اور آدمی نظر آ رہا ہے مارشل" ____ سی دن نے کہا۔

"یس باس! ____ ہم نے اسے چیک کر لیا ہے" ____ نوجوان نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ آدمی بے حد خطرناک ہے ____ اس لئے اس کے لئے بیحد ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے ____ اسے ہر قیمت پر ٹریپ ہونا چاہیئے" سی دن نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس! ____ یہ بچ کر نہیں جا سکتا" ____ مارشل نے جواب دیا۔

اور سی دن نے سر ہلاتے ہوئے بٹن آف کر دیا۔ مگر اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

اب عمران اس زیر تعمیر کوٹھی کے کمپاؤنڈ سے نکل کر تیزی سے اس کوٹھی کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اور پھر وہ کوٹھی کے گیٹ کے سامنے سے گزرتا چلا گیا۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا سکرین پر منظر بھی خود بخود تبدیل ہوتا جا رہا تھا۔

پھر سی دن نے عمران کو دو کوٹھیاں چھوڑ کر گلی میں گھستے دیکھا، اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ مارشل کے آدمی

گلیوں میں اس کے استقبال کے لئے چھپے ہوئے ہوں گے۔

مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا جب اس نے عمران کو گلی میں آگے بڑھنے کی بجائے دیوار پھاند کر کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا۔

"ہوں! ــــــ یہ اب دوسرے راستے سے داخل ہونا چاہتا ہے" ــــــ سی ون نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے ایک بار پھر وہی پہلے والا بٹن دبا دیا۔

"یس باس" ــــــ مارشل کی آواز سنائی دی۔

"یہ آدمی کوٹھی میں داخل ہوا ہے" ــــــ سی ون نے کہا۔

"یس باس! ــــــ ہم اسے مسلسل چیک کر رہے ہیں ــــــ آپ بے فکر رہیں" ــــــ مارشل نے جواب دیا۔

"اوکے! ــــــ بہت احتیاط کی ضرورت ہے" ــــــ سی ون نے کہا اور پھر اس نے بٹن آف کر دیا۔

عمران اب گھاس کاٹنے والے کو پھاٹک کی طرف بھیج کر اس کی کوٹھی میں داخل ہو گیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ پائپ پر چڑھ کر چھت پر پہنچ گیا۔ چھت پر سے رینگتا ہوا وہ ہیڈ کوارٹر کی چھت پر چڑھ آیا تو سی ون نے طویل سانس لیا اور پھر اس نے پھرتی سے وہی بٹن دبا دیا۔

"یس باس" ــــــ مارشل کی آواز سنائی دی۔

"وہ چھت پر پہنچ گیا ہے ــــــ تم ایسا کرو کہ سوونگ پوائنٹ سے سیڑھیوں کو ٹارچنگ روم کے ساتھ کنکٹ کر دو ــــــ اس طرح وہ آسانی سے قابو میں آجائے گا" ــــــ سی ون نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ــــــ میں ایسا ہی کرتا ہوں ــــــ یہ طریقہ واقعی بہتر ہے

گا" ــــــ مارشل نے جواب دیا۔

اور سی ون نے ایک بار پھر بٹن آف کر دیا۔

اب عمران سیڑھیوں کا دروازہ کھول کر بڑی آہستگی سے نیچے اترا چلا آرہا تھا۔ پھر وہ سیڑھیوں کے موڑ پر رک گیا جیسے سن گن لے رہا ہو۔ سی ون کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

پھر عمران تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نچلے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے تار کی مدد سے دروازہ کھولا اور چھوٹے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس کے کمرے میں پہنچتے ہی سی ون کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ اور اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہوتے چلے گئے۔ اس نے عمران کو کمرے کے درمیان کھڑے ہو کر بڑے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے پایا۔

اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں چمک لہرائی جب اس نے دروازہ بند ہوتے اور کمرے کو کسی لفٹ کی طرح نیچے جاتے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب عمران کے اس سفر کا اختتام ٹارچنگ روم میں ہی ہوگا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔

"آؤ نمبر کیپٹن! ــــــ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا" ــــــ سی ون نے اس نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ــــــ یہ لیجئے مٹن سیکرٹ" ــــــ نوجوان نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا بٹن نکال کر سی ون کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

یہ بٹن قمیض کا عام سا بٹن دکھائی دے رہا تھا۔

سی ون نے بٹن ہاتھ میں لیتے ہی میز کی سب سے نچلی دراز کھولی اور پھر اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین نکال کر میز کے اوپر رکھ دی۔ اس نے مشین کا ایک خانہ کھولا اور بٹن اس میں ڈال کر خانہ بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے مشین کے مختلف بٹن دبائے اور پھر اس پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی دیوار پر نصب ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی۔ پہلے تو سکرین پر آڑھی ترچھی لکیریں سی نظر آتی رہیں۔ پھر اس پر ایک نقشہ سا ابھر آیا۔ سی ون اور نمبر سکسٹین غور سے اس نقشے کو دیکھ رہے تھے۔ دوسرے لمحے منظر بدلا اور پھر وہاں ایک بڑے سے اڈے کی تصویر ابھر آئی۔ وہاں بے شمار سفید کوٹوں میں ملبوس آدمی مختلف مشینوں پر بڑی تندہی سے کام کر رہے تھے۔ لمحے لمحے بعد منظر بدلتے گئے اور اسی اڈے کے مختلف پہلوؤں کی تصویریں سکرین پر ابھرتی چلی آئیں۔

چند لمحوں بعد سکرین پر ایک بار پھر آڑھی ترچھی لکیریں ایک دوسرے کو کراس کرتی دکھائی دیں تو سی ون نے طویل سانس لیتے ہوئے بٹن آف کر دیا اور سکرین تاریک ہو گئی۔

"ویری گڈ! ——— واقعی ہم کامیاب ہو گئے" ——— سی ون نے مشین کا خانہ کھول کر اس میں سے بٹن نکالتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے وہی مخنی سی آواز ابھری۔

"تھرڈ ون کیا کر رہا ہے" ——— ؟ سی ون نے پوچھا۔

"وہ ماسٹر اور ماڈام کا میک اپ کرنے میں مصروف ہے ——— آپ کے حکم کے مطابق میک اپ کی رفتار آہستہ کر دی گئی تھی" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے! ——— تھرڈ ون کو میرے پاس بھیج دو" ——— سی ون نے کہا اور انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے باس" ——— نمبر سکسٹین نے پوچھا۔

"پروگرام بنا بنایا ہے ——— بٹن سیکرٹ جیسے ہی ملک سے باہر پہنچے گا ——— ہم بھی بوریا بستر لپیٹ کر چل پڑیں گے" ——— سی ون نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"باس! ——— جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہاں سے نکل چلیں" ——— نمبر سکسٹین نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیوں" ——— ؟ سی ون نے چونک کر پوچھا۔

"باس! ——— بٹن آپریٹر کیمرہ ہمارے کارکن کی غلطی سے وہیں رہ گیا ہے ——— اور آپ جانتے ہیں کہ کسی بھی لمحے یہ کیمرہ ٹریس ہو گیا تو راز کھل جائے گا" ——— نمبر سکسٹین نے کہا۔

"اوہ! ——— یہ واقعی برا ہوا ——— بہرحال اتنی تشویش کی بات نہیں ہے ——— اس کیمرے کی تکنیک عام طور پر سمجھ نہیں آ سکتی ——— اسے زیادہ سے زیادہ ایک منفرد قسم کا قلم سمجھا جا سکتا ہے ——— بہرحال تم نے اچھا کیا کہ بتا دیا" ——— سی ون نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ نمبر سکسٹین کوئی جواب دیتا ——— دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

"یس باس" ـــــ ادھیڑ عمر نے اندر داخل ہوتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تھرڈ ون! ـــــ ماسٹر بگرام اور مادام بوشاری تیار ہو گئے ہیں"ـــ؟ سی ون نے پوچھا۔

"یس جناب فائنل ٹچ رہتا ہے ـــــ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ بعد وہ چل پڑیں گے ـــــ فلائٹ کو ابھی آدھا گھنٹہ رہتا ہے" ـــــ تھرڈ ون نے جواب دیا۔

"اچھا سنو! ـــــ یہ بٹن سنبھال لو ـــــ اس بٹن میں ہمارا مشن بند ہے ـــــ اسے ماسٹر بگرام کی قمیض میں مضبوطی سے ٹانک دو ـــــ اور پھر انہیں بھیج دو" ـــــ سی ون نے بٹن تھرڈ ون کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا ماسٹر کو اس کے بارے میں بتانا ہے" ـــــ؟ تھرڈ ون نے بٹن لیتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! ـــــ اُسے کچھ نہیں بتانا ـــــ اس طرح وہ زیادہ نارمل رہے گا" ـــــ سی ون نے جواب دیا اور تھرڈ ون سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

اس کے کمرے سے نکلتے ہی سی ون نے مارشل والا بٹن دبا دیا۔

"یس باس" ـــــ مارشل کا چہرہ سکرین پر آتے ہی اس کی آواز آئی۔

"مارچنگ روم کی کیا پوزیشن ہے" ـــــ؟ سی ون نے پوچھا۔

"وہ سب وہاں موجود ہیں باس" ـــــ مارشل نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ سائنائیڈ بم فٹ کر دو ـــــ اور مین ڈائنامیٹ سسٹم کو بھی چیک کر لو ـــــ تاکہ عین وقت پر یہ دھوکا نہ دے جائے" ـــــ سی ون نے کہا۔

"بہتر باس" ـــــ مارشل نے جواب دیا۔ اور سی ون نے بٹن آف کر دیا۔

"ماسٹر کو بٹن سیکرٹ کے متعلق اگر بتا دیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا باس ـــــ اس طرح وہ خاص طور پر اس کی حفاظت کرتا" ـــــ نمبر سکسٹین نے کہا۔

"نہیں! ـــــ اگر اُسے بتا دیا جائے تو وہ نروس ہو سکتا ہے ـــــ اس طرح وہ مکمل طور پر نارمل رہے گا ـــــ اور کسی کو شک بھی نہ ہو گا ـــــ ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی اُسے وصول کر لیا جائے گا" ـــــ سی ون نے جواب دیا اور نمبر سکسٹین نے سر ہلا دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد تھرڈ ون دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔

"باس! ـــ ماسٹر اور مادام روانہ ہو گئے ہیں ـــــ ان کی فلائٹ پندرہ منٹ بعد روانہ ہو جائے گی" ـــــ تھرڈ ون نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے! ـــــ تم اب یہاں سے سامان سمیٹنا شروع کر دو ـــــ فلائٹ کی روانگی کی اطلاع ملتے ہی ہم یہ جگہ چھوڑ دیں گے" ـــــ سی ون نے کہا اور تھرڈ ون سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی سی ون نے نمبر سکسٹین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم اپنے سیکشن کو بھی روانگی کا حکم دے دو ـــــ ہمیں اب جلد از جلد اس ملک سے نکل جانا چاہئیے" ـــــ سی ون نے کہا اور نمبر سکسٹین سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر وہ سی ون کو سلام کر کے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی سی ون نے مارشل سے بات چیت کرنے والا بٹن دبا دیا۔

"یس باس" ــــــ بٹن دبتے ہی مارشل کی آواز سنائی دی۔

"سائنائیڈ بم اور مین ڈائنامیٹ سسٹم کی کیا پوزیشن ہے" ــــــ؟ سی ون نے پوچھا۔

"سائنائیڈ بم ٹارچنگ روم میں فٹ کر دیا گیا ہے ــــــ اور مین ڈائنامیٹ سسٹم بھی چیک کر لیا گیا ہے ــــــ سب اوکے ہے" ــــــ مارشل نے جواب دیا۔

"اوکے! ــــــ اب تم ایسا کرو کہ یہاں سے روانگی کا حکم دے دو۔ اہم سامان فوری طور پر سمیٹ لیا جائے ــــــ اور مختلف ویگنوں میں اسے طے شدہ پوائنٹس پر پہنچا دیا جائے ــــــ سب لوگ بھی یہاں سے روانہ ہو جائیں" ــــــ سی ون نے کہا۔

"کیا مشن مکمل ہو گیا ہے باس" ــــــ؟ مارشل نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ــــــ مشن مکمل ہو گیا ہے ــــــ اب صرف یہاں سے روانگی کا مسئلہ ہے ــــــ اور وہ طے شدہ پروگرام کے مطابق ہو گا" ــــــ سی ون نے جواب دیا۔

"اوکے باس! ــــــ میں ابھی روانگی کی تیاریاں شروع کر دیتا ہوں" ــــــ مارشل نے جواب دیا۔

"یہ سب کام زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ میں مکمل ہو جانا چاہیئے" ــــــ سی ون نے کہا۔

"بہتر باس" ــــــ مارشل نے جواب دیا۔ اور سی ون نے بٹن آف کر دیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی تیز سیٹی کی آواز کمرے میں گونجی تو سی ون نے چونک کر میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو! ــــــ الیون تھرٹی بول رہا ہوں۔ اوور" ــــــ ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"یس ــــــ چیف ماسٹر سپیکنگ اوور" ــــــ سی ون نے بدلے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"باس! ــــــ ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری جہاز پر بخیریت سوار ہو گئے ہیں ــــــ اور جہاز رن وے سے بلند ہو گیا ہے۔ اوور" ــــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ویری گڈ! ــــــ اب تم طے شدہ پروگرام کے تحت اپنے پوائنٹ پر پہنچ جاؤ ــــــ اوور اینڈ آل" ــــــ سی ون نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے میز کے پائے کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن آن کر دیا۔ اس بٹن کے آن ہوتے ہی دیوار پر لگی ہوئی سب سے بڑی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک بڑے سے کمرے کا منظر ابھر آیا۔

یہ کمرہ سپاٹ دیواروں پر مشتمل تھا۔ اس میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی روشندان۔ یہ ٹارچنگ روم تھا جس میں صدیقی، صفدر، کیپٹن شکیل اور عمران موجود تھے۔ وہ چاروں کمرے کے وسط میں فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"ہیلو دوستو! ــــــ کیا تم میری آواز سن رہے ہو" ــــــ؟ سی ون نے میز کے کنارے پر نصب ایک چھوٹے سے مائیک کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ان چاروں کو چونکتے ہوئے دیکھا۔

"سنو! ـــــ اس ملک میں ہمارا مشن کامیاب ہو چکا ہے ـــــ اور جو چیز ہم حاصل کرنا چاہتے تھے ـــــ وہ حاصل ہونے کے بعد اس ملک سے باہر بھی جا چکی ہے ـــــ تم لوگوں کا بے حد شکریہ! کہ تم نے ہمارے مشن کی کامیابی میں بے حد تعاون کیا ہے ـــــ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ـــــ سی دن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تعاون کیا ہے تو پھر ہمیں انعام ملنا چاہیئے" ـــــ کمرے میں عمران کی آواز گونجی۔

"تمہیں موت کا تحفہ انعام میں دیا جائے گا ـــــ اور جہاں تک تمہارے تعاون کا تعلق ہے ـــــ اس کی بھی وضاحت کر دوں ـــــ ہم نے یہاں آنے سے پہلے یہاں کی سیکرٹ سروس کی کارکردگی کی بڑی تعریف سنی تھی۔ اس لئے ہم نے پلاننگ کی ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشیاری کو سامنے لے آئے اور سیٹھ اسحاق کو ایک فرضی نقشے کی بات کی ـــــ حالانکہ اس کی ہمیں ضرورت نہ تھی ـــــ یہ سب کچھ صرف تمہیں الجھانے کے لئے کیا گیا تھا۔ اور ہماری توقع کے عین مطابق تم اس میں الجھ گئے ـــــ پہلے ایلگم اور مادام ہوشیاری کو سامنے لایا گیا ـــــ پھر اصل ماسٹر سامنے آگیا اور تم اسی چکر میں پھنسے رہے ـــــ جبکہ ہمارا اصل مشن تمہارے کوبرا میزائیلوں کے اڈے کا راز حاصل کرنا تھا۔ اس دوران میرے آدمی وہاں کام کرتے رہے ـــــ اور راز ہمیں موصول ہو گیا ـــــ چنانچہ وہ راز ابھی ابھی ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشیاری اپنے ساتھ لے کر بین الاقوامی پرواز سے چلے گئے ہیں ـــــ اور اب ہم بھی یہاں سے جانے والے ہیں ـــــ میں اس بات کی داد دیتا ہوں کہ تم لوگوں نے اس ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے میں بے پناہ پھرتی دکھائی ہے لیکن

اب کچھ نہیں ہو سکتا ـــــ پانچ منٹ بعد تمہارے اس کمرے میں سائنائیڈ بم پھٹے گا ـــــ اور تم سب فوری طور پر ہلاک ہو جاؤ گے ـــــ اور اس کے دو منٹ بعد پوری عمارت کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا جائے گا۔ اور پھر ظاہر ہے اس عمارت کے ساتھ ہی تمہارے مردہ جسموں کے پرزے بھی فضا میں بکھر جائیں گے ـــــ بہرحال تعاون کا شکریہ! ـــــ بائی بائی" ـــــ سی دن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے پائے کے ساتھ لگا ہوا بٹن آف کر دیا۔ اور تیزی سے انٹر کام کا بٹن دبا دیا۔

"یس باس" ـــــ مارشل کی آواز سنائی دی۔

"کیا پوزیشن ہے" ـــــ سی دن نے پوچھا۔

"سب لوگ روانہ ہو چکے ہیں ـــــ صرف میں اور آپ رہ گئے ہیں" ـــــ مارشل نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــــ تم کار کے پاس پہنچو ـــــ میں ڈائنامیٹ آن کر کے وہاں پہنچ رہا ہوں" ـــــ سی دن نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے انٹر کام کا بٹن آف کیا اور کرسی سے اٹھ کر دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک دیو ہیکل مشین کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے مشین پر لگی ہوئی ایک ناب گھمائی اور ناب کے گھومتے ہی بڑے سے ڈائل پر موجود سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے حرکت میں آگئی۔

جب سوئی ایک مخصوص ہندسے پر پہنچی تو سی دن نے ناب سے ہاتھ ہٹا لیا اور پھر اس نے مشین کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بڑا سا ہینڈل کھینچ لیا۔ ہینڈل کھینچتے ہی مشین میں سے زوں زوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور مشین پر نصب چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے

نگ گئے ۔

" لو علی عمران! ـــــ تمہاری موت کا سامان مکمل ہوگیا ـــــ پانچ منٹ بعد سائنائیڈ بم ـــــ اور پھر دو منٹ بعد ڈائنامیٹ ـــ اور معاملہ ختم" ـــــ سی دن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ کوٹھی کے پورچ میں پہنچ گیا۔ جہاں سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار موجود تھی۔ اور کار کے ساتھ مارشل بڑی بے چینی کے عالم میں کھڑا ٹہل رہا تھا۔

" جلدی کرو ـــ نکل چلو! ـــــ میں نے ڈائنامیٹ سسٹم آن کر دیا ہے" ـــــ سی دن نے دوڑ کر کار میں بیٹھتے ہوئے کہا اور مارشل نے پھرتی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

دوسرے لمحے کار کا انجن غرایا اور پھر کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی پھاٹک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

پھاٹک کے قریب پہنچتے ہی مارشل نے ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور کار پھاٹک کراس کرتی ہوئی مین روڈ پر آگئی۔ مارشل نے دائیں طرف ٹرن لیا اور کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی گئی۔

مین مارکیٹ کے قریب پہنچتے ہی سی دن نے مارشل سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہاں ایک طرف کار روک دو ـــــ ہم آخری منظر دیکھ کر ہی آگے بڑھیں گے" ـــــ سی دن کے لہجے میں مکمل فتح کا تاثر موجود تھا اور

مارشل نے سر ہلاتے ہوئے کار ایک طرف کھڑی کر دی۔ سی دن کی نظریں کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔

" لو سائنائیڈ بم تو چل گیا ہوگا ـــــ یہ لوگ تو ختم ہوگئے" ـــــ سی دن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی نظریں بدستور گھڑی پر جمی رہیں۔

اور پھر جیسے ہی سیکنڈ کی سوئی نے ایک چکر مکمل کر کے دوسرے چکر کے لئے گھومنا شروع کیا، سی دن کے چہرے پر کھنچاؤ کے آثار پیدا ہوتے چلے گئے۔

پھر جیسے ہی سوئی بارہ کے ہندسے پر پہنچی، اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا ـــــ دھماکہ اتنا خوفناک تھا کہ ایک لمحے کے لئے ان کے جسم سن ہو گئے۔ بھاری کار یوں ڈولی جیسے سمندر کی تیز لہروں پر کشتی ڈولتی ہے۔

" خس کم جہاں پاک" ـــــ سی دن نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا اور مارشل نے کار تیزی سے آگے بڑھا دی۔ مکمل فتح کے حصول پر ان کے چہرے چمک رہے تھے۔

نیچے اترتے ہوئے کمرے کی حرکت جیسے ہی رکی، اس کی شمالی دیوار میں خودبخود ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ عمران کے پاس اب اس دروازے سے گزرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور باہر نکالا اور پھر وہ انتہائی تیزی سے چھلانگ لگا کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔

عمران اب ایک تنگ سی راہداری میں تھا جس کے آخر میں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کے قریب پہنچتے ہی دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف عمران کو ایک اور راہداری نظر آ رہی تھی۔ عمران نے دروازہ کراس کیا تو دروازہ اس کے پیچھے بند ہو گیا اور دوسرے لمحے سرر کی آواز کے ساتھ دونوں اطراف میں موجود دیواریں زمین میں غائب ہوتی چلی گئیں اور عمران نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کمرے

ں کھڑا دیکھا۔ اس کے پیچھے جہاں دروازہ تھا وہاں بھی اب سپاٹ دیوار تھی ور سامنے کمرے کے فرش پر صدیقی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل یوں اطمینان سے بیٹھے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے۔ جیسے عمران کسی دعوت میں شامل ہونے ے لئے آ رہا ہو۔

"آیئے عمران صاحب! ——— بس آپ کی کمی باقی تھی" ——— صفدر ے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر میری وجہ سے کورم پورا نہ ہو رہا تھا تو بسم اللہ ——— کارروائی روع کی جائے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہ بھی ن کے قریب جا کر یوں اطمینان سے بیٹھ گیا جیسے وہ کسی اجلاس میں شرکت رنے کے لئے آیا ہو۔

"عمران صاحب! ——— آپ تو بڑے اطمینان سے اندر آئے ہیں ں لگتا تھا جیسے آپ کو راستے کا پہلے سے ہی علم ہو" ——— کیپٹن شکیل ے کہا۔

"ہاں! ——— لگتا تو ایسا ہی ہے ——— لیکن آئی بات بتا دوں کہ مجھے رف آنے کا راستہ معلوم ہے ——— جانے کا راستہ تم لوگ بتاؤ گے" ——— ران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہماری تو آنکھ بھی اسی کمرے میں کھلی ہے" ——— صدیقی نے جواب اور عمران نے یوں سر ہلا دیا جیسے وہ ان کی مجبوری سمجھتا ہو۔

"پھر مجھے خود ہی واپسی کا راستہ بھی تلاش کرنا پڑے گا" ——— عمران ے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر وہ اس طرف بڑھنے لگا جدھر ں کے اندازے کے مطابق دروازہ موجود تھا۔ اس نے دیواروں کو ہاتھ لگا کر

دیکھا۔ دیوار بالکل سپاٹ تھی۔

عمران نے بیٹھ کر دیوار کی جڑ کو گھورنا شروع کر دیا۔ اس کی تیز نظریں بڑی تفصیل سے ہر چیز کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس کی نظریں دیوار کی جڑ میں موجود ایک چھوٹے سے کیل کے ابھرے ہوئے سرے پر جم گئیں۔

کیل کا رنگ بالکل دیوار جیسا تھا اس لئے خاص طور پر غور سے دیکھنے ہی نظر آسکتا تھا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس ابھرے ہوئے کیل کے سرے کو ہلکے سے دبایا تو سرر کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور اس کی دونوں سائیڈوں پر سے دیوار زمین سے ابھرتی محسوس ہوئیں۔ اور جس جگہ دروازہ تھا وہاں سے دیوار ایک طرف ہٹتی دکھائی دی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ ہٹایا اور پھر یوں اٹھ کر واپس مڑ آیا جیسے اسے شدید مایوسی کا سامنا ہوا ہو۔

"اس کمرے سے تمہاری لاشیں بھی نہیں نکل سکتیں" ۔۔۔۔ عمران کے واپس مڑتے ہی ایک آواز کمرے میں گونج اٹھی۔ اور عمران کا چہرہ مزید لٹک گیا۔

"دوست! ۔۔۔ ایسا کرو کہ ہمیں جانے دو ۔۔۔۔ اور ہماری لاشیں یہیں رکھ لو ۔۔۔۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

"میرے پاس ڈی فورٹین ہے" ۔۔۔۔ اچانک کیپٹن شکیل نے سرگوشیانہ انداز میں عمران کے کان کے قریب منہ لے جا کر کہا۔

"مجھے دو" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

اور پھر کیپٹن شکیل نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکال کر عمران کے ہاتھ میں تھما دیا۔

عمران نے ڈی فورٹین کا ایک کونا انگوٹھے کی مدد سے دبایا اور اس کا ڈھکن کھلتے ہی اس نے تیزی سے اس پر موجود چھوٹی سی بٹن نما ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ ناب گھومتے ہی ناب کے اوپر موجود ہندسے تیزی سے بدلنا شروع ہو گئے اور پھر جب سولہ کا ہندسہ ابھرا تو عمران نے ناب سے ہاتھ ہٹا کر ڈھکن بند کیا اور ٹرانسمیٹر کو واپس جیب میں ڈال لیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔

"تم ہمارے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہو ۔۔۔۔ کم از کم ہمیں بتا تو دو"۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"اس کا فیصلہ چیف ماسٹر کرے گا ۔۔۔۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ یہ فیصلہ تمہاری موت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"چیف ماسٹر ۔۔۔۔ وہ یہاں کہاں آگیا" ۔۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"تم چیف ماسٹر کا سن کر حیران کیوں ہو گئے ۔۔۔۔ کیا چیف ماسٹر یہاں نہیں آسکتا" ۔۔۔۔ بولنے والے کی آواز سنائی دی۔

"لیکن آج تک تو ایسا نہیں ہوا ۔۔۔۔ کہ ماسٹر بگرام کی موجودگی میں چیف ماسٹر بھی پہنچ جاتے ۔۔۔۔ یہ تو کراس کلب کے اصولوں کے خلاف ہے" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ماسٹر ملگرام تمہارے مقابلے میں ناکام ہو گیا ہے ـــــ اسی لئے اُسے اور مادام بوشاری کو واپس بھیجا جا رہا ہے ـــــ اور چارج اب براہ راست چیف ماسٹر نے خود سنبھال لیا ہے" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ بولنے والے کے لہجے میں گہرا اطمینان تھا۔

"کیا تم خود چیف ماسٹر ہو" ـــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں! ـــــ میں تو اس کا ایک معمولی سا کارندہ ہوں ـــــ میرا نام مارشل ہے" ـــــ بولنے والے نے یوں جواب دیا جیسے وہ خود چاہتا ہو کر عمران کی معلومات میں اضافہ ہو۔

"تو کیا تمہارا چیف ماسٹر سو رہا ہے ـــــ آخر ہمیں کب تک اس کے فیصلے کا انتظار کرنا پڑے گا" ـــــ ؟ عمران نے بڑے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"وہ یقیناً کسی اہم کام میں مصروف ہوگا ـــــ اس سے فارغ ہوتے ہی وہ تمہارا فیصلہ بھی کر دے گا ـــــ بے فکر رہو" ـــــ مارشل کی آواز سنائی دی۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا مارشل! ـــــ تم ہمیں جانے کی اجازت دے دو یقین جانو ـــــ میں جاتے ہی حشر یا کو پیٹے ڈینکوا ایجنسی ختم کر دونگا۔ میں باز آیا ایسی جاسوسی سے ـــــ جس میں خواہ مخواہ کمرے میں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑتا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔ لیکن اس بار دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

اور پھر عمران نے غور سے کمرے کی حالت کو دیکھنا شروع کر دیا۔ کمرے کی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ ان میں نہ ہی کوئی روشندان تھا اور نہ ہی کوئی

کھڑکی دروازہ نظر آ رہا تھا۔

دیواریں سیمنٹ کے بڑے بڑے بلاکوں سے بنائی گئی تھیں۔ چھت کے عین درمیان میں ایک بڑا سا بلب جل رہا تھا۔ بلب کے ارد گرد پلاسٹک کی چادر سی چڑھی ہوئی تھی۔ اس پلاسٹک کی ہیئت بتا رہی تھی کہ اسے بلٹ پروف بنایا گیا ہے۔ اس چادر میں باریک باریک سوراخ تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہیں سے کمرے کو سکرین پر دیکھا جا رہا ہوگا اور یہیں سے آواز کا مخرج بھی ہوگا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہوا بھی یہیں سے ہی آ رہی ہو۔

اس کے بعد عمران نے کئی بار مارشل کے ساتھ بات چیت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسری طرف سے مکمل خاموشی تھی۔

"عمران صاحب! ـــــ آخر ہم کب تک یہاں قید رہیں گے ـــــ ؟ ہمیں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کافی دیر بعد زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"اگر نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ ـــــ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ ایکسٹو کو کہیں کہ وہ اس کوٹھی پر ریڈ کر دے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"ایکسٹو ہماری طرح فارغ تو نہیں بیٹھا ہوگا کہ ریڈ کرتا پھرے" ـــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک کمرے میں ایک نئی آواز گونج اٹھی۔

"ہیلو دوستو! ـــــ کیا تم میری آواز سن رہے ہو" ـــــ ؟ اور وہ

چاروں یہ آواز سنتے ہی چونک پڑے۔

"سنو! —— اس ملک میں ہمارا مشن کامیاب ہو چکا ہے —— اور جو چیز ہم حاصل کرنا چاہتے تھے —— وہ حاصل ہونے کے بعد اس ملک سے باہر بھی جا چکی ہے —— تم لوگوں کا بے حد شکریہ! کہ تم نے ہمارے مشن کی کامیابی میں بے حد تعاون کیا ہے —— اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ" —— وہی آواز کہہ رہی تھی۔

اور عمران کے ذہن میں یہ فقرہ سنتے ہی مارشل کی بات آگئی کہ ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری کو باہر بھیجا جا رہا ہے۔

"ہم نے تعاون کیا ہے —— تو پھر ہمیں انعام ملنا چاہیئے" —— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"تمہیں موت کا تحفہ انعام میں دیا جائے گا" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر بولنے والے نے تفصیل سے بتایا کہ انہوں نے کس طرح تعاون کیا ہے کہ وہ ماسٹر بلگرام کے چکر میں الجھے رہے ہیں اور کراس کلب نے اپنا اصل مشن یعنی کو برا میزائیلوں کے اڈے کا راز حاصل کر لیا۔ اور اب یہ راز مادام بوشاری اور ماسٹر بلگرام کے ذریعے بین الاقوامی پرواز کے ذریعے باہر جا رہا ہے۔

بولنے والے کی طرف سے یہ بات سنتے ہی عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کے جسم سے روح کھنچتی چلی جا رہی ہو۔ وہ اب تک اسی لئے یہاں خاموش بیٹھا تھا کہ کوئی نہ کوئی اندر آئے گا اور زیادہ امکان تھا کہ چیف ماسٹر خود انہیں موت کی سزا دینے آئے گا اور پھر وہ اسے یرغمال بنا کر اس اڈے پر قبضہ کر لیں گے۔ لیکن اب یہ بات سن کر کہ مجرم انہیں دھوکہ دے کر

اصل اور اہم ترین راز اڑا لے جانے میں کامیاب ہو رہے ہیں، اس کی کھوپڑی میں زلزلہ سا آگیا۔

اور پھر بولنے والے نے یہ بھی بتا دیا کہ پانچ منٹ بعد اس کمرے میں سائنامیڈ بم پھٹے گا اور اس کے دو منٹ بعد پوری عمارت ڈائنامیٹ سے اڑا دی جائے گی۔ عمران کے ذہن کو پنکھے سے لگ گئے۔

"آؤ میرے ساتھ —— جلدی" —— عمران نے تیزی سے کمرے کے اس حصے کی طرف دوڑتے ہوئے کہا جدھر اس نے دروازے کا سسٹم چیک کیا تھا۔

اور پھر دیوار کی جڑ کے ساتھ پہنچتے ہی اس نے پیر کی ٹھوکر کیل پر زور سے ماری۔ دوسرے لمحے ان کے گرد دیواریں کھڑی ہو گئیں اور سامنے والا دروازہ نہ صرف نمودار ہو گیا بلکہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور وہ سب عمران کے پیچھے دوڑتے ہوئے راہداری میں پہنچ گئے۔

راہداری سے ہو کر وہ اسی کمرے میں پہنچ گئے جو لفٹ کی طرح حرکت کرتا تھا۔ عمران کمرے میں داخل ہوتے ہی تیزی سے اس کے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے مختلف بٹنوں کو تیزی سے آف آن کرنا شروع کر دیا۔ کونے میں لگے ہوئے ایک بٹن کے دبتے ہی کمرہ تیزی سے حرکت میں آگیا۔ اب وہ اوپر چڑھ رہا تھا۔

"ہیلو ایکسٹو! —— فوراً ایئر پورٹ سے روانہ ہونے والی بین الاقوامی پرواز کو روکا جائے —— اسے واپس لایا جائے —— اور اس کے مسافروں کی کڑی نگرانی کی جائے" —— عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ڈی فور ٹمین کو باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ـــــ اس فلائٹ کی واپسی کے احکامات میں نے جاری کر دیئے ہیں ـــــ اور ممبر اس کوٹھی کو بھی گھیرے میں لینے والے ہوں گے"۔
اچانک ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور صفدر، صدیقی اور کیپٹن شکیل کے چہرے ایکسٹو کی آواز سن کر کھل اٹھے۔

کمرہ رکتے ہی اس کی سائیڈ میں ایک دروازہ کھلا اور عمران بے تحاشا دوڑتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ سیڑھیاں طے کرتے ہوئے جب وہ سب چھت پر پہنچے تو عمران کے اندازے کے مطابق پانچ منٹ سے زائد وقت صرف ہو چکا تھا اور پھر عمران کی پیروی میں وہ دوڑتے ہوئے ملحقہ کوٹھی کی چھت پر پہنچ گئے۔

عمران نے نیچے اترنے کا وہی راستہ اختیار کیا جو اس نے آتے ہوئے استعمال کیا تھا اور پائپ کے ذریعے وہ تیزی سے نیچے اترتے چلے گئے۔

"کون ہے ـــــ؟ ادھر کون ہے ـــــ؟" اچانک کوٹھی کے اندر سے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے، اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور انہیں یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ شدید آندھی کی زد میں آتے ہوئے حقیر سے تنکے ہوں۔

خوفناک دھماکے سے ان کے پیر زمین سے اکھڑتے چلے گئے اور ہر طرف گرد و غبار سا چھا گیا۔ ان کے جسموں پر جیسے پتھروں کی بارش ہو گئی ہو۔ اور پھر ان سب کے جسم کسی سخت چیز سے ٹکرا کر رک گئے۔ ان کے ذہنوں پر گہری تاریکی نے بار بار چھاپے مارنے شروع کر دیئے۔ لیکن شاید ان کے سروں پر کوئی شدید چوٹ نہ آئی تھی۔ اس لئے تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ہوش

سنبھالنے میں کامیاب ہو گئے۔

دوسرے لمحے وہ تیزی سے اٹھے۔ اب گرد و غبار بھی ہلکا پڑ گیا تھا اور انہوں نے اپنے آپ کو سڑک کے دوسرے کنارے پر پڑا ہوا پایا۔ ان کے ارد گرد پتھروں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔

وہ دونوں کوٹھیاں مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھیں اور ہر طرف بھاگتے دوڑتے اور چیختے ہوئے انسانوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ دور سے پولیس اور فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کے سائرن بھی نزدیک آتے ہوئے صاف سنائی دے رہے تھے۔

"آؤ یہاں سے نکل چلیں" ـــــ عمران نے اپنے کپڑوں کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

"یہ صدیقی بیہوش پڑا ہے ـــــ اس کے سر پر چوٹ آئی ہے" ـــــ کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی جو پتھروں کے ایک ڈھیر سے صدیقی کو باہر کھینچ رہا تھا۔ پھر صفدر نے بھی اس کی مدد کی اور عمران نے اسے کاندھے پر اٹھانے کا حکم دیا اور کیپٹن شکیل نے پھرتی سے صدیقی کو کاندھے پر لاد لیا اور وہ تینوں مخالف سمت میں دوڑتے چلے گئے۔

"ہمارے ساتھ چیف ماسٹر نے بہت زیادتی کی ہے۔ تمہیں اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہیئے" ــــــ مادام ہوشیاری نے قریب بیٹھے ماسٹر بلگرام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ کیسے" ــــــ؟ ماسٹر بلگرام نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اخبار ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں اس وقت بین الاقوامی پرواز پر جانے والے جیٹ طیارے کی آرام دہ سیٹوں میں دھنسے بیٹھے تھے۔ جہاز نے ابھی رن وے سے ٹیک آف کیا تھا۔

"یہ زیادتی نہیں ہے کہ ہماری بجائے سی ون کو تمام اختیارات دے دیئے ــــــ اور ہمیں یوں باہر پھینک دیا ــــــ جیسے دودھ میں سے مکھی کو نکالا جاتا ہے" ــــــ مادام ہوشیاری کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"دیکھو مادام! ــــــ ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم تنقید کرتے پھریں ــــــ ہم تو صرف مہرے ہیں ــــــ جہاں وہ چاہتا ہے ہمیں آگے بڑھا دیتا ہے۔ جہاں چاہتا ہے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیتا ہے ــــــ اور ویسے بھی ٹھنڈے دل سے سوچا جائے تو اس مشن میں واقعی ہم بری طرح ناکام رہے ہیں" ــــــ ماسٹر بلگرام نے دبے لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کیسے ــــــ؟ ابھی کام شروع ہی کہاں ہوا تھا" ــــــ مادام ہوشیاری کا لہجہ الجھا ہوا تھا۔

"دیکھو! ــــــ تم اس حشر ترکی کو اپنے پیچھے لگا لائی ــــــ میرے ہاتھ سے وہ دو بار نکل گئے ــــــ اور تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ چیف ماسٹر بے حد الجھی ہوئی چالیں چلتا ہے ــــــ ہو سکتا ہے جو کچھ ہمیں بتایا گیا وہ اصل مشن نہ ہو ــــــ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں فوری طور پر واپس بلوانے میں چیف ماسٹر کا کوئی خاص مقصد ہو ــــــ بہرحال اس سلسلے میں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے" ــــــ ماسٹر بلگرام نے جواب دیا اور پھر اخبار دوبارہ اٹھا لیا۔

"مسافروں کے لئے ایک خصوصی اعلان" ــــــ اچانک پائلٹ کی آواز طیارے میں گونجی اور تمام مسافر یہ اعلان سنتے ہی بری طرح چونک پڑے۔

"مسافروں کو اطلاع دی جاتی ہے ــــــ کہ طیارہ میں چند فنی خرابیوں کا پتہ چلا ہے ــــــ گو یہ خرابیاں خطرناک نہیں ہیں ــــــ لیکن بین الاقوامی ایئر سیفٹی قوانین کے مطابق ان کا فوری طور پر دور کیا جانا لازمی ہے ــــــ اس لئے طیارے کو واپس پاکیشیا ایئرپورٹ پر لے جایا جا رہا ہے

جہاں تھوڑی دیر میں یہ فنی خرابیاں دور کر دی جائیں گی ـــــ مسافر پریشان نہ ہوں ـــــ اور اس تکلیف دہی کے لئے ہم بے حد معذرت خواہ ہیں ـــــ سب مسافروں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر اطمینان سے بیٹھے رہیں ـــــ طیارے سے اترنے کی کسی مسافر کو اجازت نہ ہو گی ـــــ اعلان ختم ہوا" ـــــ پائلٹ کی آواز میں گہرا اطمینان تھا۔ اس لئے مسافروں کے چہروں پر بس ہلکی سی تشویش کے آثار نمایاں ہوئے۔ لیکن زیادہ گھبراہٹ اور پریشانی نہ پھیلی۔

"یہ لوگ کیسے اتنی بڑی کمپنیاں بنا لیتے ہیں ـــــ انہیں چاہیئے تھا کہ پہلے ہی ہر چیز چیک کر لیتے" ـــــ مادام بوشاری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ماسٹر ملگرام کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

طیارہ واپس مڑ گیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد انہیں سیفٹی بیلٹیں لگانے کی ہدایت کی گئی۔ ماسٹر ملگرام نے دیکھا کہ طیارہ ائرپورٹ پر اترنے کے بعد ٹرمینل کی عمارت سے ہٹ کر ایک دور افتادہ جگہ پر جا کر رک گیا تھا اور چند افراد جنہوں نے ہاتھوں میں بیگ پکڑے ہوئے تھے۔ طیارے کے انجن پر سوار ہو گئے۔ ماسٹر ملگرام مطمئن ہو گیا کہ واقعی فنی خرابی دور کی جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ طیارے کے دروازے چونکہ کھولے نہ گئے تھے اس لئے سب لوگ اپنی اپنی نشستوں پر اطمینان سے بیٹھے رہے۔

اور پھر انہیں بیٹھے ہوئے جب آدھے گھنٹے سے زیادہ گزر گیا تو مسافروں نے احتجاج کرنا شروع کر دیا۔ جب احتجاج ضرورت سے زیادہ بڑھنے لگا تو

پائلٹ جناب خود پسنجر لاؤنج میں آگیا اور اس نے بتایا کہ خرابیاں بس دور ہونے والی ہیں اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد طیارہ دوبارہ پرواز کر جائے گا۔

پائلٹ کے بتانے پر مسافر مطمئن ہو گئے۔

لیکن پانچ منٹ بعد ہی ماسٹر ملگرام نے دور سے ایک جیپ کو تیزی سے طیارے کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ غور سے اس جیپ کو دیکھنے لگا۔ اور جیپ طیارے کے نیچے آ کر رک گئی۔ اب ماسٹر ملگرام جیپ کو نہ دیکھ سکتا تھا اس نے یہی سوچا کہ ہو سکتا ہے مزید انجینئر آئے ہوں۔

لیکن دو منٹ بعد دروازہ کھلا اور چار افراد یکے بعد دیگرے اندر داخل ہوئے اور ماسٹر ملگرام انہیں دیکھ کر بری طرح چونک پڑا کیونکہ آگے آگے عمران تھا۔ اس کے سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں جیسے وہ زخمی ہو گیا ہو۔ اس کے پیچھے تین اور آدمی تھے جو چہروں مہروں سے بے حد چوکنے اور محتاط نظر آ رہے تھے۔

ماسٹر ملگرام نے مادام بوشاری کو کہنی ماری اور مادام بوشاری نے چونک کر ماسٹر کی طرف دیکھا تو ماسٹر نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور مادام بوشاری سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔

عمران کے تینوں ساتھی طیارے میں پھیل کر رک گئے جبکہ عمران نے درمیانی راستے کو کراس کیا اور پھر وہ مسافروں کے سامنے آ کر رک گیا۔ اس کی تیز نظریں ایک ایک مسافر کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"کیا بات ہے ـــــ کون ہو تم" ـــــ اچانک ایک مسافر نے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے کسی کی بلی گم ہو گئی ہے ــــ اور اتفاق سے وہ بلی مجھے مل گئی ـــــ اس لئے میں نے سوچا کہ بلی واپس کر دوں" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور مسافر اسے یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے جیسے وہ کوئی پاگل ہو۔

عمران کی تیز نظریں تمام مسافروں کو گھورتی رہیں اور پھر اس نے قدم بڑھائے اور ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری کے قریب آ کر رک گیا۔

"کہیں وہ بلی آپ کی تو نہیں تھی مادام! ـــــ اس کی شکل آپ سے ملتی جلتی تھی" ـــــ؟ عمران نے بڑے سوڈبانہ لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ نان سنس" ـــــ مادام بوشاری کو عمران کی اس حرکت پر بے حد غصہ آ گیا تھا۔ اس لئے وہ بری طرح چیخ پڑی تھی۔

"اوہو ـــــ تو اس میں اتنا ناراض ہونے کی کیا بات ہے ـــــ؟ ایک نظر دیکھ تو لیں بلی کو" ـــــ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے تینوں ساتھی ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے جیبوں سے ریوالور نکال لئے تھے۔

انہیں ریوالور نکالتے دیکھ کر تمام مسافر بری طرح چونک پڑے۔

"انہیں لے آؤ ـــــ میں انہیں بلی دکھا ہی دوں ـــــ شاید یہ دیکھ کر پہچان لیں" ـــــ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اور دوسرے لمحے اس کے ساتھیوں نے ریوالوروں کی نالیں ان دونوں کی گردنوں سے لگا دیں۔

"خبردار! ـــــ اگر کوئی حرکت کی تو تمہیں ڈھیر کر دیں گے" ـــــ ان تینوں نے کہا اور ان کے لہجے سے نمایاں تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ

گزرنے کی بھی ہمت رکھتے ہیں۔

اور پھر ماسٹر بلگرام طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ مجبوراً مادام بوشاری بھی اٹھنا پڑا۔ اور پھر جیسے ہی وہ سیٹوں سے نکل کر درمیانی راہداری میں ئے، ان دونوں کے ہاتھ انتہائی پھرتی سے پیچھے کھینچ کر ان میں ہتھکڑیاں ال دی گئیں اور وہ تینوں انہیں دھکیلتے ہوئے دروازے سے باہر لے گئے ام مسافر بتوں کی طرح ساکت بیٹھے یہ سب کارروائی دیکھتے رہے۔

"اب آپ لوگ تسلی سے جا سکتے ہیں ـــــ جن کی بلی تھی انہیں ہم ے ڈھونڈ لیا ہے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں دوسرے مافروں سے کہا اور پھر تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔

ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری کو طیارے سے نیچے لا کر جیپ میں بٹھایا یا اور جیپ تیزی سے واپس ایئرپورٹ کی عمارت کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

"تم لوگ کون ہو ـــــ اور ہمیں کیوں اس طرح لے جا رہے ہو ـــــ؟" سٹر بلگرام نے جیپ میں بیٹھتے ہوئے پہلی بار زبان کھولی۔

"کہا تو ہے تمہیں بلی دکھانے جا رہے ہیں" ـــــ عمران نے بڑے نجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم ہو کون ـــــ؟ تم نہیں جانتے کہ ہم ایکریمی شہری ہیں ـــــ اور ہمارے ساتھ یہ زیادتی کر رہے ہو ـــــ ہم سفارتی سطح پر اس کا حتجاج کریں گے" ـــــ مادام بوشاری نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"محترمہ! ـــــ گمشدہ بلی کسی کو دکھانا کوئی جرم نہیں ہے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیا تم نے بلی بلی کی رٹ لگا رکھی ہے ——— مجھے تو تم پاگل نظر آتے ہو" ——— مادام کی غصے کے مارے بُری حالت تھی۔

"آپ ایکریمی ہیں" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ——— میں ایکریمی ہوں ——— ہمارے پاسپورٹ تم دیکھ سکتے ہو" ——— مادام نے جواب دیا۔

"ایکریمی زبان کا ایک لفظ ہے ——— ہوشاری ——— اس کا مطلب کیا ہے" ——— عمران نے اسی طرح معصوم لہجے میں کہا۔

"کک ——— کک ——— کیا مطلب" ——— مادام کا لہجہ بے ساختہ لڑکھڑا گیا۔

"محترمہ! ——— ہوشاری، ایکریمی زبان میں بلی کو کہتے ہیں ——— جیسے انگریزی میں کیٹ کہتے ہیں ——— سمجھ گئیں ——— بس ہوشاری گم ہو گئی تھی ——— وہ مجھے مل گئی ہے" ——— عمران نے یوں کہا جیسے استاد بچے کو سبق پڑھاتا ہے۔

"تم چاہتے کیا ہو عمران" ——— اچانک ماسٹر بلگرام نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہو! ——— تو بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو! ——— تم ہم پر کوئی الزام عائد نہیں کر سکتے ——— اور پھر ہم تو تمہارے ملک سے واپس جا رہے ہیں ——— تم ہمیں واپس کیوں لے آئے ہو" ——— ماسٹر بلگرام نے کہا۔

"یہ جیپ مذاکرات کی متحمل نہیں ہو سکتی ——— اس لئے اطمینان سے بیٹھو ——— مذاکرات کے لئے میں نے گول میز کا انتظام کر رکھا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ماسٹر بلگرام خاموش ہو گیا۔

جیپ مختلف راستوں سے گزرنے کے بعد دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ جیپ کے رکتے ہی عمران تیزی سے باہر آیا اور اس نے پھاٹک کھولنے والا خفیہ بٹن دبا دیا۔ پھاٹک کے کھلتے ہی جیپ کو وہ تیزی سے اندر بڑھائے لئے گیا۔

جیپ برآمدے کے پاس روک کر اس نے قریب بیٹھے ہوئے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نعمانی! ——— انہیں گیسٹ روم میں لے چلو ——— میں ابھی آتا ہوں" ——— عمران نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

"عمران صاحب! ——— ہمارے لئے مزید کیا حکم ہے" ——— نعمانی نے اسے روکتے ہوئے پوچھا۔

"انہیں گیسٹ روم میں پہنچا کر تم واپس جا سکتے ہو" ——— عمران نے بغیر مڑے کہا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر بظاہر تو وہ ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا لیکن چند لمحوں بعد وہ ٹوائلٹ کے خفیہ راستے سے گزر کر آپریشن روم میں پہنچ گیا۔

"عمران صاحب! ——— ایک کار کے متعلق ابھی ابھی تنویر نے اطلاع دی ہے کہ اس میں مشکوک افراد موجود ہیں" ——— بلیک زیرو نے عمران

کے داخل ہوتے ہی کہا۔

"کیا مشکوک بات ہے اس کار میں" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"تنویر نے رپورٹ دی ہے کہ جب وہ شالیمار کالونی کے چوک میں پہنچی تو وہاں سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار ایک درخت کے نیچے کھڑی تھی جب تنویر کی کار اس کے قریب پہنچی تو اسی لمحے عمارت میں بم کا دھماکہ ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تنویر نے بے اختیار کار روک لی ——۔ اسی لمحے اس کی نظریں اس کار میں سوار افراد پر پڑیں ——۔ کار میں دو آدمی سوار تھے۔ دونوں غیر ملکی تھے اور ان میں سے ایک نے واضح طور پر انگریزی محاورے میں خس کم جہاں پاک کہا اور اس کے ساتھ ہی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ حالانکہ فطرتاً طور پر انہیں دھماکے کے بعد صورت حال معلوم کرنے کے لئے نیچے اترنا چاہیے تھا ——— اس پر تنویر مشکوک ہو گیا اور اس نے آگے بڑھنے کی بجائے اس کار کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کیا ——— کار شالیمار کالونی سے نکل کر مختلف سڑکوں پر گھومتی ہوئی ون یونٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں چلی گئی ہے اور ابھی تک وہیں ہے ——— تنویر باہر سے نگرانی کر رہا ہے" ——— بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"ویری گڈ! ——— اس کا مطلب ہے کہ تنویر کی عقل داڑھ نکل آئی ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس وقت مسئلہ یہ ہے ——— کہ ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری سے وہ راز اگلوانا ہے ——— اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ کونسا ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے ——— جس سے یہ راز فوری طور پر مل سکے" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں! ——— سر سلطان کا فون آیا تھا کہ میزائیلوں کے اڈے سے ایک عجیب و غریب قسم کا کیمرہ ملا ہے ——— جو بظاہر ایک قلم نظر آتا ہے لیکن شک پڑنے پر جب سائنس والوں نے اس کا تجزیہ کیا تو وہ کیمرہ ثابت ہوا ——— انہوں نے کہا ہے کہ اس جدید ترین کیمرے کی موجودگی کسی سازش کا نتیجہ ثابت ہو سکتی ہے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ! ——— وہ کیمرہ کہاں ہے؟" ——— عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ تو وہیں ہوگا ——— میں نے پوچھا نہیں" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ وہ کیمرہ فوراً منگوا لو ——— یقیناً اس کیمرے سے اڈے کی فلم اتاری گئی ہوگی ——— اس کیمرے کی ساخت سے ہمیں اندازہ ہو جائے گا کہ یہ راز کس صورت میں بھیجا جا رہا تھا" ——— عمران نے کہا۔

"ماسٹر اور مادام کی تلاشی لینے سے راز مل جائے گا" ——— بلیک زیرو نے ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کا اطمینان یہ ظاہر کرتا ہے کہ راز ان کے پاس نہیں ہے۔ اور ہے تو وہ کسی ایسے طریقے سے بھیجا جا رہا ہے ——— جس کی نشاندہی ان کے خیال کے مطابق نہیں ہو سکتی ——— ورنہ وہ لوگ اتنے مطمئن کبھی نہ ہوتے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوکے" ——— بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے سر سلطان کے نمبر ملانے شروع کر دیئے ——— رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے فوری طور پر

کیمرہ دانش منزل بھجوانے کے لئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں ٹنوزر کے پاس جا رہا ہوں ـــــ میں خود کوٹھی کے اندر جا کر حالات کا جائزہ لوں گا ـــــ تم ایسا کرو کہ تمام ممبروں کو مسلح کر کے کوٹھی کے گرد پھیلا دو ـــــ میں ڈی فور ٹرمین پہ انہیں ہدایات دوں گا ـــــ ہم ہماری واپسی تک ان دونوں کا خیال رکھنا ـــــ پھر کہیں یہ نکل نہ جائیں" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔



"باس ! ـــــ پاسپورٹ اور ویزے آج شام تک تیار ہو جائیں گے" مارشل نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ ! ـــــ پھر تم ایسا کرو کہ شام کی کسی فلائیٹ میں ریزرویشن کرا لو۔ اب میں جلد از جلد اس ملک سے جانا چاہتا ہوں" ـــــ سی ون نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں ابھی ابھی دان پوائنٹ کالونی کی اس کوٹھی میں پہنچے تھے۔

"میں نے ریزرویشن کے لئے بھی ایک ٹریولنگ ایجنسی سے بات کر لی ہے" مارشل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس عمارت کی تباہی کے بعد وہاں کی صورت حال کے بارے میں کوئی رپورٹ ملی ہے؟" ـــــ سی ون نے پوچھا۔

"میں معلوم کرتا ہوں" ـــــ مارشل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ! ـــــ معلوم کرو ـــــ ہمیں دشمن کی طرف سے بھی ہوشیار رہنا چاہیئے" ـــــ سی ون نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب دشمن رہا کہاں ہے ـــــ سب سے خطرناک آدمی تو حشر ترکی تھا ـــــ وہ تو عمارت کے ساتھ ہی ختم ہو گیا" ـــــ مارشل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی جب تک ہم اس ملک میں موجود ہیں ـــــ ہمیں حالات سے باخبر رہنا چاہیئے" ـــــ سی ون نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور مارشل اثبات میں سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا

اس کے باہر جاتے ہی سی ون نے کرسی کے قریب پڑے ہوئے ایک بریف کیس کو اٹھا کر سامنے موجود میز پر رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے کلر باکس جتنا ڈبہ نکال لیا۔ بریف کیس میں اس کلر باکس کے علاوہ بھی مصوری کا دوسرا سامان موجود تھا۔

کلر باکس ایکریمیا کی کسی کمپنی کا بنا ہوا تھا۔ سی ون نے کلر باکس کو کھولا۔ اس میں مختلف رنگوں کی ڈلیاں ایک ترتیب سے چھوٹے چھوٹے خانوں میں رکھی ہوئی تھیں اور اس کے ساتھ دو نفیس قسم کے برش بھی تھے۔

سی ون نے گہرے سرخ رنگ کی ایک ڈلی خانے میں سے نکالی۔ خانے کے عین درمیان میں ایک باریک سا سوراخ تھا۔ سی ون نے ایک برش اٹھا کر اس کا نچلا حصہ جو خاصا پتلا تھا اس سوراخ میں ڈال دیا اور برش کو چھوڑ دیا۔

اب برش سیدھا کھڑا تھا۔

سی دن نے دوسرا برش اٹھایا اور اس کی ڈنڈی کے سرے سے اس نے مختلف رنگوں کی ڈلیوں کو دبانا شروع کر دیا۔ وہ اس طرح ڈلیوں کو دبا رہا تھا کہ کبھی برش سفید رنگ کی ڈلی پر پڑتا اور پھر ایکدم ہٹ کر تیسری نیک رنگ کی ڈلی پر پہنچ جاتا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ہارمونیم بجا رہا ہو۔ دو تین بار ایسا کرنے کے بعد اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے برش کے بالوں کو خانے میں کھڑے ہوئے برش کے بالوں سے ٹکرا دیا۔

دونوں برشوں کے بالوں سے ٹکراتے ہی اچانک کلر باکس میں سے ہلکی سی گونج پیدا ہوئی اور سی دن نے برش ایک طرف رکھ کر انگلی کی مدد سے مختلف ڈلیوں کو زور سے اور آہستہ دبانا شروع کیا۔ دوسرے لمحے گونج ختم ہو گئی اور ایسی آواز آنی شروع ہو گئی جیسے سمندر کی تیز لہریں ساحل کے ساتھ سر پٹخ رہی ہوں۔

سی دن نے اب ایک رنگ کی ڈلی پر انگلی رکھی اور اسے جیسے ہی دبایا لہروں کی بجائے ایک آواز کلر باکس سے نکلی۔ آواز مردانہ تھی لیکن اس میں بے پناہ کرختگی تھی۔

" کراس کلب اوور" ـــــ بولنے والے نے کہا۔

" ہیڈ ماسٹر سپیکنگ اوور" ـــــ سی دن نے رنگ کی ڈلی کو انگلی سے دباتے ہوئے انتہائی تحکمانہ انداز میں کہا۔ اس کا لہجہ بالکل ہی بدل گیا تھا۔

" اوہ! ـــــ یس باس! ـــــ موریل سپیکنگ باس۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

" یہاں پاکیشیا میں مشن مکمل ہو گیا ہے ـــــ میں نے بٹن سیکرٹ ٹر بگرام کے ذریعے بھجوا دیا ہے ـــــ ماسٹر بگرام اور مادام بوشارمی جس ہٹ کے ذریعے یہاں سے نکلے ہیں۔ اُسے روانہ ہوئے آدھا گھنٹہ ہو گیا ے ـــــ وہ تین گھنٹوں بعد ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گے ـــــ تم نے ٹر بگرام کی پہنی ہوئی قمیص حاصل کرنی ہے ـــــ اور پھر اس میں سے ن سیکرٹ نکال کر محفوظ کر لینا ـــــ میں آج شام کی فلائیٹ سے یہاں ے نکلوں گا ـــــ اور رات کو پہنچ جاؤں گا ـــــ اس کے بعد فرستانی حکومت سے اس مشن کے سودے کی بات چیت کروں گا۔ اوور" ـــــ ی دن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" میں ماسٹر بگرام سے وہیں اڈے پر ہی بٹن حاصل کر لونگا۔ اوور" ـــــ ریل نے جواب دیا۔

" اُسے بٹن سیکرٹ کے بارے میں علم نہیں ـــــ اس لئے ہیڈکوارٹر ں قمیص حاصل کرنا ـــــ ویسے تم اڈے سے ہی اس کے ساتھ رہنا را سے سیدھے ہیڈکوارٹر لے جانا ـــــ ایسا نہ ہو کہ اس کی لاپرواہی سے اتنا قیمتی راز ضائع ہو جائے۔ اوور" ـــــ سی دن نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں باس ـــــ آپ کے حکم کی مکمل تعمیل ہوگی۔ اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوور اینڈ آل" ـــــ سی دن نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر خانے سے برش باہر نکال لیا۔ رنگ کی ڈلی خالی خانے میں رکھی اور دونوں برش واپس کلر باکس میں رکھنے کے بعد اس نے اسے بند کر دیا۔ اب وہ ایک عام سا کلر باکس معلوم ہو رہا تھا اور شاید کسی کے تصور میں بھی نہ آسکتا تھا کہ یہ چھوٹا سا

کلر باکس اتنا طاقتور ٹرانسمیٹر بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی مدد سے ہزاروں میل دور تک نشریات پہنچائی جا سکتی ہیں۔

سی دان نے کلر باکس دوبارہ بریف کیس میں رکھا اور اسے بند کر کے کرسی کے ساتھ ٹکا دیا۔

"باس غضب ہو گیا ——— فلائیٹ کو واپس بلوا لیا گیا ہے ——— اطلاع ملی ہے کہ ماسٹر بگرام اور مادام ہوشاری کو طیارے سے جبراً اتار کر کسی نامعلوم مقام پر لے جایا گیا ہے" ——— اچانک مارشل نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے" ——— سی دان بے اختیار کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹنے کے قریب ہو رہی تھیں۔

"باس ——— میں نے عمارت کے متعلق اطلاعات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس عمارت سے ابھی تک ملبہ اٹھایا جا رہا ہے ——— ابھی میں فون بند کر ہی رہا تھا کہ الیون مقرابٹ کا فون آ گیا ——— وہ کسی کام کی وجہ سے ایئرپورٹ پر ہی رک گیا تھا ——— اس طرح اسے علم ہو گیا کہ فلائیٹ واپس منگوائی گئی ہے اور ماسٹر بگرام اور مادام ہوشاری کو ایک جیپ میں جبراً سوار کر کے ایئرپورٹ سے باہر لے جایا گیا ہے ——— وہ چونکہ تنہا ریڈ ڈیوٹی پر تھا اس لئے وہ کچھ نہ کر سکا" ——— مارشل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن شدید خطرے میں ہے ——— ماسٹر بگرام کو یقیناً اسی عمارت میں لے جایا گیا ہو گا ——— جہاں الیکم اور مادام ہوشاری کو رکھا گیا تھا" ——— سی دان نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مگر باس ——— وہ بٹن سیکرٹ کیسے حاصل کر سکتے ہیں ——— جبکہ ماسٹر بگرام کو خود بھی اس کے متعلق علم نہیں ——— اور شاگردان کے تو تصور میں بھی کبھی نہیں آ سکتا کہ اتنا قیمتی راز ایک عام سے بٹن میں ہو سکتا ہے" ——— مارشل نے جواب دیا۔

"ہاں ——— میری احتیاط کام آ گئی ——— اگر ماسٹر بگرام کو اس کے متعلق علم ہوتا تو وہ تشدد کا کوئی بھی حربہ استعمال کر کے یہ سیکرٹ حاصل کر لیتے ——— کم از کم اب وہ ماسٹر بگرام اور مادام ہوشاری سے تو اس کے متعلق کچھ حاصل نہیں کر سکتے ——— لیکن ہمیں فوری طور پر ان دونوں کو وہاں سے نکالنا ہو گا ——— دیر ہو جانے کی صورت میں کچھ بھی ہو سکتا ہے" ——— سی دان نے بے چینی سے ٹہلتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو۔

"ہم بھی ماسٹر بگرام کی طرح کیوں نہ اس عمارت کے اندر داخل ہو کر چیک کریں" ——— مارشل نے سی دان کو خاموش دیکھ کر رائے دیتے ہوئے کہا۔

"اس وقت وہ لوگ ہوشیار نہیں تھے ——— لیکن اب وہ پوری طرح ہوشیار ہوں گے ——— اس لئے اب معاملہ زیادہ خطرناک ہو سکتا ہے"۔ سی دان نے بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہیں اس بٹن سیکرٹ کے بارے میں کوئی علم ہی نہ ہو ——— کیونکہ اس مشن کے متعلق تو انہیں علم ہی نہیں ہے" ——— مارشل نے کہا۔

"تم یہ بات کیوں بھول رہے ہو کہ جب علی عمران اور اس کے ساتھی ٹارچنگ روم میں قید تھے ——— تو میں نے انہیں خود بتایا تھا کہ ہم نے اپنا اصل

مشن پورا کر لیا ہے ــــــ اور وہ راز ماسٹر بلگرام اور مادام بشاری کے ذریعے ملک سے باہر جا چکا ہے ــــ اس وقت میں نے میزائلوں کے اڈے کا بھی ذکر کیا تھا ــــــ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ہماری بات چیت کہیں سنی جا رہی ہے" ــــــ سی ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ بات چیت کیسے سُنی جا سکتی ہے باس ــــــ ایسا ہونا ناممکن ہے" ــــــ مارشل نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ تم نے ان لوگوں کو ٹارچنگ روم میں بھیجتے ہوئے ان کی تلاشی لی تھی" ــــــ ؟ سی ون نے اچانک کسی خیال کے تحت چونک کر پوچھا۔

"تلاشی! ــــ نہیں ــــ اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا ــــــ اور پھر عمران تو سیڑھیوں کے ذریعے براہ راست ٹارچنگ روم میں پہنچ گیا تھا" ــــــ مارشل نے قدرے ندامت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ــــ یقیناً ان کے پاس ایسا کوئی ٹرانسمیٹر ہوگا ــــــ جس کے ذریعے کسی جگہ ہماری بات چیت پہنچ گئی ــــــ اور انہوں نے فلائیٹ کو واپس بلوا لیا" ــــــ سی ون نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے" ــــــ ؟ مارشل نے بے چین لہجے میں کہا۔

"میں بتاتا ہوں ــــــ اب دعوتِ ولیمہ ہونی چاہیے" ــــــ اچانک دروازے سے آواز سنائی دی اور وہ دونوں بُری طرح اچھل پڑے۔

عمران جب دان یونٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ کے قریب پہنچا تو اس نے دُور سے ہی تنویر کو کوٹھی سے ذرا فاصلے پر ایک بک سٹال کے سامنے کھڑا پایا۔ عمران نے کار ایک طرف روکی اور پھر نیچے اتر کر تنویر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تنویر کی نظریں اس پر پڑیں تو اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسالہ واپس سٹال پر رکھا اور تیزی سے مڑ کر عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

"کوٹھی میں کتنے آدمی ہیں" ــــــ ؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کار میں تو دو آدمی اندر گئے تھے ــــــ اور وہ دونوں ابھی تک اندر ہی موجود ہیں ــــــ ان کے علاوہ مجھے علم نہیں ہے کہ کتنے آدمی اندر ہیں"۔ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا انداز عمران کو دیکھ کر موڈ بگڑ گیا تھا۔

"اچھا ــــ تم یہیں ٹھہرو ــــ میں اندر جاتا ہوں ــــ اور ہاں!

ایکسٹو نے تمام ممبروں کو کوٹھی کے گھیرے کا حکم دیا ہے ـــــ وہ لوگ جلد ہی پہنچ جائیں گے ـــــ تم نے انہیں ہینڈل کرنا ہے ـــــ انہیں کوٹھی کے گرد پھیلا دینا ـــــ مجھے ضرورت پڑی تو میں ڈی فورٹین پر تم سے رابطہ قائم کر لوں گا" ـــــ عمران نے کہا اور پھر جیب سے ایک ڈی فورٹین ٹرانسمیٹر نکال کر تنویر کے حوالے کر دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں پوری طرح ہوشیار رہوں گا" ـــــ تنویر نے بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔ شاید عمران نے اسے باقی ممبروں پر انچارج بنا دیا تھا اس لئے اس کا موڈ درست ہو گیا تھا۔

اور پھر عمران دھیرے سے مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ سائیڈ روڈ سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا۔ کوٹھی کے عقب میں ایک چھوٹی سی گلی تھی جو سنسان پڑی ہوئی تھی۔ کوٹھی کی دیوار کچھ زیادہ اونچی نہ تھی۔ عمران نے ایک لمحے رک کر ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ فضا میں کسی پرندے کی طرح اچھلا۔ اس کے ہاتھ دیوار کی منڈیر پر ٹک گئے اور پھر وہ ہاتھوں کے بل اٹھتا ہوا دیوار پر پہنچ گیا۔

کوٹھی کا عقبی لان بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران نے ایک نظر اندر کے ماحول کا جائزہ لیا اور دوسرے لمحے وہ ہلکے سے دھماکے سے دوسری طرف اتر گیا۔ دیوار کے ساتھ السر کی اونچی باڑ موجود تھی۔ عمران چند لمحے باڑ کے پیچھے دبکا رہا لیکن جب اس ہلکے سے دھماکے کا کوئی ردعمل نہ ہوا تو عمران باڑ کے پیچھے سے نکلا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ زخمی چیتے کی طرح بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ کوٹھی کی حالت سے محسوس یہی ہو رہا تھا کہ وہ خالی پڑی ہوئی ہے۔ لیکن تنویر کی رپورٹ تھی کہ

کار اور اس میں سوار داخل ہونے والے دونوں آدمی ابھی اندر ہی ہیں اس لئے وہ احتیاط سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا وہ اس کے سامنے والے حصے پر پہنچ گیا۔ یہاں بھی کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ پورچ میں سیاہ رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی۔ عمران آہستگی سے برآمدے میں داخل ہوا۔ ریوالور اس کے ہاتھ میں موجود تھا اور پھر برآمدے سے ہوتا ہوا وہ درمیانی گیلری کے سرے پر پہنچ گیا۔ وہ چند لمحے دیوار کے ساتھ چپکا رہا۔ پھر اس نے آہستہ سے سر باہر کر کے گیلری میں جھانکا۔ ایک کمرے کے دروازے سے روشنی باہر گیلری میں پڑ رہی تھی۔ عمران آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازے میں سے دو آدمیوں کے درمیان بات چیت کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران ہاتھ میں ریوالور پکڑے دروازے کے قریب رک گیا۔ اب اسے آوازیں واضح طور پر سنائی دینے لگی تھیں۔ کیونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور پھر ایک آواز سنتے ہی اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا کیونکہ وہ آواز پہچان گیا تھا وہ چیف ماسٹر کی آواز پہچان گیا تھا۔

"اوہ! ـــــ تم نے ان لوگوں کو ٹارچنگ روم میں بھیجتے ہوئے ان کی تلاشی لی تھی" ـــــ ؟ وہ آواز دوسرے سے پوچھ رہی تھی۔

"تلاشی ـــــ نہیں ـــــ اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا ـــــ اور پھر عمران کو سیڑھیوں کے ذریعے براہ راست ٹارچنگ روم میں پہنچ گیا تھا" ـــــ دوسری آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں ہلکا سا ندامت کا تاثر موجود تھا۔ اور عمران یہ آواز بھی پہچان گیا۔ یہ وہ آواز تھی جس نے ٹارچنگ روم میں پہلے ان سے بات چیت کی تھی۔

"اوہ! ـــــ یقیناً ان کے پاس کوئی ایسا ٹرانسمیٹر ہوگا ـــــ جس کے ذریعے کسی جگہ ہماری بات چیت پہنچ گئی ـــــ اور انہوں نے فلائیٹ کو واپس بلوا لیا" ـــــ سی ون کی آواز سنائی دی۔ پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسرے آدمی کی آواز سنائی دی۔

"اب کیا پروگرام ہے" ـــــ؟ دوسری آواز پوچھ رہی تھی۔ اور اسی لمحے عمران نے مداخلت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں یہ لوگ اپنے کسی ساتھی کو نہ بلا لیں۔ چنانچہ عمران نے قدم آگے بڑھایا اور دروازے کے سامنے پہنچتے ہوئے کہا۔

"میں بتاتا ہوں ـــــ اب دعوت ولیمہ ہونی چاہیئے" ـــــ عمران کا لہجہ واضح طور پر مضحکہ اڑانے والا تھا۔

اور عمران کی آواز کمرے میں بم کی طرح پھٹی اور وہ دونوں بری طرح اچھل پڑے۔ ان دونوں کے چہرے حیرت اور خوف سے بُری طرح بگڑ گئے تھے۔ ان دونوں کی نظریں عمران پر یوں جمی ہوئی تھیں جیسے انہیں یقین نہ آرہا ہو کہ وہ کسی زندہ آدمی سے بات کر رہے ہیں۔ ان کے سامنے کوئی روح کھڑی ہے۔

"تت ـ ـ تم زندہ ہو" ـــــ؟ سب سے پہلے سی ون نے سکوت توڑا۔ اس کے لہجے سے بے اعتباری نمایاں تھی۔

"زندہ ہوں ـــــ تو دعوت ولیمہ کھانے آگیا ہوں ـــــ ورنہ روحوں کو مرغ مسلم سے کیا واسطہ" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیسے زندہ بچے" ـــــ؟ سی ون کو شاید ابھی تک یقین ہی نہ

آرہا تھا۔

"مجھے بے حد بھوک لگی ہوئی تھی ـــــ اور ظاہر ہے میں بھوکا مرنا پسند نہیں کر سکتا ـــــ چنانچہ میں نے مرنے کا پروگرام ملتوی کر دیا ـــــ اور یہاں دعوت ولیمہ کھانے آگیا ـــــ لیکن یہاں تو مجھے دعوت کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر تم وہاں سے بچ نکلے ہو ـــــ تو پھر اب تمہاری موت یقینی ہے"۔ سی ون نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔ وہ حیرت کے پہلے زبردست جھٹکے سے سنبھل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اب مارشل کے چہرے پر بھی حیرت کی بجائے غصے کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔

"میری موت تو بہرحال یقینی ہے ـــــ ہر انسان نے ایک نہ ایک روز مرنا ہے ـــــ لیکن میں کم از کم اپنی حیثیت سے کم آدمی کے ہاتھوں مرنا پسند نہیں کر سکتا ـــــ مجھے مارنے کے لئے تو اپنے چیف ماسٹر کو بلواؤ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چیف ماسٹر کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے ـــــ ہم خود تمہیں عبرتناک موت کے حوالے کر سکتے ہیں" ـــــ مارشل نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"اچھا! ـــــ تم بھی بول پڑے ـــــ شکر ہے ـــــ میں تو سمجھا تھا کہ تمہیں دعوت ولیمہ میں کوّے کی زبان کھلانی پڑیگی" ـــــ عمران نے جواب دیا ـــــ اور پھر مارشل نے ہی پہل کی۔ وہ اپنی جگہ سے بجلی کی سی تیزی

سے اچھلا۔ اس کا انداز بے حد برق رفتار تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو سیدھا کرتا، مارشل تڑپ کے گولے کی طرح عمران سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے وہ عمران سمیت باہر گیلری میں جا گرا۔

عمران کو شاید مارشل سے اس قدر پھرتی کی توقع ہی نہ تھی اس لئے وہ ردعمل کے طور پر اپنا بچاؤ نہ کر سکا تھا اور اس طرح وہ مارشل کے داؤ میں آ گیا تھا۔

گیلری کافی تنگ تھی اور مارشل پوری قوت سے عمران سے ٹکرایا تھا اس لئے عمران اچھل کر گیلری کی پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کا سر دیوار کے ساتھ پوری قوت سے ٹکرایا تھا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سر بے شمار ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا ہو۔ اس کے دماغ پر اندھیرا ایسا چھا گیا جیسے فیوز اڑ جانے سے بجلی کا بلب بجھ جاتا ہے۔

پھر اس کے شعور میں ایک جھٹکے سے ہلچل سی پیدا ہوئی اور اسکی آنکھیں خود بخود کھلتی چلی گئیں۔ اس کی آنکھوں میں روشنی آہستہ آہستہ بھرتی چلی گئی۔ اور پھر جب شعور پوری طرح جاگ اٹھا تو اس نے اپنے آپ کو اسی کمرے میں رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھے پایا۔ اس کے ہاتھ کرسی کی پشت پر کر کے باندھ دیئے گئے تھے۔ اور پیروں کو علیحدہ علیحدہ کرسی کے دونوں پایوں کے ساتھ رکھ کر باندھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے سینے کو بھی کرسی کی پشت کے ساتھ رسیوں سے باندھا گیا تھا اور سی ون اور مارشل دونوں اس کے سامنے اپنے ہاتھوں میں ریوالور لئے کھڑے تھے۔ ان کے چہروں پر فتح مندی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"کیا دعوت ولیمہ کی تیاری مکمل ہو گئی ہے ——؟ چلو شکر ہے کہ تم نے میرا منہ تو کھلا رکھا ہے —— ورنہ ظاہر ہے مجھے دعوت میں منہ باندھ کر بیٹھنا پڑتا" —— عمران نے ہوش میں آتے ہی بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم واقعی بے حد بہادر —— اور حوصلہ مند ہو —— لیکن افسوس کہ اب تمہاری زندگی کے صرف چند لمحے باقی رہ گئے ہیں" —— سی ون نے بڑے سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چند لمحے —— چند صدیوں پر بھی محیط ہو سکتے ہیں دوست! —— اس لئے تم میری فکر چھوڑو —— اپنی بات کرو" —— عمران نے یوں بے نیازی سے سر جھٹکتے ہوئے کہا جیسے اُسے موت کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

"مارشل! —— اسے گولی مار دو —— اب ہم یہاں زیادہ وقت ضائع نہیں کر سکتے" —— سی ون نے مارشل سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس —— چیف ماسٹر" —— مارشل نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور عمران کی طرف کر دیا۔ یہ وہی ریوالور تھا جو پہلے عمران کے پاس تھا۔

"اچھا! —— تو تم چیف ماسٹر ہو —— ویسے مجھے یقین تو نہیں آ رہا —— کیونکہ میرے ذہن میں چیف ماسٹر کی کوئی اور ہی تصویر تھی۔ لیکن تم تو بھیگے ہوئے چوہے لگ رہے ہو" —— عمران نے سی ون کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے حقارت آمیز لہجے میں جواب دیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بھی مارشل کی طرف نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا تھا جو ریوالور کا رخ عمران کی

طرف کے ٹریگر پر انگلی رکھے کھڑا تھا۔

"فائر" ـــــــ سی ون نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور مارشل نے دانت پیستے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔



عمران کے باہر نکلتے ہی بلیک زیرو نے پھرتی سے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ" ـــــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــــ جولیا کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"جولیا! ـــــ جو ممبرز بھی صحیح حالت میں ہیں ـــــ انہیں کال کر کے فوری طور پر ون یونٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بابہ پر بھیج دو ـــــ تنویر اور عمران وہاں گئے ہیں ـــــــ انہیں پوری طرح مسلح ہونا چاہیئے ـــــ عمران وہاں انہیں ہینڈل کرے گا" ـــــــ بلیک زیرو نے تحکمانہ لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ـــــــ جولیا نے مختصر سا جواب دیا اور بلیک زیرو نے بغیر کوئی جواب دیئے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

ایئرپورٹ سے لائے جانے والے ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری گیسٹ روم میں تھے اور ان سے وہ راز حاصل کرنا تھا جو وہ اپنے ساتھ ملک سے باہر لے جانا چاہتے تھے۔

بلیک زیرو نے سوچا کہ عمران کے واپس آنے سے پہلے وہ خود کوشش کر دیکھے۔ کیونکہ اس سے پہلے اس کی غفلت کی وجہ سے ہی ماسٹر بلگرام، عمران اور بلیک زیرو کو دانش منزل سے اغوا کر کے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور شاید ایسا سیکرٹ سروس کی تاریخ میں پہلی بار ہوا تھا اور یہ بات بلیک زیرو کے لئے موت کے مترادف تھی۔ یہ اور بات تھی کہ عمران نے اس بات کو اپنی اعلیٰ ظرفی کی وجہ سے نظرانداز کر دیا تھا۔ لیکن بلیک زیرو جانتا تھا کہ یہ اتنی بڑی کوتاہی ہے کہ جس کی سزا موت ہی ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے سوچا کہ اگر وہ عمران سے پہلے وہ راز ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری سے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کی غفلت کا کچھ نہ کچھ ازالہ ہو سکتا ہے۔

اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے اپنا مخصوص نقاب نکال کر چہرے پر چڑھایا اور پھر اس نے آٹومیٹک کنٹرول والا بٹن دبا دیا۔ اب دانش منزل کا حفاظتی سسٹم کمپیوٹر کے تحت آگیا تھا اور اب بغیر اجازت مکھی بھی دانش منزل میں داخل نہ ہو سکتی تھی۔

اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد وہ تیزی سے آپریشن روم سے باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گیسٹ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا انداز بے حد جارحانہ تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ذہنی طور پر یہ فیصلہ کر چکا ہو کہ آج ہر قیمت پر

ان دونوں سے راز حاصل کر کے ہی وہ واپس لوٹے گا۔

گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو اس نے ان دونوں کو شیشے کے پارٹیشن کی دوسری طرف فرش پر بیٹھے ہوئے پایا۔ وہ دونوں دیوار سے پشت لگائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو کو دیکھ کر وہ دونوں چونکے ضرور ـــــ لیکن انہوں نے مزید کوئی حرکت نہ کی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ کسی کے منتظر بیٹھے ہوں۔

"ماسٹر ملگرام اور مادام لوشاری! ـــــ میں یہ فیصلہ کر کے آیا ہوں کہ تم سے وہ راز حاصل کروں ـــــ جو تم اپنے ساتھ لیکر ہمارے ملک سے جا رہے تھے ـــــ اس کے لئے اگر مجھے تمہارے جسم کا ریشہ ریشہ بھی علیحدہ کرنا پڑا تو میں بالکل نہ جھجکوں گا ـــــ اور اگر میں ایک بار شروع ہو گیا تو پھر میرے ہاتھ اس وقت تک نہ رکیں گے ـ ـ ـ جب تک تمہارے جسم ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل نہ ہو جائیں ـ ـ ـ اس لئے میں صرف تمہیں ایک منٹ دیتا ہوں کہ تم وہ راز میرے حوالے کر دو ـــــ میں صرف پانچ تک گنوں گا ـ ـ اس کے بعد میں بہرہ اور گونگا بن جاؤں گا" ـــــ بلیک زیرو نے انتہائی سرد لہجے میں پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ہمارے پاس کوئی راز نہیں ہے ـــــ اگر کوئی ایسا راز ہوتا تو ظاہر ہے ہم اتنے اطمینان سے تمہارے ساتھ نہ چلے آتے ـــــ ہم جانوں پر کھیل کر وہ راز بچانے کی کوشش کرتے ـــــ تمہیں اس بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے" ـــــ ماسٹر ملگرام نے بڑے خلوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے! ـــــ تم نے اپنا فیصلہ سنا دیا ـــــ اب مجھے گلہ نہ

کرنا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور اس کے بعد اس نے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر اس کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی شیشے کے پارٹیشن کے پیچھے بنے ہوئے کمرے میں جہاں وہ دونوں موجود تھے، سائیڈوں کی دونوں دیواروں کے درمیان یک وقت دو خانے کھلے اور پھر ان دونوں خانوں میں بجلی سی چمکی اور وہ دونوں چیخیں مارتے ہوئے اچھل کر اپنی جگہ سے دور جا گرے جیسے ان کے جسموں پر کسی نے تیزاب سے بھرے ہوئے ڈرم پھینک دیئے ہوں۔

جیسے ہی ان دونوں کے جسم فرش پر گرے، دونوں دیواروں میں موجود خانوں میں ایک بار پھر بجلی سی چمکی اور وہ دونوں پہلے سے زیادہ بھیانک انداز میں چیختے ہوئے دوسری جگہ جا گرے اور پھر وہاں سے چیختے ہوئے تیسری جگہ ـــــ ان کے جسم جیسے ہی فرش سے لگتے ـ ـ ـ دونوں خانوں میں بجلی سی چمکتی ـــــ اور کمرہ ان کی چیخوں سے گونج اٹھتا ـــــ ان دونوں کے چہرے بری طرح مسخ ہو چکے تھے ـــــ سر کے بال کانٹوں کی طرح کھڑے ہو گئے تھے ـــــ اور وہ چیختے ہوئے گیندوں کی طرح مسلسل اچھل رہے تھے۔

پہلے تو ان کی چیخوں میں خاصی شدت تھی۔ لیکن آہستہ آہستہ چیخیں مدھم پڑتی جا رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کی قوت مدافعت بس ختم ہی ہونے والی ہو۔

اور پھر بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔ اور وہ دونوں فرش کے درمیان کٹے ہوئے شہتیروں کی طرح گرے اور بری طرح ہانپنے لگے۔ مادام

ہوشیاری کی حالت ماسٹر سے زیادہ خراب تھی۔

بلیک زیرو چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس بٹن کے ساتھ لگا ہوا ایک اور بٹن دبا دیا۔ اور اس بٹن کے دبتے ہی کمرے کی چھت درمیان سے کھلی اور اس میں سے چکی کے پاٹ کی طرح لوہے کا ٹھوس ٹکڑا آہستہ آہستہ نیچے آنے لگا۔ اس ٹکڑے کے پیچھے مضبوط زنجیر بندھی ہوئی تھی۔ لوہے کا یہ ٹکڑا نیچے آتا چلا گیا۔ اور وہ دونوں آنکھیں پھاڑے اسے نیچے آتا دیکھ رہے تھے۔

یہ ٹکڑا اتنا بڑا تھا کہ اسے دیکھتے ہی فوراً یہ احساس ہو جاتا تھا کہ یہ ٹکڑا اگر ان کے جسموں پر گر پڑا تو وہ فرش کے ساتھ پلستر ہو کر رہ جائیں گے لیکن شاید ان دونوں کے چہروں پر بے چینی اس لئے نہ پھیلی کہ جس جگہ وہ لیٹے ہوئے تھے ٹکڑا اس سے کافی فاصلے پر تھا اور ظاہر ہے اگر وہ گرتا تو وہ اس کی زد میں نہ آسکتے تھے۔

فولادی ٹکڑا کافی نیچے آکر رک گیا۔ اور پھر زنجیروں میں ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ سی سنائی دی اور فولادی ٹکڑے نے اپنا رخ بدلنا شروع کر دیا۔ وہ جس زنجیر سے لٹکا ہوا تھا اس کا سرا چھت پر یوں ایک طرف ہٹتا جا رہا تھا جیسے چھت پر اس کے چلنے کے لئے باقاعدہ پٹڑی بچھی ہوئی ہو۔

اور پھر وہ ٹکڑا ٹھیک ان دونوں کے اوپر آکر رک گیا۔ اب ان کے جسموں اور اس ٹکڑے کے درمیان صرف چار فٹ کا فاصلہ تھا۔ ان دونوں نے اس ٹکڑے کو عین اپنے اوپر لٹکتے دیکھا تو ان کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں اور انہوں نے لاشعوری طور پر اس کے نیچے سے نکل جانے کے لئے اپنے جسموں کو کھسکانا چاہا۔ مگر وہ صرف بل کھا کر رہ گئے۔ ان دونوں

کے جسم فرش سے چپکے ہوئے تھے۔ اور وہ حرکت نہ کر سکتے تھے۔

ٹکڑا چند لمحے رکنے کے بعد ایک بار پھر نیچا ہونا شروع ہو گیا۔ وہ سنٹی میٹروں کے حساب سے نیچے اتر رہا تھا۔

"روکو ــــ اسے روکو ــــ خدا کے لئے روکو" ــــ ان دونوں کے حلق سے ہذیانی لہجے میں آواز نکلی۔

"یہ نہیں رک سکتا ــــ اس کے رکنے کی ایک ہی ترکیب ہے کہ تم اس راز کے متعلق مجھے بتا دو" ــــ بلیک زیرو نے بڑے سپاٹ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمارے پاس کوئی راز نہیں ــــ یقین کرو ــــ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے" ــــ ان دونوں نے بیک وقت چیختے ہوئے جواب دیا ان دونوں کی نظریں آہستہ آہستہ نیچے آتے ہوئے اس فولادی ٹکڑے پر جمی ہوئی تھیں۔

"اگر کچھ نہیں ــــ تو پھر تمہارا مر جانا ہی بہتر ہے" ــــ بلیک زیرو کا لہجہ پہلے سے زیادہ سپاٹ ہو گیا۔

فولادی ٹکڑا اب دونوں کے جسموں سے صرف ایک فٹ کے فاصلے پر پہنچ گیا تھا۔ ان دونوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ وہ دونوں بری طرح واویلا کر رہے تھے اور بلیک زیرو غور سے ان کی حالت دیکھ رہا تھا۔

اور پھر فولادی ٹکڑے کی نچلی سطح ماسٹر بگرام کی ناک سے چھو گئی اور اس کی ناک یوں پچک گئی جیسے کسی نے ہتھوڑا مار کر توڑ دی ہو۔

بلیک زیرو نے بڑی پھرتی سے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔ اور بٹن آف ہوتے ہی لوہے کا ٹکڑا انتہائی تیزی سے واپس چھت کی طرف بلند ہوا اور

تھوڑی دیر بعد وہ چھت میں غائب ہو چکا تھا۔

بلیک زیرو حیران تھا کہ موت کو اس قدر نزدیک دیکھ کر بھی وہ راز نہیں بتا رہے۔ اس سے تو ظاہر ہے کہ ان کے پاس کوئی راز موجود نہیں ہے۔ ورنہ یہ ایک انسان کی نفسیات سے بعید ہے کہ وہ اچانک موت کو اس قدر قریب دیکھ کر اپنی خود اعتمادی کو کنٹرول میں رکھ سکے۔

اسی لمحے اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ راز ان کے پاس ہو لیکن انہیں خود اس کا علم نہ ہو۔ اس لئے وہ بتانے سے قاصر ہوں۔ چنانچہ یہ خیال آتے ہی خود ان کی تلاشی لینے کا فیصلہ کیا اور پھر اس نے سوئچ بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی کمرے میں سرخ رنگ کی گیس بھرتی چلی گئی۔ چند لمحے گیس بھرتی رہی۔ اس کے بعد وہ غائب ہوتی چلی گئی۔ یہ گیس بیہوش کر دینے والی تھی اور بلیک زیرو کو یقین تھا کہ وہ دونوں اب کم از کم چار پانچ گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آ سکتے۔

بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبایا تو درمیان میں موجود شیشے کی دیوار سرر کی آواز سے اٹھ کر چھت میں غائب ہو گئی۔ اور بلیک زیرو تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔

ان دونوں کے قریب پہنچ کر بلیک زیرو ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر وہ فرش پر پڑے ہوئے ماسٹر بلگرام پر جھکتا چلا گیا۔ وہ اس کے کپڑوں کی تلاشی لینا چاہتا تھا کہ اچانک ماسٹر بلگرام کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے بجلی چمکی ہو اور دوسرے لمحے وہ الٹ کر فرش پر گر چکا تھا اور ماسٹر بلگرام اس کے

اوپر سوار تھا۔

بلیک زیرو نے پھرتی سے دونوں پیر سمیٹ کر اسے گھٹنوں کی مدد سے ایک طرف اچھالنا چاہا۔

مگر اسی لمحے قریب پڑی ہوئی مادام ہوشاری اچھلی اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح بلیک زیرو کی دونوں ٹانگوں کے اوپر آ گری اور اس طرح بلیک زیرو بے بس ہو گیا۔

ماسٹر بلگرام نے پوری قوت سے سر کی ٹکر بلیک زیرو کی ناک پر ماری اور پھر جیسے کوئی مشین حرکت میں آ جاتی ہے۔ وہ مسلسل اس کی ناک پر بڑے وحشیانہ انداز میں ٹکریں مارتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد بلیک زیرو کے حواس جواب دے گئے اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

مارشل نے دانت پیستے ہوئے ٹریگر دبا دیا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ کیونکہ ریوالور میں سے صرف ٹرچ کی آواز نکلی تھی۔ اس میں سرے سے گولی تھی ہی نہیں۔ اس نے دو تین بار مزید ٹریگر دبایا۔ لیکن سوائے اسی آواز کے اور اس میں سے کچھ نہ نکلا۔

"یہ خالی ریوالور لے کر ہم پر چڑھ دوڑا تھا ——— اس کا دستہ مار مار کر اس کی کھوپڑی توڑ ڈالو" ——— سی دان نے چیختے ہوئے کہا اور مارشل ریوالور کو نال سے پکڑ کر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اور اس کے قریب جا کر جیسے ہی ہاتھ بلند کیا، دوسرے لمحے وہ بُری طرح اچھل کر پیچھے کھڑے ہوئے سی دان پر جا پڑا۔ اور وہ دونوں ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرے اور جب وہ آپس میں ٹکرا کر دوبارہ کھڑے ہوئے تو عمران اسی طرح کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ اس کے دونوں ہاتھ جو کرسی کے پیچھے بندھے ہوئے تھے نہ صرف آزاد تھے بلکہ مارشل کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور بھی اس کے ہاتھوں

میں تھا۔

"میں نے ایک بار پہلے بھی نقلی ماسٹر بگرام کو بتلایا تھا کہ رسیاں میرا راستہ نہیں روک سکتیں ——— اب تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو"۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ خالی ریوالور ہے ——— میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں" ——— مارشل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ وحشی ہاتھی کی طرح عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ ظاہر ہے وہ خود اس ریوالور کو چلا کر دیکھ چکا تھا کہ وہ خالی ہے اس لئے ظاہر ہے کہ وہ اس خالی ریوالور سے کیسے خوفزدہ ہو سکتا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ عمران کے قریب پہنچتا، عمران نے ٹریگر دبا دیا اور اس بار ریوالور میں سے ٹرچ کی آواز کی بجائے گولی نکلی اور مارشل چیخ مار کر پیٹ کے بل نیچے گر پڑا۔ گولی اس کے سینے میں لگی تھی۔

مارشل کے پیچھے سی دان بھی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ وہ شاید مارشل کی طرف سے کارروائی کا منتظر تھا اور اسے بھی معلوم تھا کہ عمران کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور خالی ہے۔ اس لئے وہ بھی مطمئن انداز میں کھڑا تھا لیکن جب مارشل گولی کھا کر گرا تو اس نے بڑی پھرتی سے چھلانگ لگا کر کمرے سے باہر نکلنا چاہا۔ مگر عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نے ایک اور گولی اگل دی اور سی دان کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور وہ منہ کے بل دروازے کی دہلیز پر ہی گر گیا۔ گولی اس کے کولہے کے جوڑ میں پیوست ہو گئی تھی۔

پھر جیسے ہی سی دان نیچے گرا۔ عمران نے دو تین بار مزید ٹریگر دبایا اور سی دان کے حلق سے چیخیں نکلتی چلی گئیں۔ گولیاں اس کی ٹانگوں پر پڑی تھیں۔

"اب تم اپنی جگہ سے ہل نہ سکو گے چیف ماسٹر" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں کی مدد سے پہلے اپنے سینے کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کاٹیں اور پھر جھک کر وہ دونوں رسیاں بھی کاٹ ڈالیں جو اس کے پیروں سے بندھی ہوئی تھیں۔ اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

مارشل تو ایک ہی گولی کھا کر ختم ہو چکا تھا۔ البتہ سی ون بیہوش پڑا تھا۔ عمران نے ریوالور کے دستے کے نیچے ابھری ہوئی جگہ کو انگوٹھے سے دبایا تو ریوالور بے ضرر ہو گیا۔ اب اگر اسے چلایا جاتا تو ٹرچ کی آواز ہی نکل سکتی تھی۔

عمران نے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دروازے کے درمیان میں پڑے ہوئے سی ون کا ہاتھ پکڑا اور اسے یوں گھسیٹتا ہوا پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا جیسے کارپوریشن کے جمعدار کسی کتے کی لاش کو گھسیٹ کر لے جاتے ہیں۔

عمران نے پورچ میں کھڑی ہوئی سیاہ رنگ کی کار کا دروازہ کھولا اور سی ون کو اٹھا کر پچھلی سیٹ پر پھینک دیا۔ اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے کار سٹارٹ کرنے سے پہلے جیب سے ڈبی نما مخصوص ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"یس ——— تنویر بول رہا ہوں۔ اوور" ——— تنویر کی اشتیاق بھری آواز سنائی دی۔

"ممبرز پہنچ گئے ہیں۔ اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"ہاں! ——— سب پہنچ گئے ہیں ——— اور میں نے انہیں کوٹھی کے گرد پھیلا دیا ہے ——— صرف آپ کی طرف سے کال کا انتظار ہے۔ اوور"

تنویر نے جواب دیا۔

"تو پھر تم اپنی ٹیم کو واپس ٹرن کا حکم دے دو ——— کیونکہ اب ان کی ضرورت نہیں رہی۔ اوور" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— ؟ کیا ہم خواہ مخواہ اتنی دیر سے یہاں پہرہ دیتے رہے۔ اوور" ——— تنویر کے لہجے میں اچانک جھلاہٹ عود کر آئی۔

"تمہیں اسی کی تنخواہ ملتی ہے تنویر صاحب ——— اوور اینڈ آل" عمران نے تلخ لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔ اور کار سٹارٹ کرنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔

عمران نے یہی پروگرام بنایا تھا کہ چیف ماسٹر کو دانش منزل لے جایا جائے اور پھر اس سے اس راز کو اگلوایا جائے۔

بلیک زیرو کے بیہوش ہوتے ہی ماسٹر بلگرام اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ طاری تھی۔

"اسے مار ڈالو ماسٹر" ——— مادام بوشاری نے بھی ماسٹر بلگرام کو اٹھتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں مادام! ——— یہ خود ہمیں اس کمرے سے ——— اور پھر اس عمارت سے باہر نکالے گا ——— میں اسے اپنے ساتھ چیف ماسٹر کے پاس لے جاؤں گا ——— یہ اس کے لئے بہت بڑا تحفہ ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اس کی قید میں ہو ——— جسے پوری دنیا نے ہوا بنایا ہوا ہے" ——— ماسٹر بلگرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے ہوش میں مت لانا ——— ہو سکتا ہے ——— یہ کوئی چال چل جائے" ——— مادام بوشاری نے کہا۔ وہ شاید اپنے پر گزرنے والے تشدد سے بے حد خوفزدہ تھی۔

"چلو دیکھو ——— اگر کمرے کا دروازہ کھلا ہوا ہے ——— تو پھر اسے ہوش میں لانے کی ضرورت نہیں" ——— ماسٹر نے کہا اور پھر اس نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے بلیک زیرو کو وہیں چھوڑا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

لیکن دروازہ اس کی توقع کے مطابق بند تھا۔ اس نے اس کا لاک کھولنے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن بے سود ——— لاک کسی طرح بھی کھلنے میں نہ آ رہا تھا۔

"مجبوری ہے مادام! ——— اسے ہوش میں لانا پڑے گا" ——— ماسٹر نے لاک سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی شیشے کی دیوار نیچے ڈالو اور اسے علیحدہ کر دو ——— تاکہ ہوش میں آ کر یہ ہمیں کچھ نہ کہہ سکے" ——— مادام بوشاری بے حد خوفزدہ تھی۔

ماسٹر نے اس کی بات سن کر سر ہلایا اور پھر غور سے سوئچ بورڈ کو دیکھنے لگا جس کے سامنے اور سائیڈوں پر بے شمار چھوٹے چھوٹے بٹن موجود تھے۔ اب اسے یہ معلوم نہ تھا کہ ان میں سے کونسا بٹن شیشے کی دیوار کو نیچے اتارنے کا ہے۔

آخر اس نے ویسے ہی تجربے کے طور پر ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی اچانک اس جگہ کا فرش تیزی سے ہٹا، جہاں بلیک زیرو پڑا ہوا تھا اور دوسرے لمحے بلیک زیرو غائب ہو چکا تھا اور اس کی جگہ فرش برابر ہو گیا تھا۔ اب وہ کمرہ خالی پڑا تھا۔

"اوہ! ——— یہ بہت برا ہوا ——— اب ہم کمرے سے کیسے نکلیں گے" ——— ماسٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ کہاں غائب ہو گیا" ___ مادام نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں اس کمرے کے نیچے کوئی گٹر ہے ___ جو آدمی تشدد کی بنا پر مر جاتا ہوگا ___ اسے اسی طریقے سے گٹر میں پھینک دیا جاتا ہوگا" ___ ماسٹر نے کہا۔

"اب کیا کریں ___ ؟ کسی طرح دروازہ کھولو" ___ مادام نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

ماسٹر نے دوبارہ لاک کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن لاک سسٹم ہی کچھ ایسا تھا کہ وہ کسی طور پر کھلنے ہی میں نہ آ رہا تھا۔ آخر تھک ہار کر وہ ایک طرف ہٹ گیا۔

"دروازہ نہیں کھل سکتا ___ اب تو ایک ہی صورت ہے کہ ہم دونوں اطراف میں کھڑے ہو کر کسی کے اندر آنے کا انتظار کریں ___ اور جب کوئی باہر سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو تو اسے مار گرایا جائے ___ اور پھر کھلے دروازے سے باہر نکلا جائے" ___ ماسٹر بلگرام نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے ___ ہم نے سرخ گیس دیکھتے ہی سانس روک لئے تھے ورنہ نجانے یہ خوفناک نقاب پوش ہمارا کیا حشر کرتا" ___ مادام نے فرش پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ ہمیں اس گیس کے متعلق معلومات حاصل تھیں ___ اس لئے بچ گئے" ___ ماسٹر بلگرام نے جواب دیا اور پھر وہ بھی دروازے سے ذرا ہٹ کر فرش پر بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے اب سوائے انتظار کے وہ اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔

"کسی اور بٹن کو دبا کر دیکھو ___ شاید مسئلہ حل ہو جائے" ___ اچانک ام ہوشاری نے چونک کر کہا۔

"نہیں ___ میں مزید رسک نہیں لے سکتا ___ یہ کمرہ تو مجھے سم ہوشربا لگتا ہے ___ نجانے بٹن دبتے ہی کیا ہو جائے ___ اس یے بہتر ہے کہ ہم انتظار ہی کریں" ___ ماسٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ تمہاری بات درست ہے ___ لیکن ایسا نہ ہو کہ بروقت کارروائی نہ کر سکیں ___ اور آنے والا پھر ہمیں پکڑ لے" ___ وام نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ایسی بات نہیں ___ مادام! ___ تمہارے اعصاب جواب دے گئے ہیں ___ اس لئے تم ایسی باتیں سوچ رہی ہو ___ اب میرے بازو زاد ہیں۔ اس لئے اب میں کسی سے مار نہیں کھا سکتا" ___ ماسٹر نے خت لہجے میں کہا۔

اور مادام نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ وہ ماسٹر بلگرام کی صلاحیتوں کے بارے میں اچھی طرح جانتی تھی۔

عمران سی دن کو کار میں ڈالے عمارت سے باہر نکلا اور پھر اس نے کار کا رُخ دانش منزل کی طرف موڑ دیا۔ اس کے ذہن میں ابھی تک کھچڑی سی پک رہی تھی۔ کیونکہ ملزم تو اس نے اکٹھے کر لئے تھے لیکن وہ راز جو بقول چیف ماسٹر کے ملک سے باہر جا رہا تھا اس کا ابھی تک کوئی پتہ نہ تھا۔

اب عمران یہی سوچ رہا تھا کہ اس راز کے متعلق چیف ماسٹر کو یقیناً مکمل علم ہوگا۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس طرز کے مجرم اپنی جان تو دے دیتے ہیں لیکن راز دینا گوارا نہیں کرتے۔ اس لئے وہ کوئی ایسا طریقہ سوچ رہا تھا جس سے وہ راز اگلوا سکے۔

ایک لمحے کے لئے اُسے یہ بھی خیال آیا تھا کہ وہ ہپناٹزم سے مدد لے لیکن پھر اس نے یہ خیال ترک کر دیا ——— کیونکہ ایسے مجرموں کی قوتِ ارادی قدرتی طور پر اتنی طاقتور ہوتی ہے کہ انہیں ٹرانس میں لے آنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

یہی سوچتا ہوا وہ کار دوڑاتا دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ کار روک کر

وہ نیچے اترا اور پھر جھک کر گیٹ کھولنے والا بٹن دبا دیا۔ مگر بٹن دباتے ہی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ بٹن میں پریشر ختم ہو چکا تھا۔ یہ اس بات کی نشانی تھی کہ دانش منزل کا آٹومیٹک حفاظتی نظام آن ہو چکا ہے۔

"یہ طاہر کہاں چلا گیا" ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ظاہر ہے بلیک زیرو کی موجودگی میں تو آٹومیٹک نظام نہیں چلایا جاتا۔ بہرحال اس نے ہاتھ اونچا کر کے گیٹ کے ساتھ دیوار پر ابھری ہوئی جگہ کو دبایا اور پھر جھک کر دوبارہ وہی گیٹ کھولنے والا بٹن دبا دیا۔ اس بار بٹن میں پریشر موجود تھا۔

چنانچہ بٹن دبتے ہی گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور عمران کار لئے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے کار برآمدے کے قریب جا کر روکی اور پھر اتر کر کار کا پچھلا دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر پڑے ہوئے سی دن کو باہر نکالنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ سیٹ کے نیچے کار کا فرش خون میں ڈوبا ہوا تھا اس نے تیزی سے سی دن کا ہاتھ پکڑا اور اس کی نبض دیکھی اور بے اختیار ایک طویل سانس اس کے منہ سے نکل گئی۔

سی دن ختم ہو چکا تھا۔ اس کی نبض ڈوب چکی تھی۔ زیادہ خون بہنے کی وجہ سے وہ ختم ہو گیا تھا۔ اور عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ غلطی اسی سے ہوئی تھی۔ سی دن کو اس نے دو تین گولیاں ماری تھیں اور پھر وہاں سے نکل کر دانش منزل تک پہنچنے میں اس نے غیر اختیاری طور پر سستی کی تھی۔ کیونکہ ظاہر ہے وہ خیالوں میں ڈوب کر کار چلاتا رہا اور کار کی رفتار آہستہ ہی رہی۔

عمران نے ایک جھٹکے سے دروازہ بند کر دیا۔ اب سی دن سے راز کا پتہ کرنے

کے تمام امکانات ختم ہو چکے تھے۔ اب تو صرف ماسٹر ٹیلگرام ہی باقی رہ گیا تھا جو راز کا پتہ دے سکتا تھا۔

عمران کار کا دروازہ بند کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اُسے یہ خیال آ رہا تھا کہ آخر بلیک زیرو اچانک کہاں چلا گیا۔ آپریشن روم میں پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ کمرے کی شمالی دیوار پر ایک سکرین روشن تھی اور اس پر ایک بڑے سے گٹر کا منظر نظر آ رہا تھا۔ گٹر کے پانی میں بلیک زیرو اوندھے منہ پڑا صاف نظر آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ بیہوش پڑا ہو۔ اس کا جسم دیوار کے ساتھ ٹکا ہوا تھا اور ٹانگیں گٹر کے پانی میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

عمران نے تیزی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور پھر اس دیوار میں خفیہ دروازہ کھلتے ہی وہ دوڑتا ہوا اس دروازے کو کراس کر گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک تنگ سی راہداری تھی۔ وہ اس راہداری میں سے ہوتا ہوا ایک دیوار تک پہنچ گیا۔ یہ گٹر کی بیرونی دیوار تھی۔ عمران نے دیوار کے قریب جا کر ایک ابھری ہوئی اینٹ کو دبایا تو دیوار کے اوپر والے حصے میں ایک بڑا سا خلا پیدا ہو گیا۔ عمران نے اچھل کر اس کی نچلی دیوار پر ہاتھ جمائے اور پھر بازوؤں کے بل اٹھتا ہوا اپنا جسم خلا کے اندر داخل کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ گٹر کے اندر داخل ہو چکا تھا۔ اس نے سب سے پہلے بلیک زیرو کی نبض دیکھی۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں بلیک زیرو کو ختم کر کے گٹر میں نہ پھینکا گیا ہو مگر نبض چیک کر کے اسے اطمینان ہو گیا کہ بلیک زیرو ابھی تک زندہ ہے۔ گو نبض کی حالت بتا رہی تھی کہ اس پر گہری بیہوشی طاری ہے۔ لیکن خطرے کی کوئی بات نہ تھی۔

عمران نے بلیک زیرو کو اٹھایا اور اسے اٹھا کر اس نے خلا سے دوسری طرف لٹکا کر چھوڑ دیا۔ اب بلیک زیرو اس راہداری میں آ گرا تھا۔ عمران بھی اسی انداز میں خلا سے گزر کر واپس راہداری میں آ گیا۔ اس نے دیوار کو دبا کر خلا دوبارہ بند کیا اور پھر بلیک زیرو کو اٹھائے واپس آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ اور پھر آپریشن روم سے ملحق کمرے میں اس نے اُسے بیڈ پر لٹایا اور اس کا نقاب اتارا۔ نقاب خون میں لتھڑا ہوا تھا۔

بلیک زیرو کی ناک کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی اور اس میں سے خاصا خون بہہ نکلا تھا۔ خون بہنا اس لئے بند ہو گیا تھا کہ اس کی ٹانگیں گٹر کے پانی میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ ورنہ ہو سکتا تھا وہ بھی زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے اب تک ختم ہو جاتا۔

عمران نے الماری کھولی اور پھر وہاں سے ایمرجنسی میڈیکل باکس نکال کر وہ اس کی مرہم پٹی میں مصروف ہو گیا۔ ناک کی بینڈیج کرنے کے بعد اس نے بلیک زیرو کو ہوش میں لانے کے لئے دو انجکشن لگائے اور باکس کو واپس الماری میں رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد بلیک زیرو نے آنکھیں کھول دیں۔

"بے ناک ایکسٹو صاحب! ـــــ اب آپ کا کیا حال ہے" ـــــ؟ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ عمران صاحب آپ ـــــ اور میں یہاں کیسے پہنچ گیا" ـــــ؟ بلیک زیرو نے بے اختیار اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں گٹر سے نکال کر لایا ہوں ـــ شکر کرو کہ آٹومیٹک نظام چالو تھا ـــ جس نے نکاسی کے تمام راستے بند کر رکھے تھے ـــــ ورنہ

اب تک تمہاری لاش سنجانے کونسے گٹر میں بہتی پھرتی" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ! ——— وہ ماسٹر اور مادام مجھے دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گئے۔ میں نے انہیں بالشیم گیس کی مدد سے بیہوش کیا ——— لیکن وہ شاید سانس روکے ہوئے تھے ——— اس لئے وہ مجھ پر حملہ کر کے مجھے قابو کرنے میں کامیاب ہو گئے" ——— بلیک زیرو نے بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"مگر تم گیسٹ روم میں گئے کیوں تھے" ——— ؟ عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے سوچا تھا کہ آپ کے آنے سے پہلے ان سے راز حاصل کر لوں"۔ بلیک زیرو نے بڑے ندامت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ان تمام حربوں کے متعلق تفصیل بتائی جو اس نے ان دونوں پر آزمائے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ واقعی ان دونوں کو راز کے متعلق کوئی علم نہیں ہے ورنہ ایسی حالت میں پہنچنے کے بعد وہ یقیناً اس کے متعلق بتا دیتے" ——— عمران نے واپس آپریشن روم میں آ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ کیونکہ ماسٹر اور مادام کو راز کا علم نہ تھا اور چیف ماسٹر کی اوں ختم ہو چکا تھا۔

ابھی عمران بیٹھا اس کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک کمرے میں تیز گھنٹی کی آواز گونج اٹھی۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا تو اسے دیوار پر ایک سکرین روشن نظر آئی۔

یہ سکرین بیرونی گیٹ کا منظر دکھا رہی تھی۔ گیٹ کے باہر ایک کار موجود تھی اور ایک نوجوان کار کے قریب منہ اٹھائے کھڑا تھا۔ دوسرے لمحے عمران اس نوجوان کو پہچان گیا۔ وہ سر سلطان کا پی۔ اے تھا۔

"اوہ! ——— یہ یقیناً وہ کیمرہ لے کر آیا ہوگا" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"مسٹر ہاشم! ——— آپ کیسے آئے ہیں" ——— ؟ عمران نے بٹن دبا کے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"سر سلطان نے ایک پین بھیجا ہے ——— وہی دینے آیا ہوں جناب"۔ نوجوان نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ——— تم اسے گیٹ کی دائیں ہاتھ والی دیوار میں پیدا ہونے والے خلا میں ڈال دو ——— تھینک یو" ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے ایک اور بٹن دبا دیا۔

اس بٹن کے دبتے ہی دائیں دیوار میں لیٹر بکس کے منہ جیسا خلا پیدا ہو گیا۔ نوجوان نے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ پین نکالا اور اسے اس خلا میں ڈال دیا۔

"شکریہ! ——— اب آپ جا سکتے ہیں" ——— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بٹن آف کر دیا۔

چند لمحوں بعد عمران نے میز کی سب سے نچلی دراز کھولی تو پین اس میں موجود تھا۔ آٹومیٹک ریچ سسٹم کے تحت پین اس خلا سے ہوتا ہوا یہاں تک پہنچ گیا تھا۔

عمران نے پین اٹھایا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ چند لمحے غور سے دیکھنے پر اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ وہ پین لئے تیزی سے اٹھا اور ملحقہ آپریٹنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

آپریٹنگ روم میں ہر طرف عجیب و غریب قسم کی مشینیں فٹ تھیں۔ عمران

نے مختلف مشینوں کی مدد سے اس بٹن کو کسی سائنسدان کی طرح چیک کرنا شروع کر دیا۔

"وہ مارا ــــ واہ واہ! ــــ تو یہ بات ہے" ــــ عمران نے بچوں کی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا عمران صاحب ــــ؟" بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"بھئی بڑا ہی عجیب و غریب قسم کا کیمرہ ہے ــــ بہت خوب" ــــ عمران نے بٹن مشین سے واپس نکالتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ــــ؟ میں سمجھا نہیں" ــــ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"تم تو زندگی بھر کسی چیز کا مطلب نہیں سمجھ سکے ــــ جبکہ میں سمجھ گیا ہوں ــــ آؤ میرے ساتھ" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے آپریٹنگ روم سے نکل کر واپس آپریشن روم میں آ گیا۔ یہاں آ کر اس نے میز کے کنارے پر موجود بے شمار بٹنوں میں سے سب سے نیچے لگا ہوا بٹن دبایا تو دیوار پر ایک اور سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر گیسٹ روم کا منظر ابھر آیا۔ دروازے کے قریب ہی ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشیاری دیواروں سے پشت لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے میز کی دوسری دراز کھولی اور اس میں سے ایک تختہ سا باہر کھینچ لیا۔ اس تختے پر سرخ رنگ کے بٹنوں کی ایک قطار موجود تھی۔ عمران نے سب سے آخری بٹن دبا دیا اور غور سے سکرین کو دیکھنے لگا۔

اس بٹن کے دبتے ہی گیسٹ روم میں دودھیا رنگ کی گیس بھرنی شروع

ہو گئی۔ چونکہ گیس کمرے کے آخری کونے سے نکل رہی تھی اور ماسٹر اور مادام ادھر دروازے کے پاس دروازے کی طرف منہ کئے بیٹھے تھے۔ اس لئے انہیں اس گیس کا پتہ بھی نہ چل سکا۔

اور پھر چند لمحوں بعد پہلے مادام ہوشیاری لڑھک کر نیچے فرش پر جا گری اور اس کے فوراً بعد یہی حشر ماسٹر بلگرام کا ہوا۔ اور عمران نے آخری سے پہلا بٹن دبایا اور تختہ دوبارہ اندر دھکیل کر دراز بند کر دی۔

"آؤ میرے ساتھ! ــــ میں بتاؤں کہ راز ان لوگوں سے کیسے حاصل کیا جاتا ہے ــــ تم نے خواہ مخواہ اپنی ناک کٹوا لی" ــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو بھی پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے گیسٹ روم میں داخل ہو گئے۔ عمران، ماسٹر بلگرام پر جھک گیا۔ وہ غور سے اسے قریب سے دیکھ رہا تھا۔ اور پھر اچانک اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کی قمیص پر لگے ہوئے پانچ بٹنوں میں سے ایک بٹن کو پکڑا اور اسے زور سے جھٹکا دے کر توڑ لیا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ ــــ؟" بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

اور عمران نے مسکراتے ہوئے بٹن بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"لو ــــ اس بٹن کو اپنی ڈوبی ہوئی ناک پر ٹانک لو ــــ یہ ہے وہ راز ــــ جو تم ان سے حاصل کرنا چاہتے تھے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ راز ــــ یہ تو عام سا بٹن ہے" ــــ بلیک زیرو نے حیرت بھرے انداز میں بٹن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ عام سا بٹن نہیں ــــ بلکہ اس کیمرے کی فلم ہے ــــ میرے خیال میں ماسٹر بگرام کو بھی اس کی خبر نہیں تھی" ــــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کے ہاتھ سے بٹن لیا اور واپس مڑ گیا۔ بلیک زیرو حیرت بھرے انداز میں اس کے پیچھے تھا۔

آپریٹنگ روم میں پہنچ کر جب عمران نے وہ بٹن ایک مشین میں ڈالا اور اس کا بٹن آن کیا تو مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی اور چند لمحوں بعد اس پر میزائیلوں کے اڈے کا منظر ابھر آیا۔ اور بلیک زیرو کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ اب اُسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے واقعی جلد بازی کر کے خوامخواہ اپنی ناک تڑوا لی۔

ختم شُد

شہرۂ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ساجان سنٹر	مکمل
ریڈ پاور	مکمل
لیڈی کلرز	مکمل
پاور لینڈ کی تباہی	مکمل
پرنٹر لاک	مکمل
ون مین شو	مکمل
لیڈیز مشن	اول
لیڈیز مشن	دوم
فاؤل پلے	اول
فاؤل پلے	دوم
زیرو اوور زیرو	اول
زیرو اوور زیرو	دوم
سپر ایجنٹ صفدر	اول
سپر ایجنٹ صفدر	دوم
بلڈ ہاؤنڈز	مکمل
ایزی مشن	مکمل
لائٹ ہاؤس	مکمل
سیکرٹ سروس مشن	مکمل
فور کارنرز	اول
فور کارنرز	دوم
سلور ہینڈز	مکمل
ایڈونچر مشن	مکمل
گولڈن سینڈز	اول
گولڈن سینڈز	دوم
ری بائٹ	اول
ری بائٹ	دوم
جاسوس اعظم	مکمل
ریڈ پوائنٹ	مکمل
الرٹ کیمپ	اول
الرٹ کیمپ	دوم
ٹائٹ پلان	اول
ٹائٹ پلان	دوم